فضائلِ صحابہ رضی اللہ عنہم

صحیح روایات کی روشنی میں

تالیف

حافظ شیر محمد

تحقیق و تخریج

حافظ زبیر علی زئی

مکتبہ اسلامیہ

فضائلِ صحابہ رضی اللہ عنہم

صحیح روایات کی روشنی میں

تالیف

حافظ شیر محمد

تحقیق وتخریج

حافظ زبیر علی زئی

مکتبہ اسلامیہ

کتاب .... فضائلِ صحابہؓ

ناشر .... مکتبہ اسلامیہ

اشاعت .... مئی 2010ء

قیمت ....
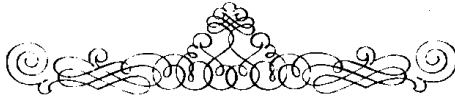
مکتبہ اسلامیہ

بالمقابل رحمان مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور۔ پاکستان فون:042-37244973

بیسمنٹ اٹلس بینک بالمقابل شیل پٹرول پمپ کوتوالی روڈ فیصل آباد۔ پاکستان فون:041-2631204, 2034256

مکتبۃ الحدیث حضرو اٹک فون: 057-2310571

E-mail:maktabaislamiapk@gmail.com

فہرست

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تعارف

الحمد للّٰہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الأمین،أما بعد:

جون ۲۰۰۴ء میں ماہنامہ الحدیث حضرو ضلع اٹک کا پہلا شمارہ شائع ہوا جس میں ''رسول اللہ ﷺ سے محبت'' والا مضمون چھپا تھا اور بعد میں یہ سلسلہ دسمبر ۲۰۰۷ء میں اختتام پذیر ہوا۔

ان مضامین میں قرآن مجید اور صحیح روایات کی روشنی میں ثابت شدہ فضائل پیش کئے گئے جنھیں قارئینِ الحدیث نے بے حد پسند کیا۔ بعد میں اس سلسلے کو ''محبت ہی محبت'' کے نام سے شائع کیا گیا۔ اب اسے ''صحیح فضائل کا مجموعہ'' کے عنوان سے دوبارہ شائع کیا جا رہا ہے۔

بہت سے لوگ فضائل و مناقب میں ضعیف، موضوع اور بے اصل روایات علانیہ بیان کرتے رہتے ہیں اور اللہ کی پکڑ کا انھیں کوئی ڈر نہیں ہوتا۔ ایک دن ساری مخلوقات کو اللہ تعالیٰ کے دربار میں پیش ہونا اور خاص طور پر جن وانس کو اپنے اقوال وافعال کا حساب دینا ہے۔ اس دن مجرمین کہیں گے: ہائے ہماری تباہی! یہ کیسی کتاب ہے جس میں ہر چھوٹی بڑی بات درج ہے اور وہ اپنے اعمال کو اپنے سامنے حاضر پائیں گے۔ دیکھئے سورۃ الکہف (۴۹)

ہر عالم اور غیر عالم پر ضروری ہے کہ صرف وہی بات بیان کرے جو سچی، صحیح اور ثابت ہو۔ آپ کے ہاتھوں میں اس کتاب میں صحیح فضائل کا مجموعہ پیش کر دیا گیا ہے تاکہ خطباء، واعظین، علماء اور عوام صحیح روایات پڑھیں اور یہی روایات آگے لوگوں میں پھیلائیں۔

عقائد، احکام، اعمال اور فضائل کی بنیاد قرآن مجید، صحیح احادیث، اجماع اور صحیح ثابت آثارِ سلف صالحین پر ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس کوشش کو قبول فرمائے اور ہمیں اپنی رحمت وفضل کے سائے میں ڈھانپ لے۔ آمین

حافظ زبیر علی زئی

۳۔ فروری ۲۰۰۸ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ تعالیٰ سے محبت

اللہ تعالیٰ زمین و آسمان اور تمام مخلوقات کا خالق ہے۔ اسی نے اپنے دونوں ہاتھوں سے آدم علیہ السلام کو مٹی سے بنایا اور ان کی زوجہ حوا علیہا السلام کو پیدا فرمایا اور پھر ان دونوں سے انسانوں کی نسل جاری فرمائی۔ اللہ نے انسانوں اور جاندار مخلوقات کے لئے طرح طرح کے رزق اور نعمتیں پیدا کیں اور وہی مشکل کشا، حاجت روا اور فریاد رس ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ﴾

اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو شمار نہیں کر سکتے۔ (النحل:١٨)

بے شمار نعمتوں اور فضل وکرم والے رب سے محبت کرنا ہر انسان پر فرض ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ﴾

اور اہلِ ایمان سب سے زیادہ اللہ سے محبت کرتے ہیں۔ (البقرۃ:١٦٥)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اللہ تمھیں جو نعمتیں کھلاتا ہے ان کی وجہ سے اللہ سے محبت کرو اور اللہ کی محبت کی وجہ سے مجھ سے محبت کرو اور میری محبت کی وجہ سے میرے اہلِ بیت سے محبت کرو۔

(سنن الترمذی:٣٧٨٩ وسندہ حسن، ماہنامہ الحدیث:٢٦)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَاشْكُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ﴾

اور اللہ کا شکر ادا کرتے رہو اگر تم صرف اسی کی ہی عبادت کرتے ہو۔ (البقرۃ:١٧٢)

(کامل ایمان والے) مومن وہ ہیں جب اُن کے سامنے اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل (خوف وامید کے ساتھ) لرز جاتے ہیں۔ دیکھئے سورۃ الانفال (٢)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ مبارک ہے کہ

((ثلاث من کن فیه وجد حلاوة الإیمان :أن یکون الله ورسوله

أحب إليه مما سواهما وأن يحب المرء، لا يحبه إلا لله وأن يكره أن يعود في الكفر كما يكره أن يقذف في النار))

جس شخص میں تین چیزیں ہوں تو اس نے ایمان کی مٹھاس پالی: (اول) یہ کہ اس کے نزدیک ہر چیز سے زیادہ اللہ اور رسول محبوب ہوں (دوم) وہ جس سے محبت کرے صرف اللہ ہی کے لئے محبت کرے (سوم) وہ کفر میں لوٹ جانا اس طرح ناپسند کرے جیسے وہ آگ میں گرنا ناپسند کرتا ہے۔ (صحیح بخاری:١٦، صحیح مسلم:٤٣)

ایک ماں جتنی اپنے بچے سے محبت کرتی ہے اللہ تعالیٰ اس سے بہت زیادہ اپنے بندوں سے محبت کرتا ہے۔ دیکھئے صحیح بخاری (٥٩٩٩) وصحیح مسلم (٢٧٥٤)

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: میرے بندوں کو بتادو کہ بے شک میں گناہ معاف کرنے والا اور رحم کرنے والا ہوں۔ (الحجر:٤٩)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿ قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴾

(میری طرف سے) کہہ دو: اے میرے (اللہ کے) بندو! جنھوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے، اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو جاؤ بے شک اللہ (شرک کے سوا) سارے گناہ معاف فرماتا ہے، بے شک وہ غفور الرحیم ہے۔ (الزمر:٥٣)

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: جو لوگ میری وجہ سے ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں تو ان کے لئے میری محبت واجب ہے۔ (مسند احمد، زوائد عبداللہ بن احمد ٥/٣٢٨ وسندہ صحیح)

اللہ سے محبت کا یہ لازمی تقاضا ہے کہ انسان ہر وقت اللہ پر توکل کرے اور اسی پر صابر وشاکر رہے۔ ایک دفعہ ایک اعرابی (بدو) نے رسول اللہ ﷺ پر تلوار تان کر پوچھا: تجھے مجھ سے کون بچائے گا؟ آپ ﷺ نے (کمال اطمینان سے) فرمایا: اللہ، تو اس اعرابی کے ہاتھ سے تلوار گر گئی۔ (مسند احمد ٣/٣٩٠ ح ١٥١٩٠ وھو حدیث صحیح، صحیح ابن حبان، الاحسان: ٢٨٧٢[٢٨٨٣])

[تنبیہ: اس روایت کے راوی ابو بشر جعفر بن ابی وحشیہ نے سلیمان بن قیس الیشکری سے

کچھ نہیں سنا لیکن وہ ان کی کتاب / صحیفے سے روایت کرتے تھے اور کتاب سے روایت کرنا چاہے بطورِ وجادہ ہی ہو، صحیح ہے بشرطیکہ کتاب کے درمیان واسطے پر جرح یا محدثین کا انکار ثابت نہ ہو۔ واللہ اعلم، غورث بن الحارث الاعرابی کا قصہ اختصار کے ساتھ صحیح بخاری (۲۹۱۰) اور صحیح مسلم (۸۴۳) میں بھی موجود ہے۔ غورث نے واپس جا کر اپنی قوم کے لوگوں سے کہا تھا کہ "میں اس کے پاس سے آیا ہوں جو سب سے بہتر ہے" یہ اس کی دلیل ہے کہ غورث مسلمان ہو گئے تھے۔]

اللہ کے حبیب محمد رسول اللہ ﷺ اپنے رب سے اتنی زیادہ محبت کرتے تھے کہ وفات کے وقت بھی فرما رہے تھے: ((اللھم الرفیق الأعلیٰ))

اے میرے اللہ! اپنی بارگاہ میں اعلیٰ رفاقت عطا فرما۔ (صحیح بخاری: ۴۴۶۳ و صحیح مسلم: ۲۴۴۴)

اللہ سے محبت کی چند نشانیاں درج ذیل ہیں:

① توحید و سنت سے محبت اور شرک و بدعت سے نفرت
② نبی کریم ﷺ سے والہانہ محبت اور آپ کا دفاع
③ صحابۂ کرام، تابعین عظام، علمائے حق اور اہلِ حق سے محبت
④ کتاب و سنت سے محبت اور تقویٰ کا راستہ
⑤ گناہوں اور نافرمانی سے اجتناب
⑥ ریا کے بغیر، خلوصِ نیت کے ساتھ عبادات میں سنت کو مدِ نظر رکھتے ہوئے انہماک
⑦ معروف (نیکی) سے محبت اور منکر و مکروہ سے نفرت
⑧ کتاب و سنت کے علم کا حصول اور کتاب و سنت کے مقابلے میں ہر قول و فعل کو رد کر دینا
⑨ انفاق فی سبیل اللہ (اللہ کے راستے میں اس کی رضامندی کے لئے مال خرچ کرنا)
⑩ خوف و امید کی حالت میں کثرتِ اذکار اور دعواتِ ثابتہ پر عمل

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمارے دل اپنی اور اپنے رسول ﷺ کی محبت سے بھر دے اور ہمیں ہمیشہ کتاب و سنت پر گامزن رکھے۔ آمین (۸ شوال ۱۴۲۷ھ)

اللہ کی محبت حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ ''تقویٰ''

اللہ تعالیٰ قرآن میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ﴾

تم میں سے اللہ کے ہاں سب سے زیادہ معزز وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی اور پرہیزگار ہے۔ (الحجرات:۱۳)

تقویٰ وقایۃ سے ماخوذ ہے وقایۃ ایسی چیز کو کہا جاتا ہے جس سے سر کو ڈھانپا جاتا ہے۔اس لیے ہر وہ احتیاط اور رویہ وقایۃ ہے جس کے ذریعے سے نقصان دہ چیزوں سے بچا جا سکتا ہے۔ تقاۃ بھی اسی کے ہم معنی ہے۔اس اعتبار سے تقویٰ کا مطلب اور مفہوم یہ ہوا کہ انسان اللہ کے عذاب سے بچنے کی کوشش کرے، اللہ کے تمام حکموں کو بجا لائے اور اس کی منع کردہ چیزوں سے باز رہے۔یعنی انسان ہر وقت اللہ کا خوف اور ڈر اپنے دل میں رکھے اور ہر کام سے پہلے قرآن وحدیث کو مدنظر رکھے۔تقویٰ سے انسان کے دل اور دماغ میں ایسی نورانیت پیدا ہوتی ہے جس سے وہ حق اور باطل کو پہچان سکتا ہے۔ظلمت اور تاریکی کے اندھیرے چھٹ جاتے ہیں اور انسان اللہ تعالیٰ کا سب سے زیادہ محبوب اور مقرب بندہ بن جاتا ہے۔

قرآن مجید میں کئی جگہ اللہ تعالیٰ نے تقویٰ اختیار کرنے کی رغبت دلائی ہے۔سورۃ آل عمران میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ حَقَّ تُقٰتِہٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ﴾

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے (ایسے) ڈرو (جیسا) اس سے ڈرنے کا حق ہے اور تم کو موت اس حالت میں آئے کہ تم مسلمان ہو۔ (آل عمران:۱۰۲)

﴿حَقَّ تُقٰتِہٖ﴾ کی تفسیر سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ فرمائی ہے:

"أن یطاع فلا یعصیٰ وأن یذکر فلا ینسیٰ وأن یشکر فلا یکفر"

"تقویٰ کا حق یہ کہ اللہ کی اطاعت ہر کام میں کی جائے، اس کی نافرمانی نہ کی جائے انسان ہمیشہ اس کو یاد رکھے اور کبھی نہ بھولے اور ہمیشہ اس کا شکر ادا کرتا رہے ناشکری نہ کرے۔"

(تفسیر ابن ابی حاتم ۳/۷۲۲ ح ۳۹۰۸ وسندہ صحیح، مستدرک الحاکم ۲/۲۹۴ ح ۳۱۵۹ وصححہ علیٰ شرط الشیخین ووافقہ الذہبی، الطبرانی فی الکبیر: ۸۵۰۱، الطبری فی تفسیرہ ۴/۱۹ ح ۷۵۳۴ وقال ابن کثیر فی تفسیرہ ۱/۷۷: "وھذا اسناد صحیح موقوف")

دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ﴾

پس جتنی تم میں طاقت ہے اتنا اللہ سے ڈرو۔ (التغابن:۱۶)

یہ درحقیقت ﴿حَقَّ تُقٰتِہٖ﴾ ہی کی تفسیر وتشریح ہے۔ انسان کی نجات کا دارومدار تقویٰ پر ہے اور اس سے انسان کا رزق بھی بڑھتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۙ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ؕ﴾

اور جو اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اس کے لیے آسانیاں پیدا کر دیتا ہے اور ایسی جگہ سے رزق دیتا ہے جہاں سے اس کو وہم وگمان بھی نہیں ہوتا۔ (الطلاق:۲-۳)

تقویٰ اختیار کرنے سے انسان کے اندر بصیرت اور حق و باطل (کے درمیان فرق) کی پہچان بھی پیدا ہوتی ہے اور انسان کے سارے گناہ بھی معاف ہو جاتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا وَّيُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ﴾

اگر تم اللہ سے ڈرو گے تو وہ تمھیں (حق اور باطل کے درمیان) فرق کرنے والی (بصیرت) عطا فرمائے گا اور تم سے تمھاری برائیاں دور کر دے گا اور تمھیں بخش

دے گا اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے۔ (الانفال:۲۹)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا: من أکرم الناس ؟ لوگوں میں سب سے زیادہ معزز کون ہے؟ آپ نے فرمایا: ((أتقاهم)) جو اُن میں سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہے۔ (صحیح بخاری:۳۳۵۳، صحیح مسلم:۲۳۷۸)

تقویٰ اختیار کرنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ انسان دنیا کی رنگینیوں سے (دور رہنے کی کوشش کرے) اور خوش رنگ اور دل کو لبھانے والی چیزوں سے بچے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إن الدنيا حلوة خضرة و أن الله مستخلفكم فيها فينظر كيف تعملون، فاتقوا الدنيا و اتقوا النساء فإن أول فتنة بني إسرائيل كانت في النساء))

بے شک دنیا شیریں اور سرسبز ہے، اللہ تعالیٰ اس میں تمھیں جانشین بنانے والا ہے پس وہ دیکھے گا کہ تم کیسے عمل کرتے ہو؟ (اگر تم کامیاب ہونا چاہتے ہو تو) دنیا (کے دھوکے) سے بچو اور عورتوں (کے فتنے میں مبتلا ہونے) سے بچو، کیوں کہ بنی اسرئیل کا پہلا فتنہ عورتوں کے بارے میں تھا۔ (مسلم:۲۷۴۲)

تقویٰ اختیار کرنے کے لیے لازم ہے کہ انسان ہمیشہ ہدایت کے راستے پر چلتا رہے اپنے آپ کو حرام چیزوں سے بچا کر رکھے۔ تقویٰ کا اصل معیار یہ ہے کہ انسان شک والی چیزوں کو بھی چھوڑ دے اور ایسی چیزوں کو اختیار کرے جن میں ذرہ برابر بھی شک نہ ہو۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((دع ما يريبك إلى مالا يريبك))

ایسی چیز چھوڑ دو جو تم کو شک میں ڈال دے اور اسے اختیار کرو جو تمھیں شک میں نہ ڈالے۔ (سنن ترمذی:۲۵۱۸ و إسنادہ صحیح وصححہ ابن خزیمہ:۲۳۴۸ وابن حبان، الموارد:۵۱۲ والحاکم ۲؍۱۳، والذہبی وقال الترمذی: ''وهذا حديث صحيح'')

اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((فمن اتقى الشبهات استبرأ لدينه وعرضه))

جو شخص شبہے والی چیزوں سے بچ گیا، اس نے اپنے دین اور عزت (دونوں) کو بچا لیا۔

(صحیح بخاری: ۵۲، صحیح مسلم: ۵۹۹)

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمارے دلوں کو تقویٰ کے نور سے روشن کر دے۔ آمین

[الحدیث: ۹ ماخوذ]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((فوالذي نفسي بيده لا يؤمن أحدكم حتّى أكون أحب إليه من والده وولده))

پس اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم میں سے کوئی (شخص) اس وقت تک (پورا) مومن نہیں ہو سکتا جب تک اپنے والد (و والدہ) اور اپنی اولاد سے زیادہ مجھ سے محبت نہ کرے۔ (صحیح البخاری:۱۴)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لا يؤمن أحدكم حتّى أكون أحب إليه من والده وولده والناس أجمعين))

تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک (پورا) مومن نہیں ہو سکتا جب تک وہ اپنے والد (و والدہ)، اپنی اولاد اور تمام انسانوں سے زیادہ مجھ سے محبت نہ کرے۔

(البخاری:۱۵، و مسلم:۴۴ و ترقیم دار السلام:۱۶۹)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

"إن رجلاً سأل النبي صلی اللہ علیہ وسلم عن الساعة، فقال متى الساعة؟ قال: ((وماذا أعددت لها ؟)) قال: لا شيئ إلا أني أحب الله ورسوله صلی اللہ علیہ وسلم فقال: ((أنت مع من أحببت .)) قال أنس: فما فرحنا بشيء فرحنا بقول النبي صلی اللہ علیہ وسلم: ((أنت مع من أحببت)) قال أنس: فأنا أحب النبي صلی اللہ علیہ وسلم و أبا بكر وعمر و أرجوأن أكون معهم بحبي إياهم وإن لم

أعمل بمثل أعمالهم"

ایک آدمی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے قیامت کے بارے میں پوچھا کہ قیامت کب آئے گی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو نے اس (قیامت) کے لئے کیا تیاری کی ہے؟ اس (صحابی) نے کہا: کوئی (خاص) چیز نہیں اِلا یہ کہ میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہوں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو جس سے محبت کرتا ہے اس کے ساتھ ہی ہوگا۔ انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ ہمیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول: تو جس کے ساتھ محبت کرتا ہے (قیامت کے دن) اس کے ساتھ ہی ہوگا، سے زیادہ اور کسی بات سے خوشی نہیں ہوئی۔ انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم، ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما سے محبت کرتا ہوں اور مجھے امید ہے کہ اس محبت کی وجہ سے میں ان کے ساتھ ہی ہوں گا اگرچہ میں نے ان جیسے اعمال نہیں کئے۔

(صحیح البخاری: ۳۶۸۸ و مسلم: ۲۶۳۹/۱۶۳ و ترقیم دارالسلام: ۶۷۱۳)

خلاصہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنا جزوِ ایمان ہے۔ اے اللہ! قرآنِ مجید، حدیث، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین، تابعین، تبع تابعین، محدثین، ائمہ مسلمین، سلف صالحین رحمہم اللہ اور تمام اہلِ ایمان کی محبت سے ہمارے دلوں کو بھر دے۔

(آمین ثم آمین)

[الحدیث: ۱]

قرآن مجید سے محبت

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جو اس نے اپنے آخری رسول محمد ﷺ پر نازل فرمایا ہے۔
ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ فَاتَّبِعُوْهُ وَاتَّقُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۙ﴾

اور یہ مبارک کتاب ہم نے اتاری ہے، پس اس کی اتباع کرو، اور تقویٰ اختیار کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔ (الانعام:۱۵۵)

نبی ﷺ نے فرمایا: ((والقرآن حجة لك أو عليك)) اور قرآن (اگر تو اس پر عمل کرے تو) تیری دلیل ہے، یا (اگر تو اس کے مخالف چلے تو) تیرے خلاف دلیل ہے۔
(صحیح مسلم: ۲۲۳ دارالسلام: ۵۳۴)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: بے شک جو لوگ کتاب اللہ پڑھتے، نماز قائم کرتے اور ہم نے انھیں جو رزق دیا ہے، خفیہ و علانیہ (اللہ کی راہ میں) خرچ کرتے ہیں، وہ ایسی تجارت کی امید رکھتے ہیں جس میں کوئی خسارہ نہیں۔ تاکہ اللہ انھیں پورا بدلہ اور (بلکہ) اپنے فضل سے انھیں (بہت) زیادہ دے دے، بے شک وہ معاف کرنے والا اور قدر دان ہے۔ (فاطر: ۲۹، ۳۰)

نبی ﷺ نے فرمایا:

((من قرأ حرفًا من كتاب الله فله به حسنة والحسنة بعشر أمثالها ، لا أقول : الٓمّٓ حرف ولكن ألف حرف ولام حرف وميم حرف))

جو (مسلمان) کتاب اللہ سے ایک حرف پڑھے تو اسے اس کے بدلے میں ایک نیکی ملتی ہے، (اللہ کے ہاں) ایک نیکی کا اجر دس گنا ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ الٓمّٓ ایک حرف ہے۔ بلکہ الف ایک حرف ہے، لام (دوسرا) حرف ہے، میم (تیسرا) حرف

ہے۔(سنن الترمذی: ۲۹۱۰ وقال: حسن صحیح غریب)

ایک روایت میں آیا ہے: قرآن پڑھنے والے سے (قیامت کے دن) کہا جائے گا کہ پڑھتا جا اور چڑھتا جا۔ جس طرح دنیا میں ٹھہر ٹھہر کر ترتیل سے پڑھتا تھا، اسی طرح ترتیل سے پڑھ، تیرا ٹھکانا (جنت میں) وہ بلند مقام ہے جہاں تو آخری آیت پڑھے گا۔

(سنن الترمذی: ۲۹۱۴ وقال: حسن صحیح)

میرے بھائیو!

قرآن سے محبت کرو، قرآن مجید پر عمل کرو، قرآن کی خوب تلاوت کرو۔ قرآن مجید کی تعظیم کرو، ایک روایت میں آیا ہے کہ نبی ﷺ ایک تکیے (سرھانے) پر بیٹھے ہوئے تھے کہ (یہودیوں کی محرف) تورات لائی گئی تو آپ تکیے سے اتر آئے اور اس تکیے پر تورات رکھوائی۔ (سنن ابی داود: ۴۴۴۹ وسندہ حسن)

قرآن مجید تو ہمارے پیارے رب کا پیارا کلام ہے۔ اس کی ہر لحاظ سے عزت وتکریم کرنا ہم پر فرض ہے۔

[الحدیث: ٦]

حدیث سے محبت

رسول اللہ ﷺ کے قول، فعل، تقریر اور سنت کو محدثین کی اصطلاح میں حدیث کہتے ہیں یعنی حدیث ہمارے پیارے نبی ﷺ کا کلام اور سنت ہے، اصولِ فقہ اور اصولِ حدیث میں سنت اور حدیث کو مترادف سمجھا جاتا ہے۔

(دیکھئے التقریر والتحبیر ۲/ ۲۹۷ وتعریفات الجرجانی ص ۵۴ وعلوم الحدیث/ ڈاکٹر صبحی صالح ص ۱۷، ۲۴ ومعجم مصطلحات الحدیث ولطائف الاسانید ص ۱۸۳)

سنت کے معلوم کرنے کا صرف ایک ہی ذریعہ یعنی حدیث ہے۔ ہر مسلمان جو رسول اللہ ﷺ سے محبت کرتا ہے۔ وہ آپ کی صحیح وثابت ہر حدیث سے بھی محبت کرتا ہے، یہ ہمارے ایمان کا لازمی تقاضا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ﴾

جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔ (النسآء: ۸۰)

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

((فمن أطاع محمداً صلى الله عليه وسلم فقد أطاع الله ، ومن عصى محمداً فقد عصى الله))

پس جس نے محمد ﷺ کی اطاعت کی تو اس نے اللہ کی اطاعت کی، اور جس نے محمد ﷺ کی نافرمانی کی تو اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔ (البخاری: ۷۲۸۱)

آپ ﷺ کی وفات کے بعد: اب قیامت تک آپ کی اطاعت آپ کی احادیث پر عمل کے ذریعے سے ہی ممکن ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((يوشك الرجل متكئاً على أريكته يُحدّث بحديث من حديثي

فيقول :بيننا وبينكم كتاب الله عزوجل فما وجدنا فيه من حلال استحللناه ،وما وجدنا فيه من حرام حرّمناه ، ألاوإن ما حرّم رسول الله صلى الله عليه وسلم مثل ماحرّم الله))

قریب ہے کہ کوئی آدمی تکئے پر ٹیک لگائے ہو، اسے میری حدیثوں میں سے کوئی حدیث سنائی جائے تو وہ کہنے لگے: ہمارے اور تمھارے درمیان کتاب اللہ ہے۔ ہم اس میں جو حلال پائیں گے اُسے حلال سمجھیں گے اور اس میں جو حرام پائیں گے اُسے حرام سمجھیں گے، خبردار (سُن لو) بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جسے حرام قرار دیا ہے وہ اسی طرح حرام ہے جیسے اللہ نے حرام کیا ہے۔

(ابن ماجہ:۱۲ و إسنادہ حسن، الترمذی:۲۶۶۴ وقال: ''حسن غریب'' وصححہ الحاکم ۱۔۱۰۹)

(مروی ہے کہ) امام زہری رحمہ اللہ نے فرمایا:

''اللہ کی طرف سے پیغام بھیجنا اور اس کے رسول پر اللہ کا پیغام پہنچانا اور ہمارے اوپر اس کا تسلیم کرنا ہے۔'' (صحیح البخاری ج ۸ ص ۶۲۴ قبل ح ۷۵۳۰ طبع: مکتبہ قدوسیہ لاہور)

صحیح العقیدہ مسلمان کا یہ عقیدہ وعمل ہوتا ہے کہ وہ پیارے نبی سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح وثابت احادیث کو سرآنکھوں پر رکھتا ہے۔

[الحدیث:۷]

سنت سے محبت

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْلَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ط﴾

کہہ دو، اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمھارے گناہ بخش دے گا۔ (آل عمران:۳۱)

اس آیت کریمہ سے صاف ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لیے نبی کریم ﷺ کی اتباع ضروری ہے۔ آپ ﷺ کی اتباع کا صرف ایک ہی طریقہ ہے، وہ یہ کہ آپ ﷺ کی احادیث پر عمل کیا جائے۔ صحیح احادیث پر عمل کرنے سے ہی آپ ﷺ کی اتباع اور اللہ کی اطاعت ہو سکتی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ج﴾

جس نے رسول کی اطاعت کی، اس نے اللہ کی اطاعت کی۔ (النسآء:۸۰)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((من أطاعني دخل الجنة))

جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہوگا۔ (صحیح البخاری:۷۲۸۰)

ایک حدیث میں آیا ہے کہ

((فمن أطاع محمدًا ﷺ فقد أطاع الله ومن عصى محمدًا ﷺ فقد عصى الله))

پس جس نے محمد ﷺ کی اطاعت کی تو یقیناً اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے محمد ﷺ کی نافرمانی کی تو یقیناً اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔ (البخاری:۷۲۸۱)

سیدنا مقدام بن معدی کرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((ألا إني أوتيت الكتاب و مثله معه))

سن لو، بے شک مجھے کتاب دی گئی ہے اور (حجت ہونے میں) اس کے ساتھ اس جیسی (چیز) دی گئی ہے۔

(احمد فی مسندہ ۴/۱۳۱ ح ۱۷۳۰۶ و الموسوعۃ الحدیثیۃ ۲۸/۴۱۰، ابوداود: ۴۶۰۴ و اسنادہ صحیح)

صحیح ابن حبان (الاحسان: ۱۲) میں یہ روایت دوسری سند کے ساتھ ((إنـــي أوتيـــت الكتاب وما يعدله)) کے الفاظ سے موجود ہے۔ (نسخہ مؤسسۃ الرسالۃ ۱/۱۸۹ ح ۱۲)

اس صحیح حدیث سے معلوم ہوا کہ قرآن مجید کی طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بھی شرعی حجت ہے۔

سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ نے خلیفہ ہونے کے بعد، خطبہ دیتے ہوئے علانیہ فرمایا تھا کہ

" أطيعوني ما أطعت الله ورسوله فإذا عصيت الله ورسوله فلا طاعة لي عليكم "

جب تک میں اللہ کی اطاعت کروں تو میری اطاعت کرو، اور جب میں اللہ اور رسول کی نافرمانی کروں تو تم پر میری کوئی اطاعت (لازم) نہیں ہے۔

(السیرۃ لمحمد بن اسحاق بن یسار ص ۱۸۷ وسندہ حسن، السیرۃ لابن ہشام ۴/۳۱۱)

اس صحیح تاریخی خطبے سے کئی باتیں معلوم ہوئیں:

اول: اللہ کی اطاعت کی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی (احادیث صحیحہ کی) اطاعت فرض ہے۔

دوم: قرآن وحدیث کے مقابلے میں ہر شخص کی بات مردود ہے۔

سوم: تقلید ناجائز ہے۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سننے کے فوراً بعد اس پر عمل کیا تھا۔

سالم بن عبداللہ بن عمر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

" أن عمر إنما انصرف من حديث عبدالرحمٰن "

بے شک (سیدنا) عمر رضی اللہ عنہ (سیدنا) عبدالرحمٰن (بن عوف) رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ حدیث (عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم) کی وجہ سے واپس آئے تھے۔ (صحیح البخاری: ۵۷۲۹)

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے بہت سی احادیث بیان کی ہیں۔ دیکھئے صحیح بخاری (۴۹۸۷، ۴۱۶۰۔۔۔) وصحیح مسلم (۱۴۰۹، ۱۲۰۴۔۔۔) وصحیح ابن خزیمہ (۱۵۱، ۱۵۲۔۔۔) وصحیح ابن حبان (الاحسان: ۴۳، ۱۱۸۔۔۔) وغیرہ

سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

" ماكنت لأدع سنة النبي صلى الله عليه وسلم لقول أحد"

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت (حدیث) کو میں کسی شخص کے قول کی بنیاد پر نہیں چھوڑ سکتا۔

(صحیح البخاری: ۱۵۶۳)

خلفائے راشدین کے اس متفقہ طرز عمل اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے آثار سے یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث حجت اور معیار حق ہے۔ لہٰذا ہر شخص پر یہ فرض ہے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح و ثابت سنت (احادیث) سے محبت کرے، اسی میں دونوں جہانوں کی کامیابی کا یقین ہے۔

امام اہل سنت احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے صاف صاف اعلان فرمایا ہے:
جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی (صحیح) حدیث رد کر دی وہ ہلاکت کے کنارے پر ہے۔

(الحدیث حضرو: ۲ص۵ ومناقب الامام احمد لابن الجوزی ص ۱۷۲، وسندہ صحیح)

[الحدیث: ۱۰]

سیدنا عیسیٰ بن مریم علیہما السلام سے محبت

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں دو صحابیوں کا خاص طور پر نام لیا ہے: سیدنا عیسیٰ بن مریم علیہما السلام اور سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ.

ہوسکتا ہے کہ بعض لوگوں کو تعجب ہو کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کس طرح صحابی بن گئے؟

عرض ہے کہ صحابی اس شخص کو کہتے ہیں جس نے دنیاوی زندگی کے ساتھ حالتِ ایمان میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی ہو۔

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کی طرف بھیجا تھا۔ لوگوں کو آپ انجیل کی تعلیم اور آنے والے نبی (احمد یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کی خوش خبری دیتے تھے۔ کافروں نے آپ کو شہید کرنے کی سازش کی تو اللہ تعالیٰ نے نبی اور رسول عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کو آسمان پر اپنے پاس اُٹھالیا۔ کافروں نے ایک دوسرے آدمی کو صلیب پر چڑھا کر قتل کر دیا جس کی شکل سیدنا عیسیٰ علیہ السلام سے مشابہ ہوگئی تھی۔ یہود و نصاریٰ اپنی حماقت و جہالت کی وجہ سے یہ عقیدہ گھڑ بیٹھے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام سُولی پر چڑھا کر قتل کر دیئے گئے تھے، حالانکہ یہ عقیدہ سراسر باطل اور بہت بڑا جھوٹ ہے۔ حق صرف یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو سُولی ہرگز نہیں دی گئی بلکہ اللہ نے انھیں اپنے پاس اُٹھالیا۔

مشہور جلیل القدر تابعی امام حسن بصری رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۰ھ) فرماتے ہیں:

"واللّٰه إنه الآن لحيّ عنداللّٰه ولكن إذا نزل آمنوا به أجمعون" اللہ کی قسم! وہ (عیسیٰ) اب اللہ کے پاس زندہ ہیں لیکن جب آپ نازل ہوں گے تو سب آپ پر ایمان لے آئیں گے۔ (تفسیر ابن جریر الطبری ۶/۱۴، وسندہ صحیح، دوسرا نسخہ ۹/۳۸۰ ح ۱۰۷۹۸، وسندہ صحیح)

مشہور عالم اور متکلم ابوالحسن الاشعری (متوفی ۳۲۴ھ) اپنی مشہور کتاب میں فرماتے ہیں:

"وأجمعت الأمة أن اللّٰه عزوجل رفع عيسى إلى السماء."

اوراس پر اُمت کا اجماع ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ (علیہ السلام) کو آسمان کی طرف اٹھالیا۔

(الابانہ عن اصول الدیانہ ص ۳۴ دوسرانسخہ ص ۱۲۴)

اس مناسبت سے دس احادیث اوردس آثار پیشِ خدمت ہیں:

① سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ابوالقاسم الصادق المصدوق (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کوفرماتے ہوئے سنا: ((**يخرج الأعور الدجال مسيح الضلالة قبل المشرق في زمن اختلاف من الناس وفرقة ، فيبلغ ما شاء الله أن يبلغ من الأرض في أربعين يومًا ، الله أعلم ما مقدارها؟ فيلقى المؤمنون شدة شديدة ، ثم ينزل عيسى بن مريم صلى الله عليه وسلم من السماء فيقوم الناس فإذا رفع رأسه من ركعته قال: سمع الله لمن حمده ، قتل الله المسيح الدجال و ظهر المؤمنون .**)) إلخ

لوگوں کے اختلاف وتفرق کے دور میں مشرق کی طرف سے مسیح ضلالت: کانا دجال نکلے گا پھر چالیس دنوں میں جہاں اللہ چاہے وہ زمین پر پہنچے گا، اس کی مقدار اللہ ہی جانتا ہے۔ پس مومنوں کو بہت زیادہ تکلیفیں پہنچیں گی پھر عیسیٰ بن مریم صلی اللہ علیہ وسلم آسمان سے نازل ہوں گے۔ پھر لوگ (نماز کے لئے) کھڑے ہوں گے، جب آپ رکوع سے سر اٹھائیں گے تو فرمائیں گے: اللہ نے اس کی سن لی جس نے حمد بیان کی، اللہ نے مسیح دجال کو قتل کر دیا اور مومنین فتحیاب ہو گئے۔ (کشف الاستار عن زوائد البزار ۱۴۲/۴ ح ۳۳۹۶ وسندہ صحیح)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نزولِ مسیح کی دوسری روایات کے لئے دیکھئے ماہنامہ الحدیث: ۳ ص ۴۰۔۴۶، ۴ص ۳۵۔۴۴، ۶ص ۲۳۔۲۵

معلوم ہوا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نزولِ مسیح کی روایات متواتر ہیں۔

تنبیہ: درج بالا حدیث سے دیگر مسائل کے ساتھ دو اہم باتیں واضح طور پر ثابت ہوتی ہیں:

(۱) عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے۔

(۲) نبی اور رسول کے ساتھ صلی اللہ علیہ وسلم لکھنا اور کہنا دونوں طرح صحیح اور مسنون ہے۔

② سیدنا جابر بن عبداللہ الانصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پھر عیسیٰ بن مریم ﷺ نازل ہو جائیں گے تو مسلمانوں کا امیر (امام مہدی) ان سے کہے گا: آئیں ہمیں نماز پڑھائیں۔ وہ کہیں گے: نہیں، تم ایک دوسرے کے امیر ہو، اللہ نے اس امت کو یہ بزرگی بخشی ہے۔

(صحیح مسلم: ۱۵۶/۲۴۷، الحدیث: ۶ ص ۲۵)

یاد رہے کہ پہلی نماز تو امام مہدی پڑھائیں گے اور سیدنا عیسیٰ علیہ السلام ان کے پیچھے نماز پڑھیں گے لیکن دوسری نمازیں خود عیسیٰ علیہ السلام پڑھائیں گے جیسا کہ دوسری صحیح احادیث سے ثابت ہے لہٰذا احادیثِ صحیحہ میں کوئی تعارض نہیں ہے۔

③ سیدنا نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ طویل حدیث میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اچانک عیسیٰ بن مریم کو بھیجے گا۔ وہ زرد رنگ کی دو چادریں لپیٹے ہوئے، اپنے دونوں ہاتھ دو فرشتوں کے پروں پر رکھے ہوئے، شہر دمشق کے سفید منارہ کے پاس اتریں گے۔ الخ

(صحیح مسلم: ۲۹۳۷، نیز دیکھئے الحدیث: ۶ ص ۲۶)

اس صحیح حدیث سے بھی کئی مسئلے ثابت ہوتے ہیں جن میں سے دو مسئلے درج ذیل ہیں:

(۱) مسجدوں میں منارے بنانا جائز ہے۔

(۲) زرد کپڑے پہننا جائز ہے۔

④ سیدنا اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عیسیٰ بن مریم علیہ السلام دمشق کے مشرق میں سفید منارہ کے پاس نازل ہوں گے۔

(المعجم الکبیر للطبرانی ۲۱۷/۱ ح ۵۹۰ وسندہ صحیح، نیز دیکھئے الحدیث: ۶ ص ۲۶)

⑤ سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دجال میری امت میں نکلے گا اور چالیس تک رہے گا۔ (راوی کہتے ہیں:) میں نہیں جانتا کہ چالیس دن فرمایا یا چالیس مہینے یا چالیس سال پھر اللہ تعالیٰ عیسیٰ بن مریم کو بھیجے گا گویا وہ عروہ بن مسعود ہیں۔ وہ دجال کو تلاش کر کے اسے ہلاک کر دیں گے پھر سات سال تک لوگ اس طرح رہیں گے کہ دو شخصوں کے درمیان کوئی دشمنی نہیں ہوگی۔ (صحیح مسلم: ۲۹۴۰، الحدیث: ۶ ص ۲۷)

⑥ سیدنا ابو سریحہ حذیفہ بن اسید الغفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
جب تک دس نشانیاں ظاہر نہ ہو جائیں قیامت نہ ہوگی۔ پھر آپ نے ان کا ذکر فرمایا: دھواں، دجال، دابہ، سورج کا مغرب سے طلوع ہونا، عیسیٰ بن مریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نازل ہونا، یاجوج و ماجوج کا نکلنا، تین جگہ سے زمین کا دھنس جانا ایک مشرق میں، ایک مغرب میں، اور ایک جزیرۃ العرب میں اور سب سے آخر میں آپ نے اس آگ کا ذکر کیا جو یمن سے نکلے گی اور لوگوں کو ہانک کر ان کے محشر کی طرف لے جائے گی۔ (صحیح مسلم: ۲۹۰۱، الحدیث: ۶ ص ۲۸)

⑦ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر عیسیٰ بن مریم نازل ہوں گے اور وہ اسے (دجال کو) قتل کر دیں گے۔ اس کے بعد وہ زمین میں چالیس سال تک امام عادل اور حاکم منصف کی حیثیت سے رہیں گے۔

(مسند احمد ۶/ ۷۵ ح ۲۴۹۷۱ وسندہ حسن، الحدیث: ۶ ص ۲۸)

⑧ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جب معراج ہوئی تو آپ نے ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ (علیہم السلام) سے ملاقات کی اور باہم قیامت کا تذکرہ ہوا۔ سب نے ابراہیم (علیہ السلام) سے قیامت کے بارے میں سوال کیا لیکن انھیں کچھ معلوم نہ تھا پھر موسیٰ (علیہ السلام) سے سوال کیا تو انھیں بھی کوئی علم نہ تھا پھر عیسیٰ (علیہ السلام) سے پوچھا گیا تو انھوں نے فرمایا: میرے ساتھ قیامت سے قبل (نزول کا) وعدہ کیا گیا ہے لیکن اس کا وقت اللہ کو ہی معلوم ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام نے دجال کے خروج کا ذکر کیا اور فرمایا: میں نازل ہو کر اسے قتل کروں گا۔'' (سنن ابن ماجہ: ۴۰۸۱ وسندہ حسن وصححہ الحاکم ۲/ ۳۸۴ ووافقہ الذہبی)

اس حدیث کے راوی مؤثر بن عفازہ ثقہ وصدوق ہیں لہٰذا بعض الناس کا انھیں مجہول قرار دینا غلط ہے۔ اس حدیث سے دو بڑے مسئلے ثابت ہوتے ہیں:

(۱) بنی اسرائیل والے سیدنا عیسیٰ بن مریم الناصری علیہ السلام ہی نازل ہو کر دجال کو قتل کریں گے۔

(۲) سوائے اللہ کے قیامت کا علم کسی کو بھی نہیں ہے۔

⑨ سیدنا مجمع بن جاریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ابن مریم (علیہما السلام) دجال کو لُدّ کے دروازے کے پاس قتل کریں گے۔

(سنن الترمذی: ۲۲۴۴ وسندہ حسن، الحدیث: ۶ ص ۲۹، ۳۰)

یاد رہے کہ لُدّ کے مقام پر موجودہ اسرائیل کے یہودیوں کا جنگی ائیر پورٹ ہے۔

⑩ سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((**عصابتان من أمتي أحرزهما الله من النار: عصابة تغزو الهند وعصابة مع عيسى بن مريم عليه الصلوٰة والسلام.**))

میری اُمت کے دو گروہوں کو اللہ نے آگ (کے عذاب) سے بچا لیا ہے: ایک گروہ جو ہند کے خلاف جہاد کرے گا اور دوسرا گروہ عیسیٰ بن مریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ہوگا۔

(التاریخ الکبیر للبخاری ۶/ ۷۲، ۷۳ وسندہ حسن لذاتہ، النسائی ۶/ ۴۲۔ ۴۳ ح ۳۱۷۷ بسند آخر)

ان دس روایات اور دیگر احادیث سے معلوم ہوا کہ سیدنا عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے نزول والی احادیث متواتر ہیں۔ متعدد علماء مثلاً امام ابو جعفر محمد بن جریر بن یزید الطبری السنی، حافظ ابن کثیر اور ابو الفیض الادریسی الکتانی وغیرہم نے نزولِ مسیح کی احادیث کے متواتر ہونے کی تصریح کی ہے۔ دیکھئے تفسیر طبری (۳/ ۲۰۴) وتفسیر ابن کثیر (۱/ ۵۷۷، ۵۸۲) نظم المتناثر من الحدیث المتواتر (ص ۲۴۱) اور الحدیث: ۳ ص ۴۰

نزولِ مسیح عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کا عقیدہ آثارِ سلف صالحین سے بھی ثابت ہے۔ مثلاً:

۱۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ عیسیٰ بن مریم جوان ہیں، تم میں سے جو اُن سے ملاقات کرے تو انھیں میری طرف سے سلام کہہ دے۔

(دیکھئے مصنف ابن ابی شیبہ ۱۵/ ۱۵۶، ۱۵۷ ح ۳۷۵۱۱ وسندہ صحیح)

۲۔ امام حسن بصری رحمہ اللہ کا قول شروع میں گزر چکا ہے کہ جب عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے تو سب ان پر ایمان لے آئیں گے۔ نیز دیکھئے تفسیر ابن جریر (۲۵/ ۵۴ وسندہ صحیح)

۳۔ مفسرِ قرآن امام قتادہ بن دعامہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۷ھ) نے ﴿قَبْلَ مَوْتِهٖ﴾ کی تفسیر میں فرمایا: "قبل موت عيسى" عیسیٰ کی موت سے پہلے۔ (تفسیر ابن جریر ۶/ ۱۴، وسندہ صحیح)

یعنی امام قتادہ کے نزدیک عیسیٰ علیہ السلام پر ابھی تک موت نہیں آئی۔ نیز قتادہ رحمہ اللہ نزولِ مسیح کے قائل تھے۔ دیکھئے تفسیر ابن جریر (۵۴/۲۵ وسندہ صحیح)

۴۔ ثقہ تابعی ابو مالک غزوان الغفاری رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ اس وقت ہے جب عیسیٰ بن مریم نازل ہوں گے تو اہلِ کتاب میں سے کوئی بھی باقی نہیں رہے گا مگر آپ پر ایمان لے آئے گا۔ (تفسیر ابن جریر ۱۴/۶، وسندہ صحیح)

۵۔ ابراہیم (بن یزید النخعی، متوفی ۹۵ھ) رحمہ اللہ نے فرمایا: مسیح آئیں گے تو صلیب توڑ دیں گے، خنزیر کو قتل کر دیں گے اور جزیہ موقوف کر دیں گے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ۱۴۵/۱۵ ح ۳۷۴۸۷ وسندہ حسن)

۶۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے سیدنا عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کے خروج کا ذکر فرمایا۔

(دیکھئے کتاب الفتن للامام نعیم بن حماد الصدوق: ۱۶۴۵، وسندہ حسن، دوسرا نسخہ ص ۴۰۲، ۴۰۳ ح ۱۳۴۲)

۷۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے ﴿قَبْلَ مَوْتِهٖ﴾ کی تفسیر میں "موت عیسی" فرما کر یہ ثابت کر دیا کہ ابھی تک عیسیٰ علیہ السلام پر موت نہیں آئی۔
دیکھئے تاریخ دمشق لابن عساکر (۳۵۹/۵۰ وسندہ حسن)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ قیامت سے پہلے عیسیٰ بن مریم کے نزول کے قائل تھے۔
دیکھئے تفسیر ابن جریر (۵۴/۲۵ وسندہ حسن)

۸۔ اسماعیل بن عبدالرحمٰن السدی (تابعی) رحمہ اللہ نے قیامت سے پہلے عیسیٰ بن مریم کے خروج کو قیامت کی نشانی قرار دیا۔ (تفسیر طبری ۵۴/۲۵ وسندہ حسن)

۹۔ سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ عیسیٰ بن مریم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (حجرۂ نبویہ) میں دفن ہوں گے۔ (سنن الترمذی: ۳۶۱۷ وقال: "حسن غریب" وسندہ حسن)

یاد رہے کہ حجرۂ نبویہ میں صرف چار قبروں کی جگہ ہے۔ اس وقت وہاں تین قبریں موجود ہیں:
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر، سیدنا ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ کی قبر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی قبر۔
چوتھی قبر کی جگہ خالی ہے جہاں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نزول کے بعد دنیا میں طبعی

عمر گزار کر، وفات کے بعد دفن کئے جائیں گے۔

۱۰۔ امام ابوعبداللہ محمد بن ادریس الشافعی رحمہ اللہ نزول عیسیٰ بن مریم کے قائل تھے۔
دیکھئے کتاب الام (ج ۵ ص ۲۷۰، التوقیف فی الایلاء)

سلف صالحین سے کوئی بھی اس عقیدے کا مخالف نہیں لہٰذا معلوم ہوا کہ یہ عقیدہ سلف صالحین کے اجماع سے ثابت ہے۔

اللہ کے رسول اور نبی سیدنا عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا آسمان سے نازل ہونا وہ بنیادی عقیدہ ہے جس پر تمام اہل ایمان متفق ہیں۔ ابوجعفر احمد بن سلامہ الطحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''و نؤمن بأشراط الساعة :من خروج الدجال و نزول عيسى عليه السلام من السماء'' اور ہم قیامت کی نشانیوں میں سے خروجِ دجال اور عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان سے نازل ہونے پر ایمان رکھتے ہیں۔ (العقیدۃ الطحاویۃ مع شرح ابن ابی العز الحنفی ص ۴۹۹)

بعض تقلیدیوں نے یہ جھوٹا دعویٰ کر رکھا ہے کہ ''جب عیسیٰ علیہ السلام (آسمان سے) نازل ہوں گے تو فقہ حنفی کے مطابق عمل کریں گے.....'' حالانکہ نزولِ مسیح کی حدیث کے راوی امام محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی ذئب المدنی رحمہ اللہ (متوفی ۱۵۸ھ) اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ کی کتاب اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق امامت فرمائیں گے۔
دیکھئے صحیح مسلم (۲۴۶/ ۱۵۵، دارالسلام: ۳۹۴)

سیدنا عیسیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل بے شمار ہیں، آپ اللہ تعالیٰ کے رسول، نبی اور روح اللہ ہیں۔ آپ سے محبت اور قیامت سے پہلے آسمان سے آپ کے نزول کا عقیدہ رکنِ ایمان ہے۔ وما علينا إلا البلاغ

[الحدیث: ۴۲، ۴۳]

صحابۂ کرام سے محبت

(رضی اللہ عنہم اجمعین)

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے محبت جز وایمان ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ؗ سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ؕ﴾

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں اور آپ کے جو ساتھی ہیں وہ کفار پر سخت اور آپس میں رحم دل ہیں، آپ دیکھتے ہیں کہ وہ رکوع اور سجدے میں پڑے، اپنے رب کا فضل اور رضامندی تلاش کر رہے ہیں، ان کا نشان یہ ہے کہ ان کے چہروں پر سجدے کا اثر ہے۔ (قیامت کے دن ان کے چہرے چمک رہے ہوں گے۔)

(الفتح:۲۹)

اور فرمایا:

﴿ لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا ۙ ﴾

اللہ (تعالیٰ) مومنوں سے راضی ہو گیا جب وہ (بیعت رضوان والے) درخت کے نیچے آپ کی بیعت کر رہے تھے، ان کے دلوں میں جو کچھ ہے اسے اللہ جانتا ہے، پس اللہ نے ان پر سکون نازل فرمایا اور قریب والی فتح (مبین) عطا فرمائی۔ (الفتح:۱۸)

تیسرے مقام پر ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ

بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ﴾

مہاجرین وانصار میں سے سابقین اولین اور احسان کے ساتھ ان کی اتباع کرنے والوں سے اللہ راضی ہو گیا اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے، اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے باغات تیار کئے ہیں جن میں نہریں بہہ رہی ہیں، وہ سب اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ یہ عظیم الشان کامیابی ہے۔ (التوبہ:۱۰۰)

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

((لا تسبوا أصحابي ، فلو أن أحدكم أنفق مثل أحد ذهباً ما بلغ مد أحدهم ولا نصيفه))

میرے صحابہ کو برا نہ کہو، اگر تم میں سے کوئی شخص احد (پہاڑ) جتنا سونا (اللہ کی راہ میں) خرچ کر دے تو بھی ان (صحابہ) کے خرچ کردہ ایک مد (مٹھی بھر) یا اس کے آدھے (جو، غلے) کے برابر نہیں ہو سکتا۔

(صحیح البخاری:۳۶۷۳، صحیح مسلم:۲۲۲/۲۵۴۱، دارالسلام:۶۴۸۸)

آپ ﷺ نے فرمایا:

((أكرموا أصحابي)) میرے صحابہ کی عزت کرو۔ (النسائی فی الکبریٰ:۵/۳۸۷ ح۹۲۲۲، سندہ حسن)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے ان کے بیٹے محمد بن الحنفیہ نے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد لوگوں میں کون سب سے بہتر ہے؟ انھوں نے فرمایا: ابوبکر، پھر پوچھا: ان کے بعد کون ہے؟ انھوں نے فرمایا: عمر (صحیح البخاری:۳۶۷۱)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کو "خیر هذه الأمة بعد نبيها ﷺ" قرار دیا ہے فرمانِ علی رضی اللہ عنہ میں عبرت ہے ایسے لوگوں کے لئے جو صرف علی رضی اللہ عنہ کی محبت کا دم بھرتے ہیں لہٰذا علی رضی اللہ عنہ سے محبت کا دعویٰ کرنے والوں پر لازم ہے کہ وہ ابوبکر وعمر اور تمام صحابہ رضی اللہ عنہم سے محبت کریں۔

مشہور تابعی میمون بن مہران فرماتے ہیں:

" ثلاث ارفضوهن : سب أصحاب محمد ﷺ والنظر في النجوم و النظر في القدر "

تین چیزوں کو (ہمیشہ کے لئے) چھوڑ دو۔ محمد ﷺ کے صحابہ کو برا کہنا، نجومیوں کی تصدیق کرنا اور تقدیر کا انکار کرنا۔

(فضائل الصحابۃ للامام احمد بن حنبل ۶۰/۱ ح ۱۹، و إسنادہ صحیح، قالہ الشیخ الصالح وصی اللہ عباس المدنی المکی حفظہ اللہ)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے کیا خوب فرمایا ہے:

''اہل سنت والجماعت کے نزدیک تمام صحابہ عدول (ثقہ و قابل اعتماد) ہیں، اللہ نے اپنی کتابِ عزیز میں ان کی ثنا بیان فرمائی، سنت نبویہ میں ان کے تمام اخلاق و افعال کی مدح موجود ہے۔ انھوں نے اللہ سے اجر و ثواب لینے کے لئے اپنی جانیں اور مال و دولت، رسول اللہ ﷺ پر قربان کر دیئے۔'' (اختصار علوم الحدیث ص ۱۷۶، ۱۷۷ النوع: ۳۹)

اے اللہ، ہمارے دلوں میں صحابہ کرام کی محبت اور زیادہ کر دے۔

رضی اللہ عنہم اجمعین (آمین)

[الحدیث: ۲]

خلفائے راشدین سے محبت

مشہور صحابی سیدنا ابو عبدالرحمٰن سفینہ رضی اللہ عنہ، مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((خلافة النبوة ثلاثون سنة ، ثم يؤتي الله الملك أو ملكه من يشاء))

خلافتِ نبوت تیس سال رہے گی، پھر اللہ جسے چاہے گا اپنا ملک عطا فرمائے گا۔

(سنن ابی داود، کتاب السنۃ باب فی الخلفاء ح ۴۶۴۶ وسندہ حسن)

اس حدیث کو ترمذی نے حسن [۲۲۲۶] ابن حبان [الاحسان: ۶۹۰۴/ ۶۹۴۳] اور احمد بن حنبل [السنۃ للخلال: ۶۳۶] نے صحیح کہا ہے۔ نیز دیکھئے ماہنامہ الحدیث: ۸ (ص ۱۱)

اس حدیث کے راوی سیدنا سفینہ رضی اللہ عنہ نے اپنے شاگرد کو خلفائے راشدین کی تعداد گن کر سمجھائی۔

(۱) ابو بکر رضی اللہ عنہ کے دو سال (۲) عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دس سال (۳) عثمان رضی اللہ عنہ کے بارہ سال (۴) اور علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے چھ سال۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''خلافت کے بارے میں سفینہ کی (بیان کردہ) حدیث صحیح ہے اور میں خلفاء (راشدین کی تعداد) کے بارے میں اس حدیث کا قائل ہوں'' (جامع بیان العلم فضلہ ۲/ ۲۲۵، الحدیث: ۸ ص ۱۲)

سیدنا عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

" صلّى بنا رسول الله صلى الله عليه وسلم ذات يوم ، ثم أقبل علينا، فوعظنا موعظةً بليغةً ذرفت منها العيون ووجلت منها القلوب ، قال قائل :يا رسول الله !كأن هٰذه موعظة مودع، فما ذا تعهد إلينا ؟ فقال :((أوصيكم بتقوى الله والسمع والطاعة وإن عبد حبشي ، فإنه من يعش منكم بعدي فسيرى اختلافاً كثيراً ، فعليكم بسنتي

وسنة الخلفاء المهديين الراشدين تمسكوا بها وعضوا عليها بالنواجذ، وإياكم ومحدثات الأمور، فإن كل محدثة بدعة وكل بدعة ضلالة))

ایک دن رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی پھر ہماری طرف رخ کر کے انتہائی فصیح و بلیغ وعظ فرمایا جس سے (ہمارے) دل دہل گئے اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ کسی نے کہا: یارسول اللہ! گویا یہ الوداع کہنے والے کا وعظ ہے، آپ ہمیں کیا (حکم) ارشاد فرماتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میں تمھیں اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں اور اگر حبشی بھی تمھارا امیر بن جائے تو (اس کا حکم) سننا اور اطاعت کرنا۔ کیونکہ میرے بعد جو شخص زندہ رہا وہ بہت اختلاف دیکھے گا۔ پس میری سنت اور میرے خلفائے راشدین مہدیین کی سنت کو مضبوطی سے، دانتوں کے ساتھ پکڑ لینا اور محدثات سے بچنا کیونکہ (دین میں) ہر محدث بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔ (سنن ابی داود: ۴۶۰۷ واسنادہ صحیح)

اسے ترمذی (۲۶۷۶) ابن حبان (موارد: ۱۰۲) حاکم (المستدرک ۱/۹۵، ۹۶) اور ذہبی نے صحیح کہا ہے۔

اس صحیح حدیث میں جن خلفائے راشدین کی سنت کو مضبوطی کے ساتھ پکڑنے کا حکم دیا گیا ہے ان سے سیدنا ابوبکر الصدیق، سیدنا عمر الفاروق، سیدنا عثمان ذوالنورین اور سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہم مراد ہیں۔

ان میں سے پہلے دو نبی ﷺ کے سسر اور دوسرے دو داماد ہیں۔ پہلے دونوں خلفائے راشدین میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سابق الایمان اور افضل بعد رسول اللہ ﷺ علی الاطلاق ہیں۔ پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا نمبر ہے۔ دوسرے دونوں خلفائے راشدین میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کی دو بیٹیوں کے شوہر ہیں اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے شوہر ہیں۔

ابوالحسن الاشعری (متوفی ۳۲۴ھ) فرماتے ہیں:

"وندين الله بأن الأئمة الأربعة خلفاء راشدون مهديون فضلاء

لا يوازيهم في الفضل غيرهم"

اور ہمارا یہ مذہب ہے کہ ائمۂ اربعہ (ابوبکر وعمر وعثمان وعلی) خلفائے راشدین مہدیین ہیں۔ یہ سب (دوسروں سے) افضل تھے، دوسرا کوئی (امتی) فضیلت میں ان کے برابر نہیں۔ (الابانۃ عن اصول الدیانہ ص ۶۰ فقرہ: ۲۹ دوسرا نسخہ ص ۱۱)

ابوجعفر الطحاوی (متوفی ۳۲۱ھ) کی طرف منسوب کتاب عقیدۂ طحاویہ میں بھی انھی خلفاء کو خلفائے راشدین قرار دیا گیا ہے۔

دیکھئے شرح عقیدہ طحاویہ بتحقیق الشیخ الالبانی (ص ۵۴۳۔۵۴۸)

ہر مسلمان پر یہ فرض ہے کہ وہ ان خلفائے راشدین اور تمام صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے محبت رکھے۔

تنبیہ: صحیح مسلم کے بعض نسخوں میں "عن أبي ريحانة عن سفينة" کی سند سے بیان کردہ ایک حدیث کے بعد لکھا ہوا ہے کہ " قال: وقد كان كبر وما كنت أثق بحديثه" اس نے کہا: اور وہ بوڑھا ہو گیا تھا اور میں اس کی حدیث پر اعتماد نہیں کرتا تھا۔

(درسی نسخہ ج ۱ ص ۱۴۹ ح ۳۲۶ و مع شرح النووی ج ۴ ص ۹ و فتح الملہم ج ۳ ص ۱۶۴)

اس قول میں بوڑھے سے کون مراد ہے؟ اس کی تشریح میں علامہ نووی وغیرہ فرماتے ہیں: "هو سفينة" وہ سفینہ ہے۔ (شرح صحیح مسلم للنووی ۹/۴)

جبکہ حافظ ابن حجر کے طرزِ عمل اور ابن خلفون کے قول سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ "هو أبو ريحانة" وہ ابوریحانہ (عبداللہ بن مطر) ہے۔

دیکھئے تہذیب التہذیب (ج ۶ ص ۳۴، ۳۵) اور یہی بات راجح ہے، یعنی اسماعیل بن ابراہیم (عرف ابن علیہ) کے نزدیک ابوریحانہ عبداللہ بن مطر بوڑھا ہو گیا تھا اور وہ (ابن علیہ) اس (ابوریحانہ) پر اعتماد نہیں کرتے تھے۔

یاد رہے کہ جمہور محدثین کے نزدیک ابوریحانہ موثق ہے لہٰذا وہ حسن الحدیث ہے۔ والحمد للہ

وما علينا إلا البلاغ

[الحدیث: ۱۳]

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے محبت

سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: آپ سب سے زیادہ کس سے محبت کرتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عائشہ کے ابا (ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) سے۔ میں نے پوچھا: ان کے بعد کس سے زیادہ محبت کرتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عمر رضی اللہ عنہ سے۔

(صحیح بخاری: ۳۶۶۲ و صحیح مسلم: ۲۳۸۴)

محمد بن علی بن ابی طالب عرف محمد بن الحنفیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

میں نے اپنے ابا (سیدنا علی رضی اللہ عنہ) سے پوچھا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کون سا آدمی سب سے بہتر (افضل) ہے؟ انھوں نے فرمایا: ابوبکر (رضی اللہ عنہ) میں نے کہا: پھر ان کے بعد کون ہے؟ انھوں نے فرمایا: عمر (رضی اللہ عنہ) (صحیح بخاری: ۳۶۷۱)

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ذکر قرآن مجید میں ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ج ﴾

اگر تم اللہ کے رسول کی مدد نہ کرو گے تو (کچھ پروا نہیں اللہ اس کا مددگار ہے) اس نے اپنے رسول کی مدد اس وقت کی تھی جب کافروں نے اسے (اس حال میں گھر سے) نکالا تھا۔ جب کہ دو (آدمیوں) میں دوسرا وہ تھا (اور) دونوں غار (ثور) میں تھے (اور) وہ اپنے ساتھی سے کہہ رہا تھا: غمگین نہ ہو، یقیناً اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ (التوبہ: ۴۰، الکتاب ص ۱۱۷)

سیدنا ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

صحبت اور مال کے لحاظ سے، ابو بکر کا مجھ پر سب سے زیادہ احسان ہے اور اگر میں اپنے رب کے علاوہ کسی کو اپنا خلیل بناتا تو ابو بکر کو اپنا خلیل بناتا لیکن اسلام کا بھائی چارہ اور محبت کافی ہے۔ دیکھو! مسجد (نبوی) کی طرف تمام دروازے کھڑکیاں بند کردو سوائے ابو بکر کے دروازے کے۔ (صحیح بخاری: ۳۶۵۴ و صحیح مسلم: ۲۳۸۲)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

رسول اللہ ﷺ نے (صحابہ سے) پوچھا: آج کس نے روزہ رکھا ہے؟ ابو بکر نے فرمایا: میں نے، آپ نے پوچھا: آج کون جنازے کے ساتھ گیا تھا؟ ابو بکر نے فرمایا: میں گیا تھا، آپ ﷺ نے پوچھا کہ آج کس نے کسی مسکین کو کھانا کھلایا ہے؟ ابو بکر نے فرمایا: میں نے، آپ ﷺ نے پوچھا: آج کس نے کسی مریض کی بیمار پرسی کی ہے؟ ابو بکر نے فرمایا: میں نے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((ما اجتمعن في امریٔ إلا دخل الجنة))

یہ چیزیں جس انسان میں جمع ہو جائیں وہ جنت میں داخل ہوگا۔

(صحیح مسلم: ۱۰۲۸ او بعد ح ۲۳۸۷)

سیدنا ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ایک باغ میں موجود تھے۔ ایک آدمی آیا اور اندر آنے کی اجازت مانگی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((افتح له و بشره بالجنة))

اس کے لئے دروازہ کھول دو اور اسے جنت کی خوشخبری دے دو۔

یہ ابو بکر (الصدیق رضی اللہ عنہ) تھے جو باغ میں داخل ہوئے تھے۔ (صحیح بخاری: ۳۶۹۳ و صحیح مسلم: ۲۴۰۳)

ایک مشہور حدیث میں آیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((أبو بكر في الجنة)) ابو بکر جنتی ہیں۔

(سنن الترمذی: ۳۷۴۷، و إسنادہ صحیح، و صححہ ابن حبان، الاحسان: ۶۹۶۳)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

ایک دفعہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم، ابوبکر، عمر اور عثمان (رضی اللہ عنہم) احد پہاڑ پر چڑھے تو (زلزلے کی وجہ سے) پہاڑ ہلنے لگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر اپنا پاؤں مار کر فرمایا:

((اثبت أحد ، فإنما عليك نبي و صديق وشهيدان))

اے اُحد! رک جانا تیرے اوپر (اس وقت) صرف نبی، صدیق اور دو شہید موجود ہیں۔ (صحیح بخاری:۳۶۸۶)

سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"لو وزن إيمان أبي بكر بإيمان أهل الأرض لرجح به"

اگر ابوبکر (صدیق) کا ایمان اور زمین والوں کے ایمان کو باہم تولا جائے تو ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کا ایمان بھاری ہوگا۔

(کتاب السنۃ لعبد اللہ بن احمد: ۸۲۱ وسندہ حسن، شعب الایمان للبیہقی: ۳۶ عقیدۃ السلف أصحاب الحدیث للصابونی ص ۱۷۰، ح ۱۱۰ وفضائل ابی بکر لخیثمہ الاطرابلسی ص ۱۳۳)

سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کے فضائل بہت زیادہ ہیں جن کی تفصیل کا یہ مختصر مضمون متحمل نہیں، امام اہل سنت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے اس آدمی کے بارے میں پوچھا گیا جو ابوبکر و عمر و عائشہ (رضی اللہ عنہم اجمعین) کو گالیاں دیتا ہے؟ تو انھوں نے فرمایا: میں اسے اسلام پر (مسلمان) نہیں سمجھتا۔ (السنۃ للخلال ص ۴۹۳ ح ۷۷۹ وسندہ صحیح)

امام عبد اللہ بن احمد بن حنبل رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد (امام احمد رحمہ اللہ) سے اس آدمی کے بارے میں پوچھا جو کسی صحابی کو گالی دیتا ہے؟ تو انھوں نے فرمایا: میں ایسے شخص کو اسلام پر نہیں سمجھتا ہوں۔ (السنۃ للخلال ح ۷۸۲ وسندہ صحیح)

ثقہ فقیہ عابد تابعی امام مسروق بن الاجدع رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"حب أبي بكر وعمر ومعرفة فضلهما من السنة"

ابوبکر و عمر (رضی اللہ عنہما) سے محبت اور ان کی فضیلت ماننا سنت ہے۔

(کتاب العلل و معرفۃ الرجال ۱/۱۷۷ ح ۹۴۵ و سندہ حسن، شرح اصول اعتقاد اہل السنۃ والجماعۃ للالکائی ۲۳۲۲)

امام ابو جعفر محمد بن علی بن الحسین الباقر رحمہ اللہ نے فرمایا:

" من جهل فضل أبي بكر و عمر رضي الله عنهما فقد جهل السنة "

جس شخص کو ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے فضائل معلوم نہیں ہیں وہ شخص سنت سے جاہل ہے۔

(کتاب الشریعۃ للآجری ص ۸۵۱ ح ۱۸۰۳ و سندہ حسن)

امام جعفر بن محمد الصادق رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

" برئ الله ممن تبرأ من أبي بكر و عمر "

اللہ اس شخص سے بری ہے جو شخص ابوبکر اور عمر (رضی اللہ عنہما) سے بری ہے۔

(فضائل الصحابۃ للامام احمد ۱/۱۶۰ ح ۱۴۳ و إسنادہ صحیح)

امام ابو جعفر محمد بن علی الباقر رحمہ اللہ بیماری کی حالت میں فرماتے تھے:

" اللهم إني أتولىٰ أبا بكر و عمر و أحبهما ، اللهم إن كان في نفسي غير هذا فلا نالتني شفاعة محمد ﷺ يوم القيامة "

اے اللہ میں ابوبکر و عمر کو اپنا ولی مانتا ہوں اور ان دونوں سے محبت کرتا ہوں۔

اے اللہ! اگر میرے دل میں اس کے خلاف کوئی بات ہو تو قیامت کے دن مجھے محمد ﷺ کی شفاعت نصیب نہ ہو۔ (تاریخ دمشق لابن عساکر ۵۷/۲۲۳ وسندہ حسن)

امام ابو اسحاق (السبیعی) رحمہ اللہ نے فرمایا:

" بغض أبي بكر وعمر من الكبائر "

ابوبکر اور عمر (رضی اللہ عنہما) سے بغض کرنا کبیرہ گناہ (کفر) ہے۔

(فضائل الصحابۃ لعبداللہ بن احمد ۱/۲۹۴ ح ۳۸۵ وسندہ حسن)

اے اللہ! ہمارے دلوں کو سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی محبت سے بھر دے اور اس محبت کو اور زیادہ کر دے۔ آمین

[الحدیث: ۱۴]

(سیدنا) عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے محبت

ہمارے پیارے نبی کریم ﷺ اللہ سے دعا کررہے تھے:

((اَللّٰهُمَّ أَعِزَّ الْإِسْلَامَ بِأَحَبِّ هٰذَيْنِ الرَّجُلَيْنِ إِلَيْكَ: بِأَبِيْ جَهْلٍ أَوْ بِعُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ))

اے اللہ! ان دو آدمیوں: ابوجہل اور عمر بن خطاب میں سے جو تیرے نزدیک محبوب ہے، اس کے ساتھ اسلام کو عزت دے یعنی اسے مسلمان کردے۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کہ عمر (رضی اللہ عنہ) اللہ کے نزدیک محبوب ترین تھے۔

(سنن الترمذی: ۳۶۸۱ وسندہ حسن، وقال الترمذی: "ھٰذا حدیث حسن صحیح غریب")

اس نبوی دعا کے نتیجے میں مرادِ رسول امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کرلیا۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب عمر (رضی اللہ عنہ) نے اسلام قبول کرلیا تو ہم اس وقت سے برابر عزت میں (غالب) رہے۔ (صحیح بخاری: ۳۶۸۴)

عوام الناس میں یہ مشہور ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کو شہید کرنے کے ارادے سے نکلے تو کسی نے بتایا کہ تمھاری بہن اور بہنوئی مسلمان ہو گئے ہیں۔ (سیدنا) عمر ﷺ نے) جا کر انھیں خوب مارا، بعد میں مسلمان ہو گئے۔ یہ روایت طبقات ابن سعد (۳/ ۲۶۷۔ ۲۶۹) سنن دارقطنی (۱/ ۱۲۳ ح ۴۳۵) ودلائل النبوۃ للبیہقی (۲/ ۲۱۹، ۲۲۰) وغیرہ میں موجود ہے۔ اس روایت کی سند ضعیف ہے۔ اس کا راوی قاسم بن عثمان البصری جمہور محدثین کے نزدیک ضعیف ہے۔

امام دارقطنی نے کہا: "لیس بالقوي" اس سلسلے کی تمام روایات ضعیف ومردود ہیں دیکھئے

سیرۃ ابن ہشام (۳۶۷/۱۔۳۷۱ بلا سند) والسیرۃ النبویۃ للذہبی (ص۱۷۲۔۱۸۱)

بعض روایتوں میں آیا ہے کہ نبی ﷺ بیت اللہ میں نماز پڑھ رہے تھے۔ (سیدنا) عمر رضی اللہ عنہ نے قرآن کی تلاوت سنی تو دل پر اثر ہوا اور مسلمان ہو گئے۔

(مسند احمد ۱۷/۱ ح ۱۰۷، اس کی سند انقطاع کی وجہ سے ضعیف ہے)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّهُ قَدْ كَانَ فِيمَا مَضٰى قَبْلَكُمْ مِنَ الْأُمَمِ مُحَدَّثُونَ ، وَإِنَّهُ إِنْ كَانَ فِي أُمَّتِي هٰذِهِ مِنْهُمْ أَحَدٌ فَإِنَّهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ))

بے شک اگلی امتوں میں محدثون (جنھیں الہام و کشف حاصل تھا) ہوتے تھے اور اگر اس اُمت میں اُن میں سے کوئی (محدث) ہوتا تو عمر بن الخطاب ہوتے۔

(صحیح بخاری: ۳۴۶۹)

اس حدیث سے دو مسئلے ثابت ہوئے:

۱: سیدنا عمر الفاروق رضی اللہ عنہ بڑی فضیلت اور شان والے ہیں۔

۲: اُمتِ مسلمہ میں کسی کو بھی کشف یا الہام نہیں ہوتا۔

ایک روایت میں آیا ہے کہ نبی ﷺ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

اے عمر! بے شک شیطان تجھ سے ڈرتا ہے۔

(سنن الترمذی: ۳۶۹۰ وقال: ''ھٰذا حدیث حسن صحیح غریب'' اس کی سند حسن ہے)

دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں دیکھ رہا ہوں کہ جنات کے شیطان اور انسانوں کے شیطان سب (سیدنا) عمر (رضی اللہ عنہ) سے بھاگ گئے ہیں۔

(الترمذی: ۳۶۹۱) وقال: ''ھٰذا حدیث حسن صحیح غریب'' وسندہ حسن)

آپ ﷺ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اے (عمر) ابن الخطاب! تو جس راستے پر چل رہا ہو تو شیطان اس راستے کو چھوڑ کر دوسرے راستے پر بھاگ جاتا ہے۔

(صحیح البخاری: ۳۶۸۳ وصحیح مسلم: ۲۳۹۶/۲۲ وأضواء المصابیح: ۶۰۲۷)

ایک حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ اللّٰهَ جَعَلَ الْحَقَّ عَلَى لِسَانِ عُمَرَ وَقَلْبِهِ))

بے شک اللہ نے عمر (رضی اللہ عنہ) کے دل وزبان پر حق جاری کر رکھا ہے۔

(صحیح ابن حبان، موارد: ۲۱۸۴ وسندہ صحیح)

بعض اوقات سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی موافقت میں قرآن مجید کی آیات نازل ہوئیں جنھیں موافقاتِ عمر کہتے ہیں۔ دیکھئے صحیح البخاری (۴۰۲، ۴۴۸۳) وصحیح مسلم (۲۴/۲۳۹۱)

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((لَوْ كَانَ بَعْدِي نَبِيٌّ لَكَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ))

اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن خطاب ہوتے۔

(سنن الترمذی: ۳۶۸۶ وقال: ''ھٰذا حدیث حسن غریب'' اس کی سند حسن ہے)

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے خواب دیکھا۔ میرے سامنے لوگ پیش ہو رہے تھے۔ کسی کی قمیص سینے تک تھی اور کسی کی اس سے نیچے۔ جب میرے سامنے عمر بن خطاب پیش کئے گئے تو وہ اپنی (لمبی) قمیص کو گھسیٹ رہے تھے۔ لوگوں نے پوچھا: یارسول اللہ! اس خواب کی تعبیر کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: دین، یعنی سیدنا عمر رضی اللہ عنہ دین میں (سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد) سب لوگوں سے زیادہ مقام رکھتے ہیں۔

(دیکھئے صحیح البخاری: ۳۶۹۱ وصحیح مسلم: ۱۵/۲۳۹۰)

نبی کریم ﷺ نے جنت میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا محل دیکھا تھا۔

(صحیح البخاری: ۵۲۲۶، ۷۰۲۴ وصحیح مسلم: ۲۰/۲۳۹۴)

آپ ﷺ نے اپنی زبان مبارک سے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو جنتی کہا۔

(الترمذی: ۳۷۴۷ وسندہ صحیح)

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے فضائل بہت زیادہ ہیں، ان فضائل کو جمع کر کے قارئین کے سامنے

پیش کرنا ایک مستقل کتاب کا متقاضی ہے۔ تفصیل کے لئے امام احمد بن حنبل کی کتاب ''فضائل الصحابۃ'' اور ابن جوزی کی ''فضائل عمر بن الخطاب'' وغیرہ کتابیں پڑھیں۔

آخر میں امیر المومنین عمر الفاروق رضی اللہ عنہ کی شہادت کا آخری منظر پیشِ خدمت ہے۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ پر ایک کافر مجوسی ابولؤلؤ فیروز نے حملہ کر کے سخت زخمی کر دیا تھا۔ اسلام کے سنہری دور اور فتنوں کے درمیان دروازہ ٹوٹ گیا تھا۔ آپ کو دودھ پلایا گیا تو وہ انتڑیوں کے راستے سے باہر آ گیا۔ اس حالت میں ایک نوجوان آیا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ اس کا ازار ٹخنوں سے نیچے ہے تو آپ نے فرمایا:

''اِبْنَ أَخِي! اِرْفَعْ ثَوْبَكَ فَإِنَّهُ أَنْقَى لِثَوْبِكَ وَأَتْقَى لِرَبِّكَ''

بھتیجے اپنا کپڑا (ٹخنوں سے) اوپر کر، اس سے تیرا کپڑا بھی صاف رہے گا اور تیرے رب کے نزدیک یہ سب سے زیادہ تقوے والی بات ہے۔ (صحیح البخاری: ۳۷۰۰)

سبحان اللہ!

اپنے زخموں کی فکر نہیں بلکہ آخری وقت بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو سر بلند کرنے کی ہی فکر اور جذبہ ہے۔ رضی اللہ عنہ

اے اللہ! ہمارے دلوں کو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی محبت سے بھر دے۔

یا اللہ! جو بدنصیب و بے ایمان لوگ امیر المومنین شہید رضی اللہ عنہ کو ناپسند کرتے ہیں، ان لوگوں کی بدنصیبیاں و بے ایمانیاں ختم کر کے ان کے دلوں کو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی محبت سے بھر دے۔ جو پھر بھی سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ بُغض پر اَڑا رہے ایسے شخص کو دنیا و آخرت کے عذاب سے ذلیل و رسوا کر دے۔

سیدنا امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک بیٹے کا نام عمر رکھا تھا۔

دیکھئے تقریب التہذیب (۴۹۵۱)

معلوم ہوا کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے محبت کرتے تھے۔ وما علینا إلا البلاغ

[الحدیث: ۱۵]

امیر المومنین سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے محبت

نبی ﷺ اور ابو بکر، عمر و عثمان (رضی اللہ عنہم اجمعین) احد کے پہاڑ پر چڑھے تو (زلزلے کی وجہ سے) احد کانپنے لگا۔ آپ (ﷺ) نے اس پر پاؤں مار کر فرمایا: اُحد رک جا! تیرے اوپر (اس وقت) ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید (موجود) ہیں۔

(صحیح البخاری: ۳۶۸۶)

سیدنا ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی ﷺ کے پاس آنے کی اجازت مانگی تو آپ نے فرمایا: ((افتح لہ وبشرہ بالجنۃ، علی بلوی تصیبہ)) اس کے لئے دروازہ کھول دو اور جنت کی خوش خبری دے دو اور یہ (بھی بتادو) کہ انھیں ایک مصیبت (اور آزمائش) پہنچے گی۔ تو میں نے انھیں (سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو) بتادیا۔ پھر (انھوں نے) اللہ کی حمد بیان کی اور کہا: اللہ المستعان، اللہ مددگار ہے۔

(البخاری: ۳۶۹۳ و مسلم: ۲۸/۲۴۰۳)

مشہور حدیث میں آیا ہے کہ پیارے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ((وعثمان فی الجنۃ)) اور عثمان جنت میں (جنتی) ہیں۔ (الترمذی: ۳۷۴۷ وسندہ صحیح)

سیدنا عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی ﷺ جہاد (جیش العسرۃ) کی تیاری کر رہے تھے تو (سیدنا) عثمان (رضی اللہ عنہ) اپنی آستین میں ایک ہزار دینار لے آئے اور انھیں آپ ﷺ کی جھولی میں ڈال دیا۔ میں نے دیکھا کہ آپ انھیں جھولی میں الٹ پلٹ رہے تھے اور فرما رہے تھے: ((ماضر عثمان ما عمل بعد الیوم))

آج کے بعد عثمان جو بھی عمل کریں انھیں نقصان نہیں ہوگا۔

(احمد ۵/۶۳ ح ۲۰۹۰۶ والترمذی: ۳۷۰۱ وقال: "حسن غریب" وسندہ حسن)

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ اپنی بیوی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی (رقیہ رضی اللہ عنہا) کی شدید بیماری کی وجہ سے غزوۂ بدر میں شامل نہ ہو سکے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((إن لك أجر رجل ممن شهد بدراً وسهمه)) تیرے لئے بدر میں حاضر ہونے والے آدمی کے برابر اجر اور مالِ غنیمت ہے۔ (صحیح البخاری: ۳۱۳۰)

سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا غزوۂ بدر کے دوران میں فوت ہو گئیں۔ (الاصابہ ص ۱۶۸۷ ت ۱۱۸۵۱ تراجم النساء)

ابو حبیبہ رحمہ اللہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس گئے، آپ محاصرے میں تھے۔ ابو حبیبہ نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میرے بعد تم فتنے اور اختلاف میں مبتلا ہو جاؤ گے۔ کسی نے پوچھا: یا رسول اللہ ! پھر ہم کیا کریں؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: ((عليكم بالأمين (بالأمير) وأصحابه)) تم (اس) امین (امیر) اور اس کے ساتھیوں کو لازم پکڑ لینا۔

(مسند احمد ۲/ ۳۳۵ والموسوعۃ الحدیثیہ ۱۴/ ۲۱۹، ۲۲۰ ح ۸۵۴۱ وسندہ حسن وصححہ الحاکم ۳/ ۹۹، ۴/ ۴۳۳ ووافقہ الذہبی)

سیدنا مرہ بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اپنے بعد کے) فتنوں کا ذکر کیا، اتنے میں ایک آدمی کپڑا اوڑھے ہوئے وہاں سے گزرا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ شخص اس دن ہدایت پر ہوگا۔ میں نے اٹھ کر دیکھا تو وہ عثمان بن عفان (رضی اللہ عنہ) تھے۔

(سنن الترمذی: ۳۷۰۴ وقال: ''ھٰذا حدیث حسن صحیح'' وسندہ صحیح)

بیعتِ رضوان کے موقع پر جب کفارِ مکہ نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو روک لیا تھا تو سیدنا و محبوبنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعتِ رضوان لی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دائیں ہاتھ کے بارے میں فرمایا: ((هذه يد عثمان)) یہ عثمان کا ہاتھ ہے اور پھر اسے اپنے بائیں ہاتھ پر مار کر فرمایا: یہ بیعت عثمان کی طرف سے ہے۔ (صحیح البخاری: ۳۶۹۹)

ابو سہلہ رحمہ اللہ مولیٰ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب (باغیوں کے محاصرے والے دنوں میں) سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ آپ (ان باغیوں سے) جنگ

کیوں نہیں کرتے؟ تو انھوں نے جواب دیا: بے شک رسول اللہ ﷺ نے میرے ساتھ ایک وعدہ کیا تھا اور میں اس پر صابر (شاکر) ہوں۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ۱۲/۴۵ ح ۳۲۰۲۸ وسندہ صحیح، والترمذی: ۳۷۱۱ وقال: ''ھٰذا حدیث حسن صحیح'')

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے خطبے کے دوران میں یہ آیت پڑھی:

﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰۤى اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ ﴾

بے شک وہ لوگ جن کے مقدر میں ہماری طرف سے بھلائی ہے وہ جہنم سے دور رکھے جائیں گے۔ (الانبیاء: ۱۰۱)

(پھر) سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''عثمان منهم'' عثمان (رضی اللہ عنہ) انھی میں سے ہیں۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ۱۲/۵۲ ح ۳۲۰۴۳ وسندہ صحیح)

سیدنا حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما کے سامنے (سیدنا) عثمان کا ذکر کیا گیا تو انھوں نے فرمایا: یہ امیر المومنین (علی رضی اللہ عنہ) اب آرہے ہیں وہ تمھیں بتائیں گے۔ پس سیدنا علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو فرمایا کہ عثمان ان لوگوں میں سے ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاَحْسَنُوْا ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ﴾ وہ ایمان لائے اور نیک اعمال کیئے پھر ایمان کے ساتھ تقوے والا راستہ اختیار کیا، پھر تقوے اور احسان والا راستہ اختیار کیا اور اللہ احسان کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ [المآئدۃ: ۹۳] (مصنف ابن ابی شیبہ ۱۲/۵۴ ح ۳۲۰۵۱ وسندہ صحیح)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ دونوں ہاتھ اٹھا کر فرماتے تھے کہ ''اللهم إني أبرأ إليك من دم عثمان'' اے اللہ میں عثمان (رضی اللہ عنہ) کے خون سے بری ہوں۔

(فضائل الصحابۃ للامام احمد ۱/۴۵۲ ح ۷۲۷ وسندہ حسن)

رسول اللہ ﷺ نے عثمان رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا کہ ((يا عثمان إن الله عزوجل عسٰى أن يلبسك قميصاً، فإن أرادك المنافقون علىٰ خلعه فلا تخلعه حتّى تلقاني)) اے عثمان! عنقریب اللہ عزوجل تجھے ایک قمیص (خلافت کی) پہنائے گا۔ پس

اگر اسے اتارنے کے لئے تیرے پاس منافقین آ جائیں تو میری ملاقات (وفات وشہادت) تک اسے نہ اتارنا۔

(مسند احمد ۶/۸۶، ۸۷ ح ۲۵۰۷۳ وسندہ صحیح، الموسوعۃ الحدیثیۃ ۴۱/۱۱۳)

جمہور اہلِ سنت کے نزدیک سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ افضل ہیں۔

اہلِ سنت کے مشہور ثقہ امام ابن شہاب الزہری رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۵ھ) سے پوچھا گیا کہ آپ علی سے زیادہ محبت کرتے ہیں یا عثمان سے؟ انھوں نے جواب دیا: عثمان سے۔

(تاریخ دمشق لابن عساکر ۴۱/۳۳۴ وسندہ صحیح)

الحمدللہ اہلِ سنت دونوں سے محبت کرتے ہیں۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بعض لوگ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ مومن یا مسلم کے دل میں علی اور عثمان دونوں کی محبت اکٹھی نہیں ہو سکتی، سن لو کہ ان دونوں کی محبت میرے دل میں اکٹھی ہے۔ (تاریخ دمشق لابن عساکر ۴۱/۳۳۲ وسندہ حسن)

حافظ ابن عساکر نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے حالات سندوں کے ساتھ ایک جلد میں لکھے ہیں۔

اے اللہ! ہمارے دلوں کو سیدنا عثمان وسیدنا علی اور تمام صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کی محبت سے بھر دے۔ آمین [الحدیث:۱٦]

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے محبت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر والے دن فرمایا:

((لأعطين هذه الراية غداً رجلاً يفتح الله على يديه ، يحب الله ورسوله ويحبه الله ورسوله))

میں کل ضرور اس آدمی کو یہ جھنڈا دوں گا، جس کے ہاتھ پر اللہ فتح دے گا۔ وہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اس کے رسول (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اس سے محبت کرتے ہیں۔

جب صبح ہوئی تو سب لوگ سویرے سویرے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ گئے، ہر آدمی یہ چاہتا تھا کہ جھنڈا اسے ملے۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے پوچھا: علی بن ابی طالب کہاں ہیں؟ لوگوں نے جواب دیا: یا رسول اللہ! وہ آنکھوں کے درد میں مبتلا ہیں۔ آپ نے فرمایا: انھیں بلا لاؤ۔ جب (سیدنا) علی (رضی اللہ عنہ) آئے تو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ان کی آنکھوں میں اپنا لعاب مبارک ڈالا تو وہ (فوراً) اس طرح ٹھیک ہو گئے جیسے کبھی بیمار ہی نہیں تھے۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے (سیدنا) علی (رضی اللہ عنہ) کو جھنڈا دیا اور فرمایا: اللہ کی قسم اگر تیری وجہ سے ایک آدمی بھی ہدایت پر آ جائے تو تیرے لئے یہ مالِ غنیمت کے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔

(صحیح البخاری: ۲۹۴۲ و صحیح مسلم: ۳۴/۲۴۰۶)

اللہ تعالیٰ نے غزوۂ خیبر میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر مسلمانوں کو فتح نصیب فرمائی۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا کتنا بلند مقام ہے کہ اللہ اور رسول ان سے محبت کرتے ہیں۔ مشہور جلیل القدر صحابی اور فاتح قادسیہ سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی (رضی اللہ عنہ) سے فرمایا:

((أنت مني بمنزلة هارون من موسٰى ، إلا أنه لانبي بعدي))

تیری میرے ساتھ وہی منزلت ہے جو ہارون کی موسیٰ (علیہما السلام) سے ہے اِلا یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ (البخاری:۳۷۰۶ و مسلم:۲۴۰۴/۳۰)

اس حدیث سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا عظیم الشان ہونا ثابت ہوتا ہے لیکن یاد رہے کہ اس کا خلافت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قیامت تک کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس ذات (اللہ) کی قسم ہے جس نے دانہ پھاڑا (فصل اگائی) اور مخلوقات پیدا کیں، میرے ساتھ نبی امی رضی اللہ عنہ نے یہ وعدہ کیا تھا کہ میرے (علی رضی اللہ عنہ کے) ساتھ محبت صرف مومن ہی کرے گا اور (مجھ سے) بغض صرف منافق ہی رکھے گا۔

(مسلم:۷۸/۱۳۱)

معلوم ہوا کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مومنین محبت کرتے ہیں اور بغض کرنے والے منافق ہیں۔ تمام اہلِ سنت سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے محبت اور پیار کرتے ہیں۔

یاد رہے کہ محبت کا یہ مطلب قطعاً نہیں ہے کہ آدمی آپ رضی اللہ عنہ کا درجہ بڑھا کر مشکل کشا اور حاجت روا بنا دے یا آپ کے عظیم الشان ساتھیوں اور صحابۂ کرام کو برا کہنا شروع کر دے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اپنے بارے میں خوب فرمایا ہے کہ

''میرے بارے میں دو (قسم کے) شخص ہلاک ہو جائیں گے (۱) غالی (اور محبت میں ناجائز) افراط کرنے والا، اور (۲) بغض کرنے والا حجت باز''

(فضائل الصحابہ للامام احمد ۵۷۱/۲ ح ۹۶۴ و اسنادہ حسن، الحدیث:۴ ص ۱۵)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا دوسرا قول یہ ہے کہ ''ایک قوم (لوگوں کی جماعت) میرے ساتھ (اندھا دھند) محبت کرے گی حتیٰ کہ وہ میری (افراط والی) محبت کی وجہ سے (جہنم کی) آگ میں داخل ہوگی اور ایک قوم میرے ساتھ بغض رکھے گی حتیٰ کہ وہ میرے بغض کی وجہ سے (جہنم کی) آگ میں داخل ہوگی''

(فضائل الصحابۃ ۲/ ۵۶۵ ح ۹۵۲ و إسنادہ صحیح، وکتاب السنۃ لابن ابی عاصم: ۹۸۳ وسندہ صحیح / الحدیث: ۴ ص ۱۵)

چونکہ ان دونوں اقوال کا تعلق غیب سے ہے لہٰذا یہ دونوں اقوال حکماً مرفوع ہیں یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ کو یہ باتیں بتائی ہوں گی۔ واللہ اعلم

معلوم ہوا کہ دو قسم کے گروہ ہلاک ہو جائیں گے:

① سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے اندھا دھند محبت کر کے آپ کو خدا، مشکل کشا اور حاجت روا وغیرہ سمجھنے والے یا دوسرے صحابۂ کرام کو برا کہنے والے لوگ مثلاً غالی قسم کے روافض وغیرہ۔

② سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو برا کہنے والے لوگ مثلاً خوارج ونواصب وغیرہ۔

تنبیہ: حکیم فیض عالم صدیقی (ناصبی) وغیرہ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی شان میں جو گستاخیاں کی ہیں ان سے تمام اہلِ حدیث بری الذمہ ہیں۔ اہلِ حدیث کا ناصبیوں اور رافضیوں سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اہلِ حدیث کا راستہ کتاب وسنت والا راستہ ہے اور یہی اہلِ سنت ہیں۔

سیدنا امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حالت میں وفات پائی کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) علی، عثمان، زبیر، طلحہ، سعد (بن ابی وقاص) اور عبدالرحمٰن (بن عوف رضی اللہ عنہم اجمعین) سے راضی تھے۔ (البخاری: ۳۷۰۰)

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

جب آیت ﴿نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ﴾ ہم اپنی اولاد لے آئیں اور تم اپنی اولاد لے آؤ (آل عمران: ۶۱) نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی، فاطمہ، حسن اور حسین (رضی اللہ عنہم) کو بلایا۔ پھر فرمایا: ((اللھم ھؤلاء أھلي))

اے اللہ! یہ میرے اہل (اہلِ بیت) ہیں۔ (صحیح مسلم: ۳۲/ ۲۴۰۴ و دارالسلام: ۶۲۲۰)

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چادر کے نیچے فاطمہ، حسن، حسین اور علی (رضی اللہ عنہم) کو داخل کر کے فرمایا: ﴿اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا﴾ اللہ صرف یہ چاہتا ہے کہ اے اہلِ بیت تم سے نجاست دور کر دے اور تمھیں خوب پاک وطاہر کر دے۔ [الاحزاب: ۳۳] (صحیح مسلم: ۲۴۲۴)

ان صحیح احادیث سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی بڑی فضیلت ثابت ہے۔ یاد رہے کہ امہات المومنین بھی اہلِ بیت میں شامل ہیں۔ سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''نساء ہ من أهل بيته'' آپ کی بیویاں آپ کے اہلِ بیت میں سے ہیں۔

(صحیح مسلم: ۲۴۰۸ و دار السلام: ۶۲۲۵)

عمومِ قرآن بھی اسی کا مؤید ہے۔

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إن علياً مني و أنا منه وهو ولي كل مؤمن))

بے شک علی مجھ سے ہیں اور میں اُن سے ہوں اور وہ ہر مومن کے ولی ہیں۔

(الترمذی: ۳۷۱۲ و إسنادہ حسن)

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی رضی اللہ عنہ سے محبت کرتے ہیں اور علی رضی اللہ عنہ آپ سے محبت کرتے ہیں۔ ہر مومن علی رضی اللہ عنہ سے محبت کرتا ہے۔

سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((من كنت مولاه فعلي مولاه))

جس کا میں مولیٰ ہوں تو علی اس کے مولیٰ ہیں۔ (الترمذی: ۳۷۱۳ و سندہ صحیح)

لغت میں مخلص دوست کو بھی مولیٰ کہتے ہیں۔ (دیکھئے القاموس الوحید ص ۱۹۰۰)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

((أنت أخونا و مولانا)) تو ہمارا بھائی اور ہمارا مولیٰ ہے۔ (البخاری: ۲۶۹۹)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا جلیبیب رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا: ((هذا مني و أنا منه)) یہ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں۔ (صحیح مسلم: ۱۳۱/۲۴۷۲ و دار السلام: ۶۳۵۸)

بعض روافض کا حدیثِ ولایت سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی خلافتِ بلافصل کا دعویٰ کرنا ان دلائل سابقہ و دیگر دلائل کی رُو سے باطل ہے۔

ایک دفعہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیمار ہو گئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے لئے دعا فرمائی:

((اللهم عافه أو اشفه)) اے اللہ اسے عافیت یا شفا عطا فرما۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں اس کے بعد کبھی بیمار نہیں ہوا۔

(سنن الترمذی: ۳۵۶۴ وقال: ''ھذا حدیث حسن صحیح'' وإسنادہ حسن)

مشہور تابعی ابو اسحاق السبیعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے آپ (امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ) کو منبر پر کھڑے دیکھا۔ آپ کا سر اور داڑھی سفید تھی۔

(کتاب المعرفۃ والتاریخ للفارسی ۶۲۱/۲ وسندہ صحیح، تاریخ دمشق ۳۴۵/۴۷، مصنف عبدالرزاق ۱۸۸/۳، ۱۸۹ ح ۵۲۶۷)

اس سے معلوم ہوا کہ بالوں کو مہندی یا سرخ رنگ لگانا واجب (فرض) نہیں ہے۔

سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''ارقبوا محمداً صلی اللہ علیہ وسلم في أهل بيته''

(سیدنا) محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رضامندی آپ کے اہلِ بیت (کی محبت) میں تلاش کرو۔

(صحیح البخاری: ۳۷۱۳)

یعنی جو شخص سیدنا علی، سیدنا حسین، سیدنا حسن اور تمام صحابۂ کرام سے محبت کرتا ہے تو قیامت کے دن وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھی ہوگا۔

سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''أول من أسلم علي'' سب سے پہلے علی (رضی اللہ عنہ) مسلمان ہوئے تھے۔ ابراہیم نخعی (تابعی صغیر) نے صحابیٔ رسول کے اس قول کا انکار کرتے ہوئے کہا کہ سب سے پہلے ابوبکر الصدیق (رضی اللہ عنہ) مسلمان ہوئے تھے۔

(الترمذی: ۳۷۳۵ وقال: ''ھذا حدیث حسن صحیح'' وسندہ صحیح)

یعنی بچوں میں سب سے پہلے سیدنا علی رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے اور مردوں میں سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ سب سے پہلے مسلمان ہوئے تھے۔ واللہ اعلم

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ''أول من أسلم علي رضي الله عنه'' سب سے پہلے علی رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے تھے۔ (معجم الصحابۃ للبغوی ج ۴ ص ۳۵۷ ح ۱۸۱۰ وسندہ صحیح)

عروہ (بن الزبیر، تابعی رحمہ اللہ) فرماتے ہیں کہ علی (رضی اللہ عنہ) آٹھ سال کی عمر میں مسلمان ہوئے تھے۔ (معجم الصحابۃ للبغوی ج ۴ ص ۳۵۷ ح ۱۸۱۰ وسندہ صحیح)

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "كنا نتحدث أن أفضل (أقضى) أهل المدينة علي بن أبي طالب" ہم باتیں کرتے تھے کہ اہلِ مدینہ میں سب سے افضل (اقضٰی) علی بن ابی طالب ہیں۔ (فضائل الصحابۃ للامام احمد ۲/۶۰۴ ح ۱۰۳۳ وسندہ صحیح)

غزوۂ خیبر کے موقع پر مرحب یہودی کی للکار کا جواب دیتے ہوئے سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "أنا الذي سمتني أمي حيدرة" میرا نام میری ماں نے حیدر رکھا ہے، میں وہ (حیدر/شیر) ہوں۔ (صحیح مسلم: ۱۸۰۷ دارالسلام: ۴۶۷۸)

پھر آپ نے مرحب یہودی کو قتل کر دیا اور فتح خیبر آپ کے ہاتھ پر ہوئی۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ابو بکر، عمر، عثمان، علی، طلحہ اور زبیر (رضی اللہ عنہم) حراء (پہاڑ) پر تھے کہ وہ (زلزلے کی وجہ سے) ہلنے لگا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رک جا، اس وقت تیرے اوپر نبی، صدیق اور شہید (ہی) کھڑے ہیں۔ (صحیح مسلم: ۲۴۱۷ و دارالسلام: ۶۲۴۷)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((من آذى علياً فقد آذاني)) جس نے علی (رضی اللہ عنہ) کو تکلیف دی اس نے مجھے تکلیف دی۔ (فضائل الصحابۃ/زیادات القطیعی: ۱۰۷۸، وسندہ حسن ولہ شاہد عند ابن حبان، الموارد: ۲۲۰۲ والحاکم ۳/۱۲۳ وصححہ ووافقہ الذہبی)

ایک دفعہ (بعض) لوگوں نے (سیدنا) علی رضی اللہ عنہ کی شکایت کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ ارشاد فرمایا: ((أيها الناس لا تشكوا علياً فو الله إنه لأخشن في ذات الله أو في سبيل الله)) لوگو! علی کی شکایت نہ کرو، اللہ کی قسم بے شک وہ اللہ کی ذات یا اللہ کے راستے میں بہت زیادہ خشیت (خوف) رکھتے ہیں۔ (مسند احمد ۳/۸۶ والحاکم ۳/۱۳۴ وصححہ ووافقہ الذہبی وسندہ حسن)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے امید ہے کہ میں، عثمان، طلحہ اور زبیر (رضی اللہ عنہم) ان لوگوں میں ہوں گے جن کا ذکر اللہ نے (قرآن مجید میں) کیا ہے۔ ﴿وَنَزَعْنَا مَافِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ﴾ (الحجر: ۴۷) اور ان کے دلوں میں جو کدورت ہوگی ہم اسے نکال دیں گے اور وہ چارپائیوں پر، بھائی بنے ہوئے ایک دوسرے کے سامنے

بیٹھے ہوں گے۔ (فضائل الصحابۃ رزیادات القطیعی: ۱۰۵۷ وسندہ صحیح)

ابواسحاق السبیعی فرماتے ہیں: "رأيت علياً ...... ضخم اللحية" میں نے علی (رضی اللہ عنہ) کو دیکھا، آپ کی بڑی اور گھنی داڑھی تھی۔ (طبقات ابن سعد ۲۵/۳ وسندہ صحیح، یونس بن ابی اسحاق بری من التدلیس)

امام اہلِ سنت: احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے تھے: "ماجاء لأحد من أصحاب رسول الله ﷺ من الفضائل ماجاء لعلي بن أبي طالب رضي الله عنه"

جتنے فضائل علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے (احادیث میں) آئے ہیں اتنے فضائل کسی دوسرے صحابی کے نہیں آئے۔ (مستدرک الحاکم ۱۰۷/۳، ۱۰۸ ح ۴۵۷۲ وسندہ حسن)

مختصر یہ کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بدری، من السابقین الاولین، امیر المومنین خلیفۂ راشد اور خلیفۂ چہارم تھے۔ آپ کے فضائل بے شمار ہیں جن کے احاطے کا یہ مختصر مضمون متحمل نہیں ہے۔

امام ابوبکر محمد بن الحسین الآجری رحمہ اللہ (متوفی ۳۶۰ھ) فرماتے ہیں:

"جان لو، اللہ ہم اور تم پر رحم کرے، بے شک اللہ کریم نے امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو اعلیٰ فضیلت عطا فرمائی۔ خیر میں آپ کی پیش قدمیاں عظیم ہیں اور آپ کے مناقب بہت زیادہ ہیں۔ آپ عظیم فضیلت والے ہیں۔ آپ جلیل القدر، عالی مرتبہ اور بڑی شان والے ہیں۔

آپ رسول اللہ ﷺ کے بھائی اور چچازاد، حسن و حسین کے ابا، مسلمانوں کے مردِ میدان، رسول اللہ ﷺ کا دفاع کرنے والے، ہم پلہ لوگوں سے لڑنے والے، امام عادل زاہد، دنیا سے بے نیاز (اور) آخرت کے طلب گار، متبع حق، باطل سے دور اور ہر بہترین اخلاق والے ہیں۔ اللہ و رسول آپ سے محبت کرتے ہیں اور آپ اللہ و رسول سے محبت کرتے ہیں۔ آپ ایسے انسان ہیں کہ آپ سے متقی مومن ہی محبت کرتا ہے اور آپ سے صرف منافق بدنصیب ہی بغض رکھتا ہے۔ عقل، علم، بردباری اور ادب کا خزانہ ہیں، رضی اللہ عنہ" (الشریعۃ ص ۱۴۷۱، ۱۵۷۱)

اے اللہ! ہمارے دلوں کو سیدنا ابوبکر، سیدنا عمر، سیدنا عثمان، سیدنا علی اور تمام صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کی محبت سے بھر دے۔ آمین

[الحدیث: ۱۷، ۱۸]

عشرہ مبشرہ سے محبت

سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أبوبكر في الجنة و عمر في الجنة و عثمان في الجنة و علي في الجنة و طلحة في الجنة و الزبير في الجنة و عبدالرحمٰن بن عوف في الجنة و سعد بن أبي وقاص في الجنة و سعيد بن زيد في الجنة وأبو عبيدة بن الجراح في الجنة.))

(۱) ابوبکر (صدیق) جنت میں ہیں (۲) عمر جنت میں ہیں (۳) عثمان جنت میں ہیں (۴) علی جنت میں ہیں (۵) طلحہ جنت میں ہیں (۶) زبیر جنت میں ہیں (۷) عبدالرحمٰن بن عوف جنت میں ہیں (۸) سعد بن ابی وقاص جنت میں ہیں (۹) سعید بن زید جنت میں ہیں (۱۰) اور ابو عبیدہ بن الجراح جنت میں ہیں۔ [رضی اللہ عنہم اجمعین] (سنن الترمذی: ۳۷۴۷ و إسنادہ صحیح، أضواء المصابیح: ۶۱۰۹)

یہ عشرہ مبشرہ ہیں جن سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم راضی تھے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم وفات تک اس جماعت: عثمان، علی، زبیر، طلحہ اور عبدالرحمٰن (بن عوف رضی اللہ عنہم) سے راضی تھے۔ (صحیح البخاری: ۳۷۰۰)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حراء (پہاڑ) پر تھے، آپ کے ساتھ ابوبکر (الصدیق)، عمر، عثمان، علی، طلحہ اور زبیر (رضی اللہ عنہم) تھے اتنے میں (زلزلے کی وجہ سے) پتھر ہلنے لگا تو آپ نے فرمایا:

((اهدأ فما عليك إلا نبي أو صديق أو شهيد))

ٹھہر جا، اس وقت تجھ پر صرف نبی، صدیق اور شہید ہی کھڑے ہیں۔ (صحیح مسلم: ۲۴۱۷)

اس صحیح حدیث میں ان جلیل القدر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی بہت بڑی فضیلت ہے۔ ابوبکر (عبداللہ بن عثمان) الصدیق کا لقب ''صدیق'' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا رکھا ہوا ہے۔ اس حدیث میں یہ غیب کی خبر ہے کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ شہید نہیں ہوں گے جبکہ سیدنا عمر و سیدنا عثمان و سیدنا علی و سیدنا طلحہ و سیدنا زبیر بن العوام رضی اللہ عنہم شہید ہوں گے۔ یہ پیش گوئی حرف بحرف پوری ہوئی۔ خادمِ رسول سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أرحم أمتي بأمتي أبوبكر وأشدهم في أمر الله عمر وأصدقهم حياء عثمان وأفرضهم زيد بن ثابت وأقرؤهم أبي بن كعب وأعلمهم بالحلال والحرام معاذ ولكل أمة أمين وأمين هذه الأمة أبو عبيدة بن الجراح))

میری اُمت پر سب سے زیادہ مہربان، میری امت میں ابوبکر ہیں۔ اللہ (کے دین) کے معاملے میں سب سے سخت عمر ہیں، شرم وحیا میں سب سے سچے عثمان ہیں، علم فرائض (میراث) کے سب سے بڑے عالم زید بن ثابت ہیں، سب سے بڑے قاری ابی بن کعب ہیں، حلال وحرام کو سب سے زیادہ جاننے والے معاذ (بن جبل) ہیں اور اس اُمت کے امین ابوعبیدہ بن الجراح ہیں۔

[رضی اللہ عنہم اجمعین]

(مسند احمد ۳/۲۸۱ ح ۱۴۰۳۵، سنن الترمذی: ۳۷۹۱ وقال: ''ھذا حدیث حسن صحیح'' الضیاء فی المختارۃ ۶/۲۲۶، ۲۲۷ ح ۲۲۴۱، ۲۲۴۲ و أضواء المصابیح: ۶۱۱۱ وقال: اِسنادہ صحیح)

عشرہ مبشرہ ہوں یا دوسرے صحابۂ کرام، سب سے محبت کرنا جزو ایمان ہے۔

امام عوام بن حوشب الشیبانی (ثقہ ثبت فاضل، متوفی ۱۴۸ھ) فرماتے ہیں:

"اذكروا محاسن أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم تأ لفوا عليهم القلوب ولا تذكروا مساويهم فتحرشوا الناس عليهم"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی خوبیاں بیان کیا کرو تا کہ (لوگوں کے) دلوں میں ان

کی محبت ہی محبت ہو اور ان کی خامیاں بیان نہ کرو تاکہ لوگوں (کے دلوں) میں اُن کے خلاف نفرت پیدا نہ ہو جائے۔

(تثبیت الامامۃ وترتیب الخلافۃ للحافظ ابی نعیم الاصبہانی: ۲۱۷ وسندہ حسن)

صحابۂ کرام پر تنقید کرنا اور اُن کی خامیاں بیان کرنا اہلِ بدعت کا خاصہ ہے۔ اہلِ سنت تو صحابۂ کرام سے قرآن و حدیث کی گواہی کی وجہ سے محبت ہی محبت کرتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ کے پیارے صحابۂ کرام قرآن و حدیث کو اُمتِ مسلمہ تک پہنچانے والے ہیں، اللہ نے اُن سے راضی ہو کر ﴿رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ﴾ کا تاج انھیں پہنا دیا ہے۔

سبحان اللہ

مشہور ثقہ عابد فقیہ امام معافی بن عمران الموصلی رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۵ھ) سے عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ اور سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کے بارے میں پوچھا گیا تو انھوں نے فرمایا:

((لایقاس بأصحاب رسول الله ﷺ أحد، معاویة صاحبه وصهره وكاتبه وأمينه على وحي الله عزوجل))

رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کے ساتھ کوئی بھی برابر نہیں قرار دیا جا سکتا۔ معاویہ (رضی اللہ عنہ) آپ کے صحابی، ام المومنین ام حبیبہ کے بھائی، کاتب اور اللہ کی وحی (لکھنے) کے امین ہیں۔ (تاریخ بغداد ج ۱ ص ۲۰۹ ت ۴۸ وسندہ صحیح)

مشہور جلیل القدر تابعی کبیر امام مسروق بن الاجدع رحمہ اللہ (متوفی ۶۲ھ) فرماتے ہیں:

"حب أبي بكر و عمر و معرفة فضلهما من السنة"

ابوبکر اور عمر (رضی اللہ عنہما) سے محبت کرنا اور اُن کی فضیلت پہچاننا سنت ہے۔

(تاریخ دمشق لابن عساکر ۲۵۷/۳۲، المعرفۃ والتاریخ للامام یعقوب بن سفیان الفارسی ۸۱۳/۲ وسندہ صحیح)

رضي الله عنهم أجمعين

[الحدیث:۱۹]

سیدنا طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ سے محبت

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ اِذْيُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَافِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا﴾

اللہ راضی ہو گیا مومنین سے جب وہ درخت کے نیچے آپ کی بیعت کر رہے تھے، ان کے دلوں میں جو ہے اُسے اللہ خوب جانتا ہے، پس اُس نے اُن پر سکون نازل فرمایا اور فتح قریب عطا فرمائی۔ (الفتح:۱۸)

اس آیت کریمہ میں مومنین سے مراد وہ چودہ پندرہ سو (۱۴۰۰/۱۵۰۰) صحابۂ کرام ہیں جنھوں نے حدیبیہ کے مقام پر درخت کے نیچے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک پر بیعتِ رضوان فرمائی تھی۔

ان صحابۂ کرام میں سیدنا ابوبکر، سیدنا عمر، سیدنا علی، سیدنا طلحہ، سیدنا زبیر، سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف، سیدنا سعد بن ابی وقاص، سیدنا سعید بن زید اور سیدنا ابوعبیدہ بن الجراح تھے۔ رضي الله عنهم أجمعين

بیعتِ رضوان کے موقع پر کفارِ مکہ نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو روک لیا تھا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دائیں ہاتھ کے بارے میں فرمایا کہ یہ عثمان کا ہاتھ ہے اور پھر اسے اپنے بائیں ہاتھ پر مار کر فرمایا: یہ بیعت عثمان کی طرف سے ہے (صحیح البخاری: ۳۶۹۹ والحدیث: ۶ اص ۴۷)

معلوم ہوا کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ بھی بیعتِ رضوان میں شامل ہیں۔ بیعتِ رضوان کرنے والوں سے مخاطب ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أنتم خير أهل الأرض))

زمین میں تم سب سے بہتر لوگ ہو۔

(صحیح البخاری: ۴۱۵۴ و صحیح مسلم: ۷۱/۱۸۵۶ و ترقیم دار السلام: ۴۸۱۱)

سیدنا جابر بن عبداللہ الانصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لایدخل النار أحد ممن بایع تحت الشجرة))

بیعتِ رضوان کرنے والوں میں سے کوئی بھی جہنم میں داخل نہیں ہوگا۔

(سنن الترمذی: ۳۸۶۰ وقال: ''ھذا حدیث حسن صحیح'' وسندہ صحیح وأصلہ فی صحیح مسلم: ۲۴۹۵)

سیدنا طلحہ بن عبید اللہ التیمی، ابو محمد المکی رضی اللہ عنہما کو بیعتِ رضوان کے علاوہ اور بہت سی خاص فضیلتیں حاصل ہیں۔

نبی ﷺ نے اپنی مبارک زبان سے انھیں جنت کی خوش خبری دی ہے۔

(سنن الترمذی: ۳۷۴۷ و سندہ صحیح، الحدیث: ۱۹ ص ۵۶)

آپ سے اڑتیس (۳۸) کے قریب احادیث مروی ہیں جن میں دو صحیح بخاری میں اور تین صحیح مسلم میں موجود ہیں۔

آپ سابقین اولین میں سے ہیں پھر مہاجرین کی مقدس جماعت میں شمولیت کا شرف حاصل ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ اُحد کے دن فرمایا:

((أوجب طلحة)) طلحہ کے لئے جنت واجب ہوگئی۔

(مسند ابی یعلیٰ ۲/۳۳ ح ۶۷۰ وسندہ حسن، والترمذی: ۱۶۹۲، ۳۷۳۹ وقال: ''ھذا حدیث حسن غریب'' إلخ وصححہ الحاکم ۳/۳۷۴ ووافقہ الذہبی)

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَاعَاهَدُوااللّٰهَ عَلَيْهِ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ ۖ﴾

مومنوں میں سے ایسے لوگ ہیں جنھوں نے اللہ سے کیا ہوا وعدہ سچ کر دکھایا، اُن

میں سے بعض کی زندگی کے دن پورے ہو گئے اور بعض (آنے والے وقت کے) منتظر ہیں۔ (الاحزاب:۲۳)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ کو ''زندگی کے دن پورے ہو گئے'' میں ذکر فرمایا ہے۔

(سنن الترمذی:۳۲۰۳ وسندہ حسن وقال الترمذی: ''ھذا حدیث حسن غریب'' إلخ)

غزوۂ اُحد کے دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع کرتے کرتے طلحہ رضی اللہ عنہ کا ہاتھ شل ہو گیا تھا۔

(صحیح البخاری:۴۰۶۳)

سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ جنگِ جمل کے موقع پر تریسٹھ (۶۳) سال کی عمر میں چھتیس (۳۶) ہجری کو شہید ہوئے۔ (تقریب التہذیب:۳۰۲۷)

آپ کو مروان بن الحکم الاموی نے گھٹنے پر تیر مارا تھا (جس سے) آپ شہید ہو گئے۔

(طبقات ابن سعد ۳/۲۲۳ وسندہ صحیح)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''إني لأ رجو أن أكون أنا وطلحة والزبير ممن قال الله ﴿وَنَزَعْنَا مَافِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ﴾ مجھے یہ پوری اُمید ہے کہ میں، طلحہ اور زبیر (بن العوام) ان لوگوں میں ہوں گے جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور ان کے دلوں میں جو رنجش ہوگی ہم اسے نکال دیں گے [وہ آمنے سامنے تختوں پر بھائیوں کی طرح (بیٹھے) ہوں گے]

(الحجر:۴۷) (المصنف ۱۵/۲۸۱، ۲۸۲ ح ۳۷۸۱۰ نیز دیکھئے طبقات ابن سعد ۳/۲۲۵ وسندہ حسن)

اسے امام ابن ابی شیبہ نے حسن سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔

جنگ جمل کے موقع پر سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''والله ما أرىٰ بعد هذا خيراً'' اللہ کی قسم، میرے خیال میں اب اس کے بعد کوئی خیر نہیں ہے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ۱۵/۲۷۸ ح ۳۷۸۱۰ وسندہ صحیح)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''لعن الله قتلة عثمان فى السهل والجبل والبر والبحر''

عثمان (رضی اللہ عنہ) کو قتل (شہید) کرنے والوں پر اللہ کی لعنت ہو، میدان میں، پہاڑ میں، خشکی میں اور سمندر میں۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ۱۵/۲۶۸ ح ۳۷۷۸۲ وسندہ صحیح، سالم بن ابی الجعد بری من التدلیس: الفتح المبین فی تحقیق طبقات المدلسین ۴۸/۲)

بعض روافض اصحابِ جمل کی تکفیر کرتے ہیں، اُن کی تردید میں ابو جعفر الباقر محمد بن علی بن الحسین رحمہ اللہ کا قول ہے کہ "لم یکفر أهل الجمل" اَصحابِ جمل (جنھوں نے باہمی جنگ لڑی) نے کفر نہیں کیا۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ۱۵/۲۵۸ ح ۳۷۷۵۷ وسندہ صحیح)

ایک روایت کا خلاصہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کو شہید کہا۔

(دیکھئے صحیح مسلم: ۲۴۱۷/۵۰ واضواء المصابیح: ۶۱۰۸)

آخر میں سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ کا ایک سنہری قول پیشِ خدمت ہے، فرماتے ہیں:

"أقل العیب علی المرء أن یجلس في داره"

آدمی اگر اپنے عیوب کم کرنا چاہتا ہے تو اسے چاہئے کہ اپنے گھر میں بیٹھا رہے۔

(مسند مسدد کمافی المطالب العالیہ: ۴۱۴۲ وقال ابن حجر: "صحیح موقوف" وکتاب الزہد لابن المبارک، روایۃ نعیم بن حماد الصدوق: ۱۲، والزہد لوکیع: ۲۵۴ والزہد لابی داود: ۱۱۷، ۱۱۸ والزہد لابن ابی عاصم: ۸۱ والعزلۃ للخطابی: ۲۲ وسندہ صحیح)

سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ سے محبت کرنا ایمان کی علامت ہے۔ والحمد للہ

[الحدیث: ۲۰]

سیدنا زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ سے محبت

سیدنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حواری سیدنا زبیر بن العوام بن خویلد رضی اللہ عنہ آپ کی پھوپھی صفیہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ عنہا کے فرزندار جمند اور عشرہ مبشرہ میں سے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے:

((إن لكل نبي حوارياً وحواريّ الزبير بن العوام))

ہر نبی کا ایک حواری ہوتا ہے اور میرے حواری زبیر بن عوام ہیں۔

(صحیح البخاری: ۲۸۴۶ و صحیح مسلم: ۲۴۱۵)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ''أما أبوه فحواري النبيّ صلی اللہ علیہ وسلم''
اور اس (عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما) کے ابا جان، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حواری تھے۔

(صحیح البخاری: ۴۶۶۵)

سفیان بن عیینہ نے فرمایا: حواری ناصر (مددگار) کو کہتے ہیں۔ (سنن ترمذی: ۳۷۴۴ و سندہ صحیح)

بنو قریظہ والے دن، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے زبیر رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

((فداك أبي وأمي)) میرے ماں باپ تجھ پر فدا (قربان) ہوں۔

(صحیح بخاری: ۳۷۲۰ و صحیح مسلم: ۲۴۱۶)

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''ما أجد أحق بهٰذا الأمر من هؤلاء النفر أو الرهط الذين توفي رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم وهو عنهم راضٍ، فسمّى علياً وعثمان والزبير وطلحة وسعداً وعبدالرحمٰن''

میرے خیال میں اس خلافت کا مستحق ان لوگوں کے علاوہ دوسرا کوئی شخص نہیں ہے،

جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات تک راضی تھے، آپ نے علی، عثمان، زبیر، طلحہ، سعد (بن ابی وقاص) اور عبدالرحمٰن (بن عوف رضی اللہ عنہم) کا نام لیا۔ (صحیح البخاری: ۳۷۰۰)

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''أما والذي نفسي بيده إنه لخيرهم ما علمت و إن كان لأحبهم إلى رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم''

اور اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے بے شک وہ (زبیر رضی اللہ عنہ) میرے علم کے مطابق ان لوگوں میں سب سے بہتر ہیں اور آپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سب سے زیادہ محبوب تھے۔ (صحیح البخاری: ۳۷۱۷)

رب کریم کا ارشاد ہے:

﴿اَلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ مِنْ بَعْدِ مَآ اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ ۛ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۚ﴾

جن لوگوں نے تکلیف اٹھانے کے بعد بھی اللہ اور رسول کی پکار پر لبیک کہی، ان میں سے نیک اور متقی لوگوں کے لئے بڑا اجر ہے۔ (آل عمران: ۱۷۲)

اس آیت کے بارے میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اپنے بھانجے عروہ بن الزبیر رحمہ اللہ سے فرماتی ہیں:

''أبواك، والله من الذين استجابوا لِلّٰه و الرسول من بعدما أصابهم القرح''

اللہ کی قسم، تیرے دونوں والدین (ابا زبیر رضی اللہ عنہ اور نانا ابوبکر رضی اللہ عنہ) ان لوگوں میں سے تھے جنھوں نے زخم و تکلیف اٹھانے کے بعد بھی اللہ و رسول کی پکار پر لبیک کہی۔

(صحیح مسلم: ۲۴۱۸ و ترقیم دارالسلام: ۶۲۴۹)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''زبیر (بن العوام) جنت میں ہیں''

(سنن الترمذی: ۳۷۴۷ و إسناده صحیح، الحدیث: ۱۹ ص ۵۶)

ایک روایت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ کو شہید کہا۔

(صحیح مسلم:۲۴۱۷ والحدیث:۱۹ص ۵۶)

جنگِ جمل میں آپ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے خلاف لشکر میں تھے کہ آپ کے پاس سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما تشریف لائے اور کہا: آپ اپنی تلوار کے ساتھ علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب سے جنگ کررہے ہیں، (آپ کی والدہ) صفیہ بنت عبدالمطلب کہاں ہے؟ یہ سن کر زبیر رضی اللہ عنہ میدان جنگ سے واپس لوٹ آئے تو (راستے میں) ابن جرموز ملا، اس نے (غداری اور دھوکے سے) آپ کو شہید کردیا۔ آپ کی شہادت کے بعد عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ علی رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور پوچھا: صفیہ کے بیٹے (زبیر) کا قاتل کہاں جائے گا؟ تو علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: (جہنم کی) آگ میں۔ (طبقات ابن سعد ۱۱۰/۳ وسندہ حسن، ثابت بن یزید سمع من ھلال بن خباب قبل اختلاطہ، انظر نیل المقصود فی تحقیق سنن ابی داود: ۱۴۴۳)

زر بن حبیش رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں (سیدنا) علی (رضی اللہ عنہ) کے پاس تھا کہ (سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ کے قاتل) ابن جرموز نے اندر آنے کی اجازت مانگی تو علی (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: ابن صفیہ (زبیر رضی اللہ عنہ) کے قاتل کو آگ کی ''خوش خبری'' دے دو، میں نے رسول اللہ رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ہر نبی کا ایک حواری ہوتا ہے اور میرا حواری زبیر ہے۔

(مسند احمد ۸۹/۱ ح ۶۸۰ وسندہ حسن)

اس روایت کو حاکم نے صحیح قرار دیا ہے۔ (المستدرک ۳۶۷/۳ ح ۵۵۷۹)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے یہ پوری امید ہے کہ میں، طلحہ اور زبیر (بن العوام) ان لوگوں میں ہوں گے جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور ان کے دلوں میں جو رنجش ہوگی ہم اسے نکال دیں گے [وہ آمنے سامنے تختوں پر بھائیوں کی طرح (بیٹھے) ہوں گے]

(مصنف ابن ابی شیبہ ۲۸۱/۱۵، ۲۸۲ ح ۳۷۸۱۰ وسندہ حسن، الحدیث: ۲۰ ص ۴۸)

سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ بچپن میں مسلمان ہوئے تھے اور چھتیس ہجری (۳۶ھ) کو جنگِ جمل سے واپس لوٹتے ہوئے شہید کئے گئے۔ رضي الله عنه

تحفۃ الاشراف کی ترقیم کے مطابق کتب ستہ میں آپ کی بیان کردہ بیس سے زیادہ

دیث ہیں ان میں سے مشہورترین حدیث درج ذیل ہے:

رنا زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

((من كذب عليّ فليتبوأ مقعده من النار))

جو شخص مجھ پر جھوٹ بولے گا وہ اپنا ٹھکانا (جہنم کی) آگ میں تلاش کرے۔

(صحیح بخاری:۱۰۷)

ے اللہ! ہمارے دلوں کو سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ اور تمام صحابہ کرام کی محبت سے بھر دے۔

رضي الله عنهم أجمعين

[الحدیث:۲۱]

سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے محبت

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ﴾

اللہ مومنوں سے راضی ہو گیا جب وہ درخت کے نیچے آپ کی بیعت کر رہے تھے۔

(الفتح: ۱۸)

ان جلیل القدر اور خوش قسمت صحابۂ کرام میں سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔

حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''ومن مناقبه أن النبي صلی اللہ علیہ وسلم شهدله بالجنة ، وأنه من أهل بدر الذين قيل لهم:اعملوا ماشئتم... ''إلخ

اور آپ کے مناقب میں سے یہ بھی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے جنتی ہونے کی گواہی دی، اور آپ بدری صحابیوں میں سے ہیں جن کے بارے میں (اللہ تعالیٰ نے) فرمایا: جو چاہو سو کرو [تمھاری مغفرت کردی گئی ہے۔] (سیر اعلام النبلاء ۱/۷۸)

اس زمین پر ایک ایسا وقت بھی آیا کہ امام الانبیاء سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو دیکھا کہ نماز کی اقامت ہو چکی ہے اور (سیدنا) عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ لوگوں کو (امام بن کر) نماز پڑھا رہے ہیں۔ وہ ایک رکعت پڑھا چکے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ جب عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کو احساس ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم آگئے ہیں تو مصلّیٔ امامت سے پیچھے ہٹنا شروع کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ فرمایا کہ نماز پڑھاتے رہو۔ پس انھوں نے نماز پڑھائی، جب سلام پھیرا تو کیا ہوا؟ سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی زبانی سنیں:

''فلما سلّم قام النبي صلی اللہ علیہ وسلم وقمت فركعنا الركعة التي سبقتنا''

پھر جب (عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے) سلام پھیرا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور میں کھڑے ہو گئے۔

ہماری جو رکعت رہ گئی تھی وہ پڑھی [پھر سلام پھیرا] (صحیح مسلم:۸۱/۲۷۴ وترقیم دارالسلام:۶۳۳)

معلوم ہوا کہ ایک دن، عذر کی وجہ سے امام الانبیاء ﷺ نے اپنے امتی عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی۔ پوری امت میں نبی کریم ﷺ کی امامت کا شرف صرف آپ ہی کو حاصل ہے۔

تنبیہ بلیغ: صحیح مسلم والی روایت کا مفہوم، بہت سی سندوں کے ساتھ درج ذیل کتابوں میں بھی موجود ہے:

کتاب الام للشافعی (۳۲/۱) ومسند احمد (۲۴۹/۴، ۲۵۱) ومسند عبد بن حمید (المنتخب: ۳۹۷) وسنن ابی داود (۱۴۹) وسنن النسائی (۶۳/۱، ۶۴ ح ۸۲ وسندہ صحیح) وصحیح ابن خزیمہ (۸/۳ ح ۱۵۱۴) وصحیح ابن حبان (الاحسان: ۱۳۴۴ دوسرا نسخہ: ۱۳۴۷) وموطأ امام مالک (۳۶/۱ ح ۷۰) ومسند الدارمی (۱۳۴۱ دوسرا نسخہ: ۱۳۷۴) وعام کتبِ حدیث۔

اس حدیث پر امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے ''**باب ماجاء في صلوٰة رسول الله ﷺ خلف رجل من أمته**'' کا باب باندھا ہے۔ (قبل ح ۱۲۳۶)

نبی ﷺ نے وقت پر نماز باجماعت قائم کرنے میں صحابہ کرام کی تائید فرمائی۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عبدالرحمٰن بن عوف جنت میں ہیں۔

(سنن الترمذی: ۳۷۴۷ وإسنادہ صحیح/الحدیث: ۱۹ص ۵۶)

ایک حدیث میں آیا ہے کہ (سیدنا) عمر رضی اللہ عنہ نے اس وقت تک مجوسیوں سے جزیہ نہیں لیا جب تک (سیدنا) عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے گواہی نہ دے دی کہ رسول اللہ ﷺ نے ہجر (ایک علاقے) کے مجوسیوں سے جزیہ لیا تھا۔ (صحیح بخاری: ۳۱۵۶، ۳۱۵۷)

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''**فأنت عندنا عدل**''

پس آپ ہمارے (تمام صحابہ کے) نزدیک عادل (ثقہ، قابلِ اعتماد) ہیں۔

(مسند ابی یعلیٰ ۱۵۳/۲ ح ۸۳۹ وسندہ حسن)

عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ہم مدینے آئے تو رسول اللہ ﷺ نے

میرے اور سعد بن الربیع (الانصاری رضی اللہ عنہ) کے درمیان رشتۂ اخوت (بھائی چارا) قائم کر وادیا۔ (صحیح بخاری: ۲۰۴۸)

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرمایا کرتی تھیں کہ اللہ تعالیٰ عبدالرحمٰن بن عوف کو جنت کی سلسبیل (میٹھے چشمے) سے پانی پلائے۔

(سنن الترمذی: ۳۷۴۹ ملخصاً و إسنادہ حسن، وقال الترمذی: ھٰذا حدیث حسن غریب)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی وفات تک عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے راضی تھے۔

(دیکھئے صحیح بخاری: ۳۷۰۰، والحدیث: ۷ اص ۴۸)

آپ ان چھ اراکین مجلسِ شوریٰ میں سے ایک ہیں جنھیں امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بعد خلافت کا مستحق چنا تھا۔ (دیکھئے صحیح بخاری: ۳۷۰۰)

تنبیہ: ایک روایت میں آیا ہے کہ آپ (سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ) گھٹنوں کے بل گھسٹتے ہوئے جنت میں داخل ہوں گے۔

(مسند احمد ۶/ ۱۱۵ ح ۲۵۳۵۳ من حدیث عمارۃ بن زاذان عن ثابت عن انس رضی اللہ عنہ)

اس روایت کے ایک راوی عمارہ بن زاذان کے بارے میں امام احمد بن حنبل نے فرمایا: ''یروي عن [ثابت عن] أنس أحادیث مناکیر'' وہ (ثابت عن) انس سے منکر روایتیں بیان کرتا ہے۔

(الجرح والتعدیل ۶/ ۳۶۶ وسندہ صحیح، وتہذیب التہذیب ۷/ ۳۶۵ طبع دار الفکر، والزیادۃ منہ)

لہٰذا یہ روایت منکر (ضعیف ومردود) ہے اس روایت کے باطل ومردود شواہد کے لئے دیکھئے الموسوعۃ الحدیثیۃ (۴۱/ ۳۳۸، ۳۳۹) اس قسم کی ضعیف ومردود روایات کی بنیاد پر بعض لوگ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے خلاف ہرزہ سرائی کرتے رہتے ہیں حالانکہ ضعیف روایت کا وجود اور عدم وجود، ہونا اور نہ ہونا ایک برابر ہے۔ (دیکھئے کتاب المجروحین لابن حبان ۱/ ۳۲۸ ترجمہ سعید بن زیاد)

سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ ۳۲ھ کو مدینہ طیبہ میں فوت ہوئے۔

ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے (اپنے ابا) عبدالرحمٰن

عوف کے جنازے میں (سیدنا) سعد بن ابی وقاص (رضی اللہ عنہ) کو دیکھا وہ فرما رہے تھے:

اذهب ابن عوف ببطنتك من الدنيا لم تتغضغض منها بشيً''

ے ابن عوف! آپ دنیا سے اس حال میں جا رہے ہیں کہ آپ نے اس کے ساتھ اپنے
پ کو ذرا بھی آلودہ نہیں کیا۔ (مفہوم: المستدرک للحاکم ۳/۳۰۷ ح ۵۳۴۸ وسندہ صحیح)

سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی وفات پر امیر المومنین سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ
نے فرمایا: ''اذهب يا ابن عوف فقد أدركت صفوها وسبقت رنقها''
ے ابن عوف! جاؤ، تم نے دنیا کا بہترین حصہ پالیا اور گدلے (مٹی والے) حصے کو چھوڑ دیا۔
(المستدرک للحاکم ۳/۳۰۸ ح ۵۳۴۷ وسندہ صحیح)

رضي الله عنهما

[الحدیث: ۲۲]

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے محبت

سیدنا سعد بن مالک بن وہیب بن عبد مناف الزہری القرشی المکی ابو اسحاق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"ما أسلم أحد إلا في اليوم الذي أسلمت فيه، ولقد مكثت سبعة أيام وإني لثلث الإسلام"

جس دن میں مسلمان ہوا اس سے پہلے (آزاد مردوں میں آلِ بیت اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سوا) کوئی بھی مسلمان نہیں ہوا اور سات دن اس حالت میں گزرے کہ میں تیسرا مسلمان تھا۔ (صحیح بخاری: ۳۷۲۷)

آپ ہی کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ اُحد کے دن فرمایا تھا:

((ارم فداك أبي و أمي)) تیر پھینکو، میرے ماں باپ تم پر قربان ہوں۔

(صحیح بخاری: ۴۰۵۵ و صحیح مسلم: ۲۴۱۲/۱۲ و ترقیم دارالسلام: ۶۲۳۷)

ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((ليت رجلاً صالحاً من أصحابي يحرسني الليلة))

کاش میرے صحابہ میں سے ایک نیک آدمی میرا پہرا دے۔ پھر سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اسلحے کی جھنکار کے ساتھ تشریف لائے اور آپ کا پہرا دیا۔ آپ بے غم ہو کر سو گئے۔

(صحیح بخاری: ۷۲۳۱ و صحیح مسلم: ۲۴۱۰ و دارالسلام: ۶۲۳۰)

یہ حدیث اس دور کی ہے جس وقت آیت مبارکہ ﴿وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ﴾ اور اللہ آپ کو لوگوں سے بچائے گا (المآئدۃ: ۶۷) نازل نہیں ہوئی تھی۔

دیکھئے سنن الترمذی (۳۰۴۶ و إسنادہ حسن وصححہ الحاکم ۲/۳۱۳ ووافقہ الذہبی) وصحیح ابن حبان (موارد الظمآن: ۱۷۳۹ و سندہ حسن، مؤمل بن اسماعیل حسن الحدیث)

بعد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے پہرے دار کی کوئی ضرورت نہ رہی۔

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''عربوں میں، اللہ کے راستے میں سب سے پہلا تیر چلانے والا میں ہوں۔'' (صحیح بخاری: ۳۷۲۸)

آپ کے بارے میں قرآن کی بعض آیات مبارکہ نازل ہوئیں۔

(دیکھئے صحیح مسلم: ۱۷۴۸ودار السلام: ۶۲۳۸)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((وسعد بن أبي وقاص في الجنة))

اور سعد بن ابی وقاص جنت میں ہیں۔ (سنن الترمذی: ۳۷۴۷ و إسنادہ صحیح، الحدیث: ۱۹ص ۵۶)

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کو ان چھ صحابہ میں شمار کیا جو اُن کے خیال میں خلافت کے مستحق تھے۔

(دیکھئے صحیح البخاری: ۳۷۰۰، الحدیث: ۲۱ص ۴۷)

غزوۂ اُحد کے موقع پر سعد رضی اللہ عنہ نے سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں اور بائیں سفید کپڑوں میں جبریل اور میکائیل (علیہما السلام، دو فرشتوں) کو دیکھا۔ (صحیح مسلم: ۲۳۰۶ودار السلام: ۶۰۰۴)

حافظ ذہبی فرماتے ہیں کہ'' أحد العشرة، وأحد السابقين الأولين، وأحد من شهد بدراً والحديبية و أحد الستة أهل الشورىٰ''

آپ عشرہ مبشرہ میں سے ایک اور سابق اولین میں سے تھے۔ آپ بدر اور حدیبیہ میں شامل تھے اور مجلس شوریٰ کے چھ ارکان میں سے ایک تھے۔ (سیر اعلام النبلاء ۹۳/۱)

آپ فاتح ایران ہیں۔ قادسیہ آپ کے ہاتھ پر فتح ہوا اور اللہ تعالیٰ نے کسریٰ کو نیست و نابود کر دیا۔ دیکھئے سیر اعلام النبلاء (۱۱۵/۱)

سیدنا سعد رضی اللہ عنہ مستجاب الدعوات تھے۔ ایک دفعہ ایک شخص نے آپ کے بارے میں جھوٹ بولا تو آپ نے اسے بد دعا دی۔ یہ بد دعا اس شخص کو لگ گئی اور وہ ذلیل ورسوا ہو کر مرا۔

(دیکھئے صحیح بخاری: ۷۵۵ وصحیح مسلم: ۴۵۳)

ایک دفعہ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے کوفہ میں خطبہ دیا پھر پوچھا: اے کوفے والو! میں تمھارا کیسا امیر ہوں؟ تو ایک آدمی نے جواب دیا: ''اللہ جانتا ہے کہ آپ میرے علم کے مطابق رعیت سے

انصاف نہیں کرتے، مال صحیح تقسیم نہیں کرتے اور نہ جہاد میں شریک ہوتے ہیں۔"
سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے اللہ! اگر یہ شخص جھوٹا ہے تو اسے اندھا کر دے، اسے فقیر کر دے اور اس کی عمر لمبی کر، اسے فتنوں کا شکار کر دے۔ (مصعب بن سعد نے) کہا، پھر وہ آدمی اندھا ہو گیا، وہ دیواریں پکڑ کر چلتا تھا، وہ اتنا فقیر ہوا کہ پیسے مانگتا تھا اور وہ مختار (ثقفی کذاب) کے فتنے میں مبتلا ہو کر مارا گیا۔ (تاریخ دمشق ج ۲۲ ص ۲۳۳، ۲۳۴ وسندہ صحیح، وسیر اعلام النبلاء ۱/ ۱۱۳، ۱۱۴ والاصلاح منہ فی الأصل: "للعین" والصواب "للفتن" وفی الأصل: "الحوادث" والصواب: "الجدرات")

ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی: ((اللھم ادخل من ھذا الباب عبداً یحبك وتحبه)) اے اللہ! اس دروازے سے اس شخص کو داخل کر جو تجھ سے محبت کرتا ہے اور تو اس سے محبت کرتا ہے۔ تو اس دروازے سے سعد (رضی اللہ عنہ) داخل ہوئے۔

(المستدرک للحاکم ۳/ ۴۹۹ ح ۶۱۱۷ وسندہ حسن، تاریخ دمشق ۲۲/ ۲۲۳، ۲۲۴، وصححہ الحاکم ووافقہ الذہبی)

تنبیہ: مستدرک میں "عبدۃ بن وائل" چھپ گیا ہے جبکہ صحیح "عبیدۃ بنت وائل" ہے والحمد للہ

سیدنا سعد رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے باہمی اختلافات ناپسند کرتے تھے اور فتنوں سے اپنے آپ کو بہت دور رکھتے تھے۔ آپ جنگ جمل اور جنگ صفین میں بالکل غیر جانبدار ہو کر دور بیٹھے رہے۔

آپ (ایک دن) اپنے اونٹوں کے درمیان موجود تھے، آپ نے دیکھا کہ آپ کا بیٹا عمر آ رہا ہے (عمر بن سعد اس لشکر میں تھا جنھوں نے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تھا، یہ سخت فتنہ پرور اور مبغوض شخص تھا)

آپ نے فرمایا: اے اللہ! میں اس آنے والے (عمر بن سعد) کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

عمر بن سعد نے آ کر کہا: آپ یہاں اونٹوں بکریوں میں بیٹھے ہوئے ہیں اور لوگ حکومت کے لئے لڑ رہے ہیں؟

سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے اس کے سینے پر مکا مارا اور فرمایا: خاموش ہو جا۔

صحیح مسلم: ۲۹۶۵، دارالسلام: ۷۴۳۲) نیز دیکھئے سیر اعلام النبلاء (۱۲۲/۱)

معلوم ہوا کہ مسلمانوں کے درمیان باہمی اختلاف کی صورت میں تمام فرقوں اور جماعتوں سے علیحدہ ہو کر کتاب وسنت پر عمل کرنا چاہئے۔ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ آپ کس گروہ کے ساتھ ہیں؟ تو انھوں نے فرمایا: ''ما أنا مع واحدة منهما'' میں کسی ایک کے ساتھ بھی نہیں ہوں۔ (المستدرک ۳/۵۰۱، ۵۰۲ ح ۶۱۲۶ وسندہ حسن، حسین بن خارجۃ وثقہ ابن حبان ۴/۱۵۵ وذکرہ عبدان فی الصحابۃ فحدیثہ لاینزل عن درجۃ الحسن)

سیدنا سعد رضی اللہ عنہ سے ایک رکعت وتر کا پڑھنا ثابت ہے۔ (دیکھئے صحیح البخاری: ۶۳۵۶ ومعرفۃ السنن والآثار للبیہقی ۲/۳۱۴ ح ۱۳۹۰ وقال النیموی فی آثار السنن: [۶۰۲]: ''وإسناده صحیح'')

سیدنا سعد رضی اللہ عنہ جب مکہ میں بیمار ہوئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں فرمایا: ہوسکتا ہے کہ اللہ تجھے باقی رکھے، کچھ لوگوں (مسلمانوں) کو تجھ سے فائدہ ہوگا اور کچھ لوگوں (کافروں) کو تجھ سے نقصان ہوگا۔ (صحیح بخاری: ۱۲۹۵ وصحیح مسلم: ۱۶۲۸)

مشہور قول کے مطابق آپ ۵۵ ہجری میں عقیق کے مقام پر فوت ہوئے۔

(تقریب التہذیب: ۲۲۵۹)

رضي الله عنه

[الحدیث: ۲۳]

سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے محبت

سیدنا ابوالاعور سعید بن زید بن عمرو بن نفیل القرشی العدوی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''واللہ لقد رأیتني وإنّ عمر لموثقي علی الإ سلام قبل أن یسلم عمر ، ولو أنّ أُحدًا ارفضّ للذي صنعتم بعثمان لکان محقوقاً أن یرفضّ''

اللہ کی قسم! مجھے وہ وقت یاد ہے جب عمر (رضی اللہ عنہ) نے اسلام قبول کرنے سے پہلے، مجھے اسلام قبول کرنے کی وجہ سے باندھ رکھا تھا۔ تم لوگوں نے (سیدنا) عثمان (رضی اللہ عنہ) کے ساتھ جو کچھ کیا ہے اگر اس کی وجہ سے اُحد (کا پہاڑ) اپنی جگہ سے ہٹ جاتا تو یہ اس کا مستحق تھا کہ ہٹ جائے۔ (صحیح البخاری:۳۸۶۲)

معلوم ہوا کہ سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ السابقین الاولین میں سے اور قدیم الاسلام ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبانِ مبارک سے فرمایا:

((وسعید بن زید في الجنة)) اور سعید بن زید جنتی ہیں۔

(سنن الترمذی:۳۷۴۷ وسندہ صحیح، الحدیث:۱۹ص۵۶)

حافظ ذہبی فرماتے ہیں:

''أحد العشرة المشهود لهم بالجنة ، ومن السابقین الأ ولین البدریین ، ومن الذین رضي الله عنهم ورضوا عنه، شهد المشاهد مع رسول الله صلی الله علیه وسلم وشهد حصار دمشق وفتحها ، فولاه علیها أبوعبیدة بن الجراح ، فهو أول من عمل نیا بة دمشق من هذه الأمة ''

آپ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں، انھیں جنت کی خوش خبری دی گئی ہے، آپ سابقین اولین اور بدری صحابیوں میں سے تھے جن سے اللہ راضی ہے اور وہ اللہ سے راضی

ہیں۔ آپ (تمام) غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شریک رہے۔ آپ دمشق کے محاصرے اور فتح کے وقت (وہاں) موجود تھے۔ آپ کو (سیدنا) ابو عبیدہ بن الجراح (رضی اللہ عنہ) نے دمشق کا والی بنایا اور اس امت میں دمشق کے سب سے پہلے نائب آپ ہی تھے۔ (سیر اعلام النبلاء ج ۱ ص ۱۲۴، ۱۲۵)

تنبیہ: سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ غزوۂ بدر کے موقع پر مدینہ میں حاضر نہیں تھے بلکہ شام میں تھے۔ دیکھئے الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ (ج ۲ ص ۴۶ ح ۳۲۶۱)

غزوۂ بدر کے مالِ غنیمت میں آپ کا حصہ مقرر کیا گیا تھا (جس کی وجہ سے آپ کو بدری کہا جاتا ہے)۔ دیکھئے معرفۃ الصحابۃ لابی نعیم الاصبہانی (ج ۱ ص ۱۴۱ ا بسند صحیح عن محمد بن اسحاق بن یسار، ص ۱۴۲ ا بسند صحیح عن معمر)

غالباً اسی وجہ سے امام نافع (مولیٰ ابن عمر رضی اللہ عنہ) کی روایت میں آیا ہے کہ "وکان بدریاً" اور وہ (سعید بن زید) بدری تھے۔ (معرفۃ الصحابۃ ص ۱۴۳ اوسندہ صحیح)

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی بہن فاطمہ بنت الخطاب (رضی اللہ عنہا) آپ کی زوجہ محترمہ تھیں جن کے بارے میں ایک ضعیف روایت میں آیا ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی بہن اور بہنوئی کو اسلام لانے کی وجہ سے مار مار کر لہولہان کر دیا تھا۔ پھر انھوں نے (وضو یا غسل) کر کے قرآن مجید کی تلاوت کی تھی اور مسلمان ہو گئے تھے (!) (دیکھئے الحدیث: ۲۲ ص ۲۴۔ ۲۷)

سعید بن زید رضی اللہ عنہ کے والد زید بن عمرو بن نفیل توحید اور دین ابراہیمی پر تھے اور نبی کریم ﷺ کے نبی مبعوث ہونے سے پہلے ہی فوت ہو گئے تھے۔ سیدہ اسماء بنت ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

"میں نے دیکھا، زید بن عمرو بن نفیل کعبہ سے پیٹھ لگائے، کھڑے ہو کر یہ کہہ رہے تھے: اے قریشیو! اللہ کی قسم، میرے سوا تم میں سے کوئی بھی دینِ ابراہیم پر نہیں ہے۔ (اسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:) وہ (زید) لڑکیوں کو زندہ درگور نہیں کرتے تھے۔ اگر کوئی شخص اپنی بیٹی کو قتل کرنا چاہتا تو یہ اس سے کہتے: اسے قتل نہ کر، اس کے تمام اخراجات میں اپنے ذمہ لیتا

ہوں، پھر وہ اس لڑکی کو لے لیتے تھے۔ جب وہ بڑی عمر کی ہو جاتی تو اس کے باپ سے کہتے:
اگر تو چاہے تو تیری لڑکی تیرے حوالے کر دوں، ورنہ میں ہی اُس کے سارے معاملات پورے کروں گا۔ (صحیح بخاری: ۳۸۲۸)

زید بن عمرو وہ ذبیحہ نہیں کھاتے تھے جو بتوں کے آستانوں پر ذبح کیا جاتا تھا یا جس پر ذبح کے وقت اللہ کا نام نہیں لیا جاتا تھا۔ زید بن عمرو قریشِ مکہ کو ملامت کرتے ہوئے کہتے کہ بکری کو اللہ نے پیدا کیا ہے، اس کے لئے آسمان سے پانی اللہ نے برسایا ہے اور زمین سے اس کے لئے سبزہ (اللہ نے) اُگایا ہے۔ پھر تم اسے غیر اللہ کے نام پر ذبح کرتے ہو!؟
وہ قریش والوں پر (اس شرک کی وجہ سے) سخت انکار کرتے تھے۔ (صحیح بخاری: ۳۸۲۶)

زید بن عمرو نے تحقیق کرنے کے بعد اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اُٹھائے اور دعا فرمائی:

" اللهم إني أشهدأني على دين إبراهيم "

اے اللہ! میں گواہی دیتا ہوں کہ میں دینِ ابراہیم پر ہوں۔ (صحیح بخاری: ۳۸۲۷)

زید بن عمرو کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **((يأتي يوم القيامة أمة وحده))**
وہ قیامت کے دن ایک امت (کی حیثیت سے) ہو کر آئے گا۔
(المستدرک للحاکم ۳/۲۱۶ ح ۴۹۵۶ وسندہ حسن، وصححہ الحاکم علیٰ شرط مسلم وأقرہ الذہبی فی التلخیص)

اَرْوٰی نامی ایک عورت نے سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ پر مروان بن الحکم الاموی کی عدالت میں جھوٹا دعویٰ کر دیا کہ انھوں نے میری زمین پر قبضہ کر لیا ہے۔ عدالت میں سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کی ایک حدیث سُنا کر فرمایا:

" اللهم إن كا نت كا ذبة فعم بصر ها واقتلها في أر ضها " اے میرے اللہ! اگر یہ عورت جھوٹی ہے تو اسے اندھا کر دے اور اسے اس کی زمین میں ہلاک کر۔

راویٔ حدیث (عروہ) کہتے ہیں کہ وہ عورت مرنے سے پہلے اندھی ہو گئی اور پھر وہ ایک دن اپنی زمین پر چل رہی تھی کہ ایک گڑھے (کنویں) میں گر کر مر گئی۔

(صحیح مسلم: ۱۶۱۰ وترقیم دارالسلام: ۴۱۳۴)

اولیاء اللہ سے دشمنی کا یہ انجام انتہائی عبرت ناک ہے مگر پھر بھی لوگ باز نہیں آتے۔
سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ کی بہت کم روایات ہم تک پہنچی ہیں جن میں سے دو حدیثیں صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ہیں۔

ایک دفعہ کوفہ کی بڑی مسجد میں کسی (ظالم اور بدنصیب) شخص نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہا تو سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے اس پر سخت انکار کیا اور وہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ حدیث سنائی جس میں عشرہ مبشرہ کے جنتی ہونے کا ذکر ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أبو بكر في الجنة ، وعمر في الجنة ، وعثمان في الجنة ، وعلي في الجنة)) إلخ

ابوبکر جنتی ہیں، عمر جنتی ہیں، عثمان جنتی ہیں اور علی جنتی ہیں...الخ

سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"واللہ لمشهد شهده رجل يغبر فيه وجهه مع رسول الله صلى الله عليه وسلم أفضل من عمل أحد كم ولو عمّر عمر نوح عليه السلام"

اللہ کی قسم! جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسی معرکے میں حاضر رہا ہے اور اس کے چہرے پر غبار پڑا ہے وہ تمھارے تمام (نیک) اعمال سے افضل ہے اگرچہ تمھیں نوح علیہ السلام کی عمر بھی مل جائے۔ (دیکھئے مسند احمد ج ۱ ص ۱۸۷ ح ۱۶۲۹ وسندہ صحیح)

معلوم ہوا کہ صحابہ کرام کے غبار کو بھی کسی نیک انسان کا عمل نہیں پہنچ سکتا۔ سبحان اللہ

نافع (تابعی) فرماتے ہیں کہ آپ (۵۰ھ یا ۵۲ھ میں) عقیق (مدینہ سے باہر ایک مقام) میں فوت ہوئے، پھر آپ کو مدینہ لایا گیا اور آپ (مدینہ میں) دفن کئے گئے۔

(طبقات ابن سعد ج ۳ ص ۳۸۴ وسندہ حسن)

آپ جمعہ کے دن فوت ہوئے تھے، آپ کی وفات کی خبر پہنچی تو (سیدنا) ابن عمر (رضی اللہ عنہما) عقیق چلے گئے اور (مصروفیت کی وجہ سے) نماز جمعہ چھوڑ دی۔

(ابن سعد ۳/۳۸۴ وسندہ صحیح)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے انھیں حنوط (خوش بو) لگایا اور اُٹھا کر مسجد لے گئے، پھر آپ کا جنازہ پڑھا اور دوبارہ وضو نہ کیا۔ (طبقات ابن سعد ۳۸۴/۳ وسندہ صحیح)

نافع سے روایت ہے کہ سعید بن زید (رضی اللہ عنہ) بدری صحابی تھے۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کو معلوم ہوا کہ وہ (سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ) جمعہ کے دن بیمار ہیں تو انھوں نے سورج بلند ہونے اور نماز جمعہ قریب ہونے کے باوجود جمعہ چھوڑ دیا اور سعید بن زید رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لے گئے۔ (صحیح بخاری: ۳۹۹۰) رضي اللّٰه عنه

[الحدیث: ۲۴]

سیدنا ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ سے محبت

سیدنا ابوعبیدہ عامر بن عبداللہ بن الجراح القرشی الفہری المکی رضی اللہ عنہ سابقین اولین میں سے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إن لكلّ أمّةٍ أميناً وإنّ أميننا أيتها الأمة أبو عبيدة بن الجراح))

بے شک ہر اُمت کا ایک امین ہوتا ہے اور اے (میرے) امتیو! بے شک ہمارے امین ابوعبیدہ بن الجراح (رضی اللہ عنہ) ہیں۔ (صحیح بخاری: ۳۷۴۴ و صحیح مسلم: ۲۴۱۹)

سیدنا حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نجرانیوں (کے وفد) سے فرمایا تھا: ((لأبعثنّ إليكم رجلاً أميناً حق أمين، حق أمين))

میں تمھاری طرف ایسا آدمی بھیجوں گا جو حقیقی معنوں میں امین ہے، امین ہے۔ پھر آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے لوگوں (اپنے صحابۂ کرام) کو دیکھا پھر ابوعبیدہ بن الجراح (رضی اللہ عنہ) کو روانہ کیا۔

(صحیح مسلم: ۲۴۲۰ واللفظ لہ، صحیح بخاری: ۳۷۴۵)

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نجران سے عاقب اور سید (دو عیسائی) آئے۔ وہ آپ سے مباہلہ کرنا چاہتے تھے تو ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا: ایسا نہ کر، اللہ کی قسم! اگر وہ نبی ہوئے اور ہم نے مباہلہ کر لیا تو ہم اور ہماری اولاد کبھی کامیاب نہیں رہے گی۔ انھوں نے آپ سے کہا: "آپ جو چاہتے ہیں ہم آپ کو دیتے ہیں۔ آپ ہمارے ساتھ ایک امین آدمی بھیج دیں، امین (امانت دار) کے سوا دوسرا کوئی شخص نہ بھیجیں۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تمھارے ساتھ وہ امین بھیجوں گا جو حقیقی معنوں میں امین ہے۔ صحابۂ کرام دیکھنے لگے تو آپ نے فرمایا: ابوعبیدہ بن الجراح اُٹھ کر کھڑے ہو جاؤ۔ جب

وہ کھڑے ہوئے تو آپ نے فرمایا: یہ اس امت کے امین ہیں۔ (صحیح بخاری: ۴۳۸۰)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس یمن والے (مسلمان) آئے تو کہا: ''ابعث معنا رجلاً یعلّمنا السنة والإسلام'' آپ ہمارے ساتھ ایسا آدمی بھیجیں جو ہمیں سنت اور اسلام سکھائے۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ابوعبیدہ (رضی اللہ عنہ) کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: یہ اس اُمت کے امین ہیں۔ (صحیح مسلم: ۵۴/۲۴۱۹ و ترقیم دارالسلام: ۶۲۵۳)

جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حقیقی معنوں میں امین قرار دیں، اُن کی کتنی عظیم شان ہے۔! اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام لوگوں کو قرآن وسنت سکھاتے تھے اور یہی دینِ اسلام ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زبانِ وحی سے فرمایا: ((وأبو عبيدة بن الجراح في الجنة))

اور ابوعبیدہ بن الجراح جنتی ہیں۔ (سنن الترمذی: ۳۷۴۷ وسندہ صحیح، ماہنامہ الحدیث: ۱۹ص ۵۶)

عبداللہ بن شقیق رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے (سیدہ) عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے پوچھا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابیوں میں سے کون آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو زیادہ محبوب تھا؟

انھوں نے فرمایا: ابوبکر، میں نے پوچھا: پھر کون (زیادہ محبوب) تھا؟ انھوں نے فرمایا: عمر، میں نے پوچھا: پھر کون (زیادہ محبوب) تھا؟ انھوں نے فرمایا: ابوعبیدہ بن الجراح۔ میں نے پوچھا پھر کون؟ تو آپ (رضی اللہ عنہا) خاموش ہو گئیں۔

(سنن الترمذی: ۳۶۵۷ وقال: ''هذا حديث حسن صحيح'' سنن ابن ماجہ: ۱۰۲ وسندہ صحیح)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((نعم الرجل أبو بكر، نعم الرجل عمر، نعم الرجل أبو عبيدة بن الجراح، نعم الرجل أسيد بن حضير، نعم الرجل ثابت بن قيس بن شماس، نعم الرجل معاذبن جبل، نعم الرجل معاذبن عمرو بن الجموح))

ابوبکر (صدیق) اچھے آدمی ہیں، عمر اچھے آدمی ہیں، ابوعبیدہ بن الجراح اچھے آدمی

ہیں، اُسید بن حضیر اچھے آدمی ہیں، ثابت بن قیس بن شماس اچھے آدمی ہیں، معاذ بن جبل اچھے آدمی ہیں (اور) معاذ بن عمرو بن الجموح اچھے آدمی ہیں۔

(مسند احمد ج ۲ ص ۴۱۹ ح ۹۴۳۱ وسندہ صحیح، سنن الترمذی: ۳۷۹۵ وقال: ''ھٰذا حدیث حسن'')

سیدنا ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ اس لشکر کے امیر تھے جنھیں نبی ﷺ نے جہاد کے لئے بھیجا تھا۔ اس لشکر کو سمندر کے پاس ایک بڑی مچھلی مُردہ حالت میں ملی تھی جس کا گوشت صحابۂ کرام کئی دنوں تک کھاتے رہے بلکہ رسولِ کریم ﷺ نے بھی اس گوشت میں سے کھایا تھا۔ دیکھئے صحیح بخاری (۴۳۶۰، ۴۳۶۱) وصحیح مسلم (۱۹۳۵)

ایک دفعہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں یہ چاہتا ہوں کہ ابوعبیدہ بن الجراح جیسے لوگوں سے یہ گھر بھرا ہوا ہوتا۔ (حلیۃ الاولیاء ج ۱ ص ۱۰۲ وسندہ حسن)

آپ اٹھارہ ہجری (۱۸ھ) کو طاعون عمواس میں بیمار ہوئے اور انتہائی صبر واستقلال کا مظاہرہ کیا۔ دیکھئے کتاب الزہد لابن المبارک (ح ۸۸۲ وسندہ حسن، الحارث بن عمیرہ الزبیدی الحارثی صدوق) اسی بیماری میں آپ ۱۸ھ کو اٹھاون (۵۸) سال کی عمر میں فوت ہوئے۔ رضی اللہ عنہ

ابن سعد کہتے ہیں: ''رسول اللہ ﷺ کے دارالارقم میں تشریف لے جانے سے پہلے ابوعبیدہ مسلمان ہوئے اور حبشہ کی طرف ہجرت کے دوسرے سفر میں ہجرت فرمائی پھر (مدینہ) واپس آئے تو بدر، اُحد، خندق اور تمام غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شریک رہے''

(طبقات ابن سعد ۷/۳۸۴)

عشرہ مبشرہ میں سے آخری جلیل القدر صحابی کا تذکرہ ختم ہوا۔ جس طرح اللہ کے رسول محمد ﷺ تمام کائنات میں بے مثل و بے نظیر ہیں۔ زمینوں اور آسمانوں میں آپ جیسا دوسرا کوئی نہیں اسی طرح آپ کے بعد صحابۂ کرام بھی بے مثل و بے نظیر تھے۔ صرف رُویت کے لحاظ سے بھی ایک عام صحابی کے درجے کو صحابہ کے بعد اُمت میں سے کوئی شخص نہیں پہنچ سکتا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمارے دلوں کو سیدنا ابوعبیدہ بن الجراح اور تمام صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی محبت سے بھر دے۔ آمین [الحدیث: ۲۵]

اُم المومنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے محبت

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جبریلِ امین علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا:

" فإذا هي أتتك فاقرأ عليها السلام من ربها و منّي و بشّرها ببيت في الجنة من قصب، لا صخب فيه و لا نصب"

(اے اللہ کے رسول!) جب وہ (خدیجہ رضی اللہ عنہا) آپ کے پاس آئیں تو انھیں میری اور اللہ کی طرف سے سلام کہیں اور جنت میں موتیوں والے ایک محل کی خوش خبری دے دیں جس میں نہ شور ہوگا اور نہ کوئی تکلیف۔ (صحیح بخاری: ۳۸۲۰ و صحیح مسلم: ۲۴۳۲)

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((خير نسائها مريم وخير نسائها خديجة))

عورتوں میں سب سے بہتر مریم (علیہا السلام) اور خدیجہ (رضی اللہ عنہا) ہیں۔

(صحیح بخاری: ۳۸۱۵ و صحیح مسلم: ۲۴۳۰/۶۹)

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ایک حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے بہت زیادہ محبت کرتے تھے۔

(دیکھئے صحیح بخاری: ۳۸۱۶، ۳۸۱۸ و صحیح مسلم: ۲۴۳۴، ۲۴۳۵)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أفضل نساء أهل الجنة: خديجة بنت خويلد وفاطمة بنت محمد و آسية بنت مزاحم امرأة فرعون ومريم ابنة عمران))

جنتی عورتوں میں سب سے افضل خدیجہ بنت خویلد، فاطمہ بنت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)، فرعون کی بیوی آسیہ بنت مزاحم اور مریم بنت عمران ہیں۔

(مسند احمد ۱/ ۲۹۳ ح ۲۶۶۸ وسندہ صحیح وصححہ ابن حبان، الاحسان: ۱/ ۶۹۷۱ ۷۰۱۰ والحاکم ۲/ ۵۹۴، ۳/ ۱۶۰، ۱۸۵ ووافقہ الذہبی)

پہلی وحی کے بعد جب رسول اللہ ﷺ گھر تشریف لائے تو سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ کی تصدیق کرتے ہوئے فرمایا: ''واللہ! ما یحزنك اللہ أبداً''

اللہ کی قسم! اللہ آپ کو کبھی غمگین نہیں کرے گا۔ (صحیح بخاری: ۳ واللفظ لہ وصحیح مسلم: ۱۶۰)

معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ پر سب سے پہلے ایمان لانے کا شرف سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو حاصل ہے۔

نبی کریم ﷺ کی چاروں بیٹیاں، فاطمہ، رقیہ، زینب اور ام کلثوم رضی اللہ عنہن خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے پیدا ہوئی تھیں۔ آپ ﷺ نے خدیجہ رضی اللہ عنہا کی موجودگی میں دوسری شادی نہیں کی۔

نبی ﷺ کی ازواجِ مطہرات میں سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا بہت بڑا مقام ہے۔

حافظ ابن حجر العسقلانی آپ کے بارے میں کہتے ہیں:

''زوج النبي ﷺ وأول من صدّقت ببعثته مطلقاً''

نبی ﷺ کی زوجہ جنھوں نے مطلقاً آپ کی نبوت کی تصدیق سب سے پہلے کی۔ رضی اللہ عنہا (الاصابہ ص ۱۶۷۱)

صغار تابعین میں سے امام زہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''أول امرأة تزوّجها رسول اللہ ﷺ خديجة بنت خويلد بن أسد بن عبدالعزیٰ بن قُصي، تزوجها في الجاهلية وأنكحه إياها أبوها خويلد بن أسد فولدت لرسول اللہ ﷺ القاسم، به كان يكنى والطاهر وزينب ورقية وأم كلثوم و فاطمة رضي الله عنهم''

پہلی عورت جس سے رسول اللہ ﷺ نے شادی کی خدیجہ بنت خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی ہیں۔ آپ نے یہ نکاح بعثتِ نبوت سے پہلے کیا تھا۔ یہ نکاح خدیجہ (رضی اللہ عنہا) کے والد خویلد بن اسد نے کرایا تھا۔ خدیجہ (رضی اللہ عنہا) سے آپ (ﷺ) کے دو

بیٹے: قاسم، طاہر اور چار بیٹیاں: زینب، رقیہ، ام کلثوم اور فاطمہ پیدا ہوئیں۔ رضی اللہ عنہم
قاسم کی وجہ سے آپ کی کنیت ابوالقاسم تھی۔

(کتاب المعرفۃ والتاریخ ۲۶۷/۳ وسندہ حسن، دلائل النبوۃ للبیہقی ۶۹/۲)

[الحدیث: ۳۰]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے محبت

اُم المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے فضائل بے شمار ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک دفعہ) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: ((أريتكِ في المنام مرتين، أرى أنكِ في سرقة من حرير ويقول: هذه امرأتكَ، فأكشف فإذا هي أنتِ فأقول: إن يك هذا من عندالله يمضه .)) تم مجھے خواب میں دو دفعہ دکھائی گئی ہو، میں نے دیکھا کہ تم ایک سفید ریشمی کپڑے میں لپٹی ہوئی تھیں اور (فرشتہ) کہہ رہا تھا: یہ آپ کی بیوی ہیں۔ میں وہ کپڑا ہٹاتا ہوں تو دیکھتا ہوں کہ تم ہو۔ میں کہتا تھا: اگر یہ اللہ کی طرف سے ہے تو وہ اُسے ضرور پورا کرے گا۔ (صحیح البخاری: ۳۸۹۵ و صحیح مسلم: ۲۴۳۸[۶۲۸۳])

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جبریل علیہ السلام مجھے (میری تصویر کو) ریشم کے لباس میں لائے تو فرمایا: ''هذه زوجتكَ في الدنيا والآخرة'' یہ دنیا اور آخرت میں آپ کی زوجہ ہیں۔ (صحیح ابن حبان، الاحسان: ۷۰۵۲[۷۰۹۴] وسندہ حسن)

ایک روایت میں ہے کہ'' جاء الملك بصورتي إلى رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم فتزوجني رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم وأنا ابنة سبع سنين وأهديت إليه وأنا ابنة تسع سنين'' (سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس فرشتہ میری تصویر لے کر آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے شادی کی اور (اس وقت) میری عمر سات سال تھی اور نو سال کی عمر میں میری رخصتی ہوئی۔ (المستدرک للحاکم ۱۰/۴ ح ۶۷۳۰ وسندہ حسن وصححہ الحاکم ووافقہ الذہبی)

سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زوجۂ مبارکہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مخاطب ہو کر فرمایا: ((فأنتِ زوجتي في الدنيا والآخرة)) پس تو دنیا اور آخرت میں میری بیوی ہے۔

(صحیح ابن حبان: ۷۰۵۳[۷۰۹۵] وسندہ صحیح، وصححہ الحاکم ۱۰/۴ ح ۶۷۲۹ ووافقہ الذہبی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر مبارک پر آنے والی آپ کی سب ازواج یقیناً جنت میں بھی

آپ کی ازواج ہوں گی لیکن آپ نے خاص طور پر اپنی بیوی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا:

((أما إنك منهن .)) تم تو انھی میں سے ہو۔

(صحیح ابن حبان: ۷۰۵۴ [۷۰۹۶] وسندہ صحیح، وصححہ الحاکم ۴/ ۱۳ ح ۶۷۴۳ ووافقہ الذہبی)

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے خاص ساتھی سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیتے ہوئے (علانیہ) فرمایا: " إني لأعلم أنها زوجته في الدنيا والآخرة ..." بے شک میں جانتا ہوں کہ وہ (عائشہ رضی اللہ عنہا) آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی دنیا اور آخرت میں بیوی ہیں۔ (صحیح بخاری: ۳۷۷۲)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((فضل عائشة على النساء كفضل الثريد على سائر الطعام .))

عائشہ کی فضیلت عورتوں پر اس طرح ہے جس طرح تمام کھانوں سے ثرید افضل ہے۔

(صحیح بخاری: ۳۷۷۰، صحیح مسلم: ۲۴۴۶ [۶۲۹۹])

ثرید اس لذیذ کھانے کو کہتے ہیں جسے روٹی کو چوری کر کے گوشت کے شوربے میں بھگو کر بنایا جاتا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پیاری بیٹی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: ((أي بنية ! ألست تحبين ما أحب ؟)) اے میری بیٹی! کیا تم اس سے محبت نہیں کرتی جس سے میں محبت کرتا ہوں؟ انھوں نے فرمایا: جی ہاں، آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: ((فأحبي هذه .))

پس تم اس (عائشہ رضی اللہ عنہا) سے محبت کرو۔ (صحیح مسلم: ۲۴۴۲/ ۸۳ [۶۲۹۰])

سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: آپ لوگوں میں سے کس سے زیادہ محبت کرتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((عائشة)) میں سب سے زیادہ عائشہ سے محبت کرتا ہوں۔ (صحیح بخاری: ۳۶۶۲، صحیح مسلم: ۲۳۸۴ [۶۱۷۷])

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک دفعہ) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: ((يا عائش ! هذا جبريل يقرئكِ السلام .)) اے عائش (عائشہ)! یہ جبریل تجھے سلام کہتے ہیں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: " وعليه السلام ورحمة الله " اور ان پر (بھی) اللہ کی رحمت اور سلام ہو۔

(صحیح بخاری:۶۲۰۱ وصحیح مسلم:۹۱/۲۴۴۷[۶۳۰۴])

ایک روایت میں ''وعليه السلام ورحمة الله وبركاته ''کے الفاظ ہیں۔

(صحیح بخاری:۳۷۶۸)

رسول اللہ ﷺ نے ایک دفعہ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا:((لاتـؤذيـنـي فـي عائشة، فإنه والله ما نزل عليّ الوحي وأنا في لحاف امرأةٍ منكن غيرها .))
مجھے عائشہ کے بارے میں تکلیف نہ دو، بے شک اللہ کی قسم! مجھ پر تم میں سے صرف عائشہ کے بستر پر ہی وحی نازل ہوتی ہے۔ (صحیح بخاری:۳۷۷۵)

سیدنا ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم، رسول اللہ ﷺ کے صحابہ پر جب بھی کسی حدیث میں اشکال ہوا تو ہم نے عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے پوچھا اوران کے پاس اس کے بارے میں علم پایا۔

(سنن الترمذی:۳۸۸۳ وقال:'' هذا حديث حسن صحيح غريب ''وسندہ حسن)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے مرض الموت میں انھیں مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: آپ (امت میں) پہلی خاتون ہیں جن کا بے گناہ ہونا آسمان سے نازل ہوا۔ (فضائل الصحابۃ للامام احمد ۸۷۲/۲ ح ۱۶۳۶ وسندہ صحیح)

اس کے علاوہ انھوں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی اور بہت سی خوبیاں بیان کیں تو سیدہ نے فرمایا:"دعني منك يا ابن عباس !والذي نفسي بيده !لوددت أني كنت نسيًا منسيًا " اے ابن عباس! مجھے چھوڑ دو، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میں چاہتی ہوں کہ میں بھولی ہوئی گمنام ہوتی۔

(مسند احمد ۲۷۶/۱ ح ۲۴۹۶ وسندہ حسن، طبقات ابن سعد ۷۵/۸ وسندہ صحیح) نیز دیکھئے صحیح بخاری (۳۷۷۱)

نبی کریم سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کا آخری زمانہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں گزرا۔

(دیکھئے صحیح بخاری:۳۷۷۴)

بلکہ آپ کی وفات سیدہ عائشہ کی گود میں ہوئی۔ (دیکھئے صحیح بخاری:۴۴۴۹ وصحیح مسلم:۲۴۴۳)

عیسیٰ بن دینار (ثقہ راوی) نے ابوجعفر محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب رحمہ اللہ

سے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے فرمایا: " استغفر الله لها " میں ان کے لئے اللہ سے استغفار (مغفرت کی دعا) کرتا ہوں۔ (طبقات ابن سعد ۸/۴۷ وسندہ صحیح)

مشہور ثقہ فقیہ عابد تابعی ابو عائشہ مسروق بن الاجدع الکوفی رحمہ اللہ نے فرمایا:

" حدثتني الصديقة بنت الصديق، حبيبة حبيب الله ، المبرّأة "

مجھے صدیق کی بیٹی (عائشہ) صدیقہ نے حدیث بیان کی (جو) اللہ کے حبیب کی حبیبہ ہیں (اور) پاک دامن ہیں۔ (مسند احمد ۶/۲۴۱ ح ۲۶۰۴۴ وسندہ صحیح)

اُم ذرہ (ثقہ راویہ) سے روایت ہے کہ (سیدنا) ابن زبیر (رضی اللہ عنہ) نے سیدہ عائشہ (رضی اللہ عنہا) کے پاس دو بوریوں میں ایک لاکھ کی مالیت کا مال بھیجا تو انھوں نے ایک ٹرے منگوا کر اسے لوگوں میں تقسیم کرنا شروع کر دیا۔ اس دن آپ روزے سے تھیں۔ جب شام ہوئی تو آپ نے فرمایا: میری افطاری لے آؤ۔ اُم ذرہ نے کہا: اے ام المومنین! کیا آپ یہ نہیں کر سکتی تھیں کہ جو مال تقسیم کر دیا ہے، اس میں سے پانچ درہم بچا کر ان سے گوشت خرید لیتیں اور اس سے روزہ افطار کرتیں؟ سیدہ عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے جواب دیا: مجھے ملامت نہ کرو، اگر تم مجھے یاد دلا دیتیں تو میں یہ کر دیتی۔ (طبقات ابن سعد ۸/۶۷ وسندہ صحیح)

ایک دفعہ حفصہ بنت عبدالرحمٰن رحمہا اللہ باریک دوپٹہ اوڑھے ہوئے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئیں تو انھوں نے اس دوپٹے کو پھاڑ دیا اور حفصہ کو موٹا گاڑھا دوپٹہ اوڑھا دیا۔

(الموطأ، روایۃ یحییٰ ۲/۹۱۳ ح ۱۷۵۸، وسندہ صحیح)

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بھانجے عروہ بن الزبیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ کی طرف ہجرت سے تین سال پہلے (سیدہ) خدیجہ (رضی اللہ عنہا) فوت ہو گئی تھیں۔ آپ نے تقریباً دو سال بعد عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے نکاح کیا اور ان کی عمر چھ (۶) سال تھی پھر (۹) سال کی عمر میں وہ آپ کے گھر تشریف لائیں۔

(صحیح بخاری: ۳۸۹۶، صحیح مسلم: ۱۴۲۲)

اس صحیح حدیث سے معلوم ہوا کہ نابالغ بچی کا نکاح ہو سکتا ہے لیکن رخصتی بلوغ کے بعد

ہوگی۔ چھ یا سات سال کی عمر میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے نکاح اور نو سال کی عمر میں رخصتی والی حدیث متواتر ہے۔ اسے (۱) عروہ بن الزبیر (۲) اسود بن یزید [صحیح مسلم: ۱۴۲۲/۲،۷۲ وترقیم دارالسلام: ۳۴۸۲] (۳) یحییٰ بن عبدالرحمٰن بن حاطب [مسند ابی یعلیٰ: ۴۶۷۳ وسندہ حسن] (۴) ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف [سنن النسائی ۱۳۱/۶ ح ۳۳۸۱ وسندہ حسن] اور (۵) عبداللہ بن صفوان [المستدرک للحاکم ۱۰/۴ ح ۶۷۳۰ وسندہ صحیح وصححہ الحاکم ووافقہ الذہبی] نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا ہے۔

عروہ سے ہشام بن عروہ اور زہری (صحیح مسلم: ۱۴۲۲) نے یہ حدیث بیان کی ہے۔ ہشام بن عروہ نے سماع کی تصریح کر دی ہے اور وہ تدلیس کے الزام سے بری ہیں۔

(دیکھئے الفتح المبین فی تحقیق طبقات المدلسین ۳۰/۱ ص ۳۱)

ہشام بن عروہ سے یہ حدیث عبدالرحمٰن بن ابی الزناد المدنی رحمہ اللہ (مسند احمد ۱۱۸/۶ ح ۲۴۸۶۷ وسندہ حسن، المعجم الکبیر للطبرانی ۲۱/۲۳ ح ۴۶ وسندہ حسن) نے بیان کر رکھی ہے۔

تابعین کرام میں سے درج ذیل تابعین سے اس مفہوم کے اقوال ثابت ہیں:

۱: ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف (مسند احمد ۲۱۱/۶ ح ۲۵۷۶۹ وسندہ حسن)

۲: یحییٰ بن عبدالرحمٰن بن حاطب (ایضاً وسندہ حسن)

۳: ابن ابی ملیکہ (المعجم الکبیر ۲۶/۲۳ ح ۶۲ وسندہ حسن)

۴: عروہ بن زبیر (صحیح بخاری: ۳۸۹۶، طبقات ابن سعد ۶۰/۸ وسندہ صحیح)

۵: زہری (طبقات ابن سعد ۶۱/۸ وھو حسن)

لہٰذا اس کا انکار کرنا باطل و مردود ہے۔ اس مسئلے پر اجماع ہے۔ (دیکھئے البدایہ والنہایہ ۱۲۹/۳)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے دو ہزار دو سو دس (۲۲۱۰) احادیث مروی ہیں۔ (سیر اعلام النبلاء ۱۳۹/۲)

قولِ صحیح کے مطابق آپ کی وفات ستاون ہجری (۵۷ھ) میں ہوئی۔ (دیکھئے تقریب التہذیب: ۸۶۳۳)

اور آپ کی نمازِ جنازہ سیدنا امیر المومنین فی الحدیث الامام الفقیہ المجتہد المطلق ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے پڑھائی تھی۔ (دیکھئے التاریخ الصغیر للبخاری ۱۲۸/۱، ۱۲۹ وسندہ صحیح، ماہنامہ الحدیث: ۳۲ ص ۱۱)

رضي اللّٰہ عنها وعن سائر المؤمنين والمؤمنات ۔ آمین [الحدیث: ۳۴]

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے محبت

"سيدة نساء العالمين في زمانها، البضعة النبوية والجهة المصطفوية ... بنت سيدالخلق رسول الله ﷺ... وأم الحسنين"

اپنے زمانے میں دنیا کی ساری عورتوں کی سردار، نبی ﷺ کا جگر گوشہ اور نسبتِ مصطفائی...سید الخلق رسول اللہ ﷺ کی بیٹی...اور حسنین کی والدہ"

(سیر اعلام النبلاء ۲/۱۱۸، ۱۱۹)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے جب ابو جہل کی بیٹی سے شادی کا پیغام بھیجا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((فاطمة بضعة مني، فمن أغضبها أغضبني))

فاطمہ میرا جگر گوشہ ہے، جس نے اُسے ناراض کیا اُس نے مجھے ناراض کیا۔

(صحیح بخاری: ۳۷۱۴ واللفظ لہ، صحیح مسلم: ۲۴۴۹)

ایک روایت میں ہے ((يؤذيني ما آذاها)) وہ چیز مجھے تکلیف دیتی ہے جس سے اُسے تکلیف پہنچتی ہے۔ (صحیح بخاری: ۵۲۳۰ وصحیح مسلم: ۲۴۴۹، دارالسلام: ۶۳۰۷)

ایک دفعہ نبی کریم ﷺ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا:

((أما ترضين أن تكوني سيدة نساء أهل الجنة أو نساء المؤمنين؟))

کیا تم اہلِ جنت یا مومنوں کی عورتوں کی سردار ہونے پر راضی نہیں؟ تو وہ (خوشی سے) ہنس پڑیں۔ (صحیح بخاری: ۳۶۲۴، صحیح مسلم: ۲۴۵۰)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ فاطمہ (رضی اللہ عنہا) اس طرح چلتی ہوئی آئیں گویا کہ نبی ﷺ چل رہے ہیں تو نبی ﷺ نے فرمایا: ((مرحبًا يا ابنتي)) خوش آمدید اے میری بچی! پھر آپ نے انھیں اپنی دائیں یا بائیں طرف بٹھالیا۔ (صحیح بخاری: ۳۶۲۳ وصحیح مسلم: ۲۴۵۰)

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کی عادات و اطوار، آپ کے اُٹھنے بیٹھنے کی پروقار کیفیت اور سیرت میں فاطمہ (رضی اللہ عنہا) سے زیادہ کوئی نہیں دیکھا، جب وہ نبی ﷺ کے پاس تشریف لاتیں تو آپ اُن کے لئے کھڑے ہو جاتے پھر اُن کا بوسہ لے کر اپنی جگہ بٹھاتے تھے اور جب نبی ﷺ ان کے پاس تشریف لے جاتے تو وہ اپنی جگہ سے اُٹھ کر آپ کا بوسہ لیتیں اور آپ کو اپنی جگہ بٹھاتی تھیں۔

(سنن الترمذی: ۳۸۷۲ وسندہ حسن، وقال الترمذی: ھٰذا حدیث حسن غریب)

رسول اللہ ﷺ نے اپنی وفات کے وقت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو خوش خبری دی تھی کہ وہ جنتی عورتوں کی سردار ہیں سوائے مریم بنت عمران کے۔ (الترمذی: ۳۸۷۳ وسندہ حسن)

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی ﷺ کے پاس آیا اور آپ کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھی، پھر آپ عشاء تک (نفل) نماز پڑھتے رہے، پھر جب فارغ ہو کر چلے تو میں (بھی) آپ کے پیچھے چلا، آپ نے میری آواز سن کر فرمایا: یہ کون ہے؟ حذیفہ ہے؟ میں نے کہا: جی ہاں، آپ نے فرمایا: ((ما حاجتك غفر اللّٰه لك و لأمك)) تجھے کیا ضرورت ہے؟ اللہ تجھے اور تیری ماں کو بخش دے۔ (پھر) آپ نے فرمایا:

((إن هٰذا ملك لم ينزل الأرض قط قبل هٰذه الليلة استأذن ربه أن يسلّم عليّ و يبشرني بأن فاطمة سيدة نساء أهل الجنة وأن الحسن والحسين سيداشباب أهل الجنة))

یہ فرشتہ اس رات سے پہلے زمین پر کبھی نہیں اُترا۔ اس نے اپنے رب سے مجھے سلام کہنے کی اجازت مانگی اور یہ (فرشتہ) مجھے خوش خبری دیتا ہے کہ فاطمہ جنتی عورتوں کی سردار ہیں اور حسن و حسین جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں۔

(سنن الترمذی: ۳۷۸۱ وسندہ حسن، وقال الترمذی: حسن غریب، وصحیح ابن خزیمہ: ۱۱۹۴ وابن حبان: ۲۲۲۹ والذہبی فی تلخیص المستدرک ۳/۳۸۱)

تنبیہ: اس فرشتے کا نام معلوم نہیں ہے۔ ماہنامہ الحدیث: (۲۶ ص ۶۳) میں بریکٹوں

کے درمیان ''(جبریل علیہ السلام)'' چھپ گیا ہے جو کہ غلط ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی، سیدہ فاطمہ، سیدنا حسن اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہم کو بلایا اور (اپنی چادر کے نیچے داخل کر کے) فرمایا: اے اللہ یہ میرے اہل (اہل بیت) ہیں۔

(صحیح مسلم: ۳۲/۲۴۰۴ و ماہنامہ الحدیث: ۲۶ ص ۶۲)

سیدنا ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((والذي نفسي بيده ! لا يبغضنا أهل البيت رجل إلا أدخله الله النار))

اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! ہم اہلِ بیت سے جو آدمی بھی بغض رکھے گا تو اللہ تعالیٰ ضرور اسے (جہنم کی) آگ میں داخل کرے گا۔

(صحیح ابن حبان، الاحسان: ۶۹۳۹ دوسرا نسخہ: ۶۹۷۸، الموارد: ۲۲۴۶ وسندہ حسن، وصححہ الحاکم علیٰ شرط مسلم ۳/۱۵۰ ح ۴۷۱۷، وانظر سیر اعلام النبلاء ۲/۱۲۳)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جنتی عورتوں میں سب سے افضل خدیجہ بنت خویلد، فاطمہ بنت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)، فرعون کی بیوی آسیہ بنت مزاحم اور مریم بنت عمران ہیں۔

(مسند احمد ۱/۲۹۳ وسندہ صحیح، ماہنامہ الحدیث: ۳۰ ص ۶۳)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض الموت میں سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بلا کر راز کی ایک بات بتائی تو وہ رونے لگیں پھر دوسری بات بتائی تو وہ ہنسنے لگیں۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ نے مجھے بتایا: ''میں اس بیماری میں فوت ہو جاؤں گا'' تو میں رونے لگی پھر آپ نے مجھے بتایا کہ اہلِ بیت میں سب سے پہلے (وفات پا کر) میں آپ سے جا ملوں گی تو میں ہنسنے لگی۔

(صحیح بخاری: ۳۷۱۵، ۳۷۱۶ و صحیح مسلم: ۲۴۵۰)

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے چھ ماہ بعد تقریباً بیس سال کی عمر (۱۱ ہجری) میں فوت ہوئیں۔ (دیکھئے تقریب التہذیب: ۸۶۵۰)

تنبیہ (۱): جس روایت میں آیا ہے کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے وفات سے پہلے غسلِ وفات کیا تھا، ضعیف و منکر روایت ہے۔ دیکھئے ماہنامہ الحدیث: ۲۸ ص ۱۴، ۱۵

تنبیہ (۲): بعض گمراہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ ''سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات کا سبب یہ ہے کہ (سیدنا) عمر (رضی اللہ عنہ) نے انھیں دھکا دیا تھا۔'' یہ بالکل بے اصل، من گھڑت اور موضوع قصہ ہے۔

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے دل آلِ بیت، تمام صحابۂ کرام، خلفائے راشدین، سیدنا حسن، سیدنا حسین رضی اللہ عنہم اجمعین اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی محبت سے بھر دے۔ آمین

[الحدیث:۳۱]

سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے محبت

ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر خطبہ دے رہے تھے۔ آپ کے قریب ہی سیدنا حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما موجود تھے۔ آپ ایک دفعہ انھیں دیکھتے اور دوسری دفعہ لوگوں کو فرماتے:

((إنّ ابني هٰذا سيد، ولعل الله أن يصلح به بين فئتين عظيمتين من المسلمين))

میرا یہ بیٹا (نواسا) سید (سردار) ہے اور ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے سے مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں کے درمیان صلح کروائے۔ (صحیح البخاری:۲۷۰۴)

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے دیکھا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (سیدنا) حسن بن علی (رضی اللہ عنہما) کو اپنے کندھے پر اُٹھایا ہوا تھا اور آپ فرما رہے تھے: ((اللهم إني أحبه فأحبه)) اے اللہ! میں اس سے محبت کرتا ہوں، تو بھی اس سے محبت کر۔

(صحیح البخاری:۳۷۴۹ و صحیح مسلم:۲۴۲۲/۵۸)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں دن کے کسی حصے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ باہر نکلا۔ آپ (سیدہ) فاطمہ (رضی اللہ عنہا) کے خیمے کے پاس آئے اور فرمایا: چھوٹا بچہ کہاں ہے؟ کیا یہاں چھوٹا بچہ ہے؟ آپ حسن (رضی اللہ عنہ) کے بارے میں پوچھ رہے تھے۔ تھوڑی دیر میں وہ (حسن رضی اللہ عنہ) دوڑتے ہوئے آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں گلے لگالیا (معانقہ کیا) اور فرمایا: ((اللهم إني أحبه فأحبه و أحب من يحبه)) اے اللہ! میں اس سے محبت کرتا ہوں، تو بھی اس سے محبت کر اور جو اس سے محبت کرے اُس سے محبت کر۔

(صحیح بخاری:۲۱۲۲ و صحیح مسلم:۲۴۲۱/۵۷)

مشہور جلیل القدر صحابی سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حسن بن علی (رضی اللہ عنہما) سے

زیادہ کوئی بھی رسول اللہ ﷺ کے مشابہ نہیں تھا۔ (صحیح بخاری: ۳۷۵۲)

نبی کریم ﷺ اسامہ بن زید اور حسن (رضی اللہ عنہما) کو پکڑتے (اور اپنی رانوں پر بٹھاتے) آپ فرماتے: اے اللہ! ان دونوں سے محبت کر، کیونکہ میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں۔

(صحیح البخاری: ۳۷۳۵)

سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ سے محبت کرتے تھے۔ عقبہ بن الحارث رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے دیکھا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے (پیار سے) حسن (رضی اللہ عنہ) کو اُٹھا رکھا تھا اور آپ فرما رہے تھے: یہ نبی ﷺ کے مشابہ ہے۔ (صحیح البخاری: ۳۷۵۰)

سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: محمد ﷺ کے اہلِ بیت (سے محبت) میں آپ کی محبت تلاش کرو۔ (صحیح بخاری: ۳۷۵۱)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حسن اور حسین اہلِ جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں۔

(سنن الترمذی: ۳۷۸۱ وسندہ حسن، مسند احمد ۳/۳ ح ۱۰۹۹۹ وسندہ صحیح)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے ان دونوں (حسن وحسین رضی اللہ عنہما) سے محبت کی تو یقیناً اُس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے ان دونوں سے بغض کیا تو یقیناً اس نے مجھ سے بغض کیا۔

(مسند احمد ۲/۴۴۰ ح ۹۶۷۳ وسندہ حسن لذاتہ، وصححہ الحاکم ۳/۱۶۶ ح ۴۷۷۷ ووافقہ الذہبی)

سیدنا مقدام بن معدی کرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حسن (رضی اللہ عنہ) کو گود میں بٹھایا اور فرمایا: ((هذا مني)) یہ مجھ سے ہے۔

(سنن ابی داود: ۴۱۳۱ وسندہ حسن، رواية بقية بن الوليد عن بحير بن سعد محمولة على السماع ولو عنعن لأنه كان يروي من كتابه، انظر الفتح المبين في تحقيق طبقات المدلسين ۴/۱۱۷ ص ۶۹ والتعليقة على العلل لابن عبدالهادی ص ۱۲۴ ح ۱۲۳/۳۵)

سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کے فضائل ومناقب بہت زیادہ ہیں جن میں سے بعض کا ذکر "سیدنا حسین رضی اللہ عنہ سے محبت" میں گزر چکا ہے۔ والحمدللہ

حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"فو الله ! و الله ! بعد أن ولي لم يهرق في خلافته ملء محجمة من دم "

پس اللہ کی قسم، اللہ کی قسم، جب حسن (رضی اللہ عنہ) برسرِ اقتدار آئے تو آپ کے عہدِ خلافت میں سینگی لگوانے جتنا یعنی بہت تھوڑا سا خون بھی نہیں بہایا گیا۔

(مسند احمد ۵/۴۴ ح ۲۰۴۴۷ وسندہ حسن)

آپ اُمتِ مسلمہ میں اختلافات کو سخت ناپسند کرتے تھے۔ آپ نے سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کر کے خلافت اُن کے حوالے کر دی تھی۔

سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے مدائن میں خطبہ دیتے ہوئے فرمایا:

" ألا إن أمر الله واقع إذ لا له دافع وإن كره الناس ، إني ما أحببت أن ألي من أمة محمد مثقال حبة من خردل يهراق فيه محجمة من دم ، قد علمت ما ينفعني مما يضرّني فألحقوا بطيّتكم "

سن لو کہ اللہ کا فیصلہ واقع ہونے والا ہے، اُسے کوئی بھی ہٹا نہیں سکتا اگرچہ لوگ اسے ناپسند کریں۔ مجھے اُمتِ محمدیہ پر رائی کے دانے کے برابر ایسی حکومت پسند نہیں ہے جس میں تھوڑا سا بھی خون بہایا جائے۔ مجھے اپنا نفع ونقصان معلوم ہے، تم اپنے راستوں پر گامزن ہو جاؤ یعنی اپنی اپنی فکر کرو۔

(تاریخ دمشق لابن عساکر ۱۴/۸۹ وسندہ صحیح)

سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ مشہور ہے کہ انھوں نے بہت سی عورتوں سے شادی کی اور وہ کثرت سے طلاق دیا کرتے تھے، مگر اس مفہوم کی روایات میں تحقیقی لحاظ سے نظر ہے۔

سیدنا حسن رضی اللہ عنہ پچاس ہجری (۵۰ھ) کے قریب فوت ہوئے۔

حافظ ذہبی لکھتے ہیں:

" الإمام السيد، ريحانة رسول الله ﷺ وسبطه وسيد شباب

أهل الجنة أبومحمد القرشي الهاشمي المدني الشهيد ''

امام سید، رسول اللہ ﷺ کے پھول اورنواسے، جنتی نوجوانوں کے سردار، ابومحمد القرشی الہاشمی المدنی الشہید۔ (سیر اعلام النبلاء ۳/۲۴۵، ۲۴۶)

حافظ ابن حجر العسقلانی لکھتے ہیں:

'' سبط رسول الله ﷺ وريحانته وقدصحبه وحفظ عنه، مات شهيداً بالسم سنة تسع وأربعين وهو ابن سبع وأربعين ، وقيل :بل مات سنة خمسين وقيل بعدها ''

رسول اللہ ﷺ کے نواسے اور پھول ہیں۔ وہ آپ کے صحابی ہیں اور آپ کی حدیثیں یاد کی ہیں۔ وہ ۴۹ھ میں ۴۷ سال کی عمر میں زہر کے ساتھ شہید کئے گئے۔ کہا جاتا ہے: بلکہ آپ پچاس ہجری یا اس کے بعد فوت ہوئے۔

(تقریب التہذیب: ۱۲۶۰)

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

'' حدثنا وكيع: حدثنا يونس بن أبي إسحاق عن بريد بن أبي مريم السّلولي عن أبى الحوراء عن الحسن بن علي قال: علّمني رسول الله ﷺ كلماتٍ أقولهن في قنوت الوتر:

سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے قنوتِ وتر میں پڑھنے کے لئے یہ کلمات سکھائے:

((اَللّٰهُمَّ اهْدِنِي فِيْمَنْ هَدَيْتَ، وَعَافِنِي فِيْمَنْ عَافَيْتَ، وَتَوَلَّنِي فِيْمَنْ تَوَلَّيْتَ ،وَبَارِكْ لِي فِيْمَا اَعْطَيْتَ، وَقِنِي شَرَّمَاقَضَيْتَ، فَإِنَّكَ تَقْضِي وَلَا يُقْضٰى عَلَيْكَ، اِنَّهُ لَا يَذِلُّ مَنْ وَّالَيْتَ ، تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ))

اے اللہ مجھے ہدایت دے ان لوگوں میں (شامل کردے) جنھیں تو نے ہدایت دی ہے، اور عافیت میں رکھ ان لوگوں میں جنھیں تو نے عافیت میں رکھا ہے، اور مجھ سے

دوستی کر ان میں جنھیں تو نے دوست بنایا ہے، اور جو مجھے دیا ہے اس میں برکت ڈال، اور تو نے (تقدیر کا) جو فیصلہ کیا ہے مجھے اس کے شر سے بچا، بے شک تو فیصلہ کرتا ہے اور تیرے خلاف کوئی فیصلہ نہیں ہوسکتا، جسے تو دوست رکھے اسے کوئی ذلیل نہیں کرسکتا، اے ہمارے رب تو برکتوں والا اور بلند ہے۔

(مسند احمد ۱/۱۹۹ ح ۱۷۱۸ وسندہ صحیح وصححہ ابن خزیمہ: ۱۰۹۵ وابن الجارود: ۲۷۲)

سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کے بارے میں تفصیلی و تحقیقی مضمون ہی میں روایاتِ مناقب وفضائل کو جمع کیا جاسکتا ہے۔ فی الحال اسی مختصر المختصر پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

اے اللہ! ہمارے دلوں کو سیدنا حسن رضی اللہ عنہ، تمام صحابہ وثقہ تابعین، تبع تابعین اور سلف صالحین کی محبت سے بھر دے۔ آمین

سیدنا حسن بن علی اور تمام صحابہ کرام سے محبت جزوِ ایمان ہے۔ رضی اللہ عنہم اجمعین

[الحدیث: ۲۸]

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ سے محبت

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا حسن بن علی اور سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے بارے میں فرمایا:
((هما ريحا نتاي من الدنيا)) وہ دونوں دنیا میں سے میرے دو پھول ہیں۔
(صحیح البخاری:۳۷۵۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
((حسين مني و أنا من حسين، أحبّ الله من أحبّ حسيناً، حسين سبط من الأسباط))
حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں۔ اللہ اس سے محبت کرے جو حسین سے محبت کرتا ہے، حسین میری نسلوں میں سے ایک نسل ہے۔ (سنن الترمذی: ۳۷۷۵
وقال :هذا حديث حسن، مسند احمد ۴/۱۷۲، ماہنامہ الحدیث: ۲۴ ص ۴۸، یہ روایت حسن لذاتہ ہے)

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ (مباہلے والی) آیت ﴿نَدْعُ اَبْنَآءَ نَا وَاَبْنَآءَ كُمْ﴾ اور (مباہلے کے لئے) ہم اپنے بیٹے بلائیں تم اپنے بیٹے بلاؤ۔ (آل عمران:۶۱) نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی، فاطمہ، حسن اور حسین (رضی اللہ عنہم اجمعین) کو بلایا اور فرمایا: ((اَللّٰهُمَّ هؤ لاء أهلي)) اے اللہ! یہ میرے اہل (گھر والے، اہلِ بیت) ہیں۔ (صحیح مسلم: ۳۲/۲۴۰۴ وترقیم دارالسلام: ۶۲۲۰)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک دن صبح کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور آپ کے جسم مبارک پر اونٹ کے کجاوے جیسی دھاریوں والی ایک اونی چادر تھی تو حسن بن علی (رضی اللہ عنہما) تشریف لائے، آپ نے انھیں چادر میں داخل کر لیا۔ پھر حسین (رضی اللہ عنہ) تشریف لائے، وہ چادر کے اندر داخل ہو گئے۔ پھر فاطمہ (رضی اللہ عنہا) تشریف لائیں تو انھیں

آپ نے چادر کے اندر داخل کر لیا، پھر علی (رضی اللہ عنہ) تشریف لائے تو انھیں (بھی) آپ نے چادر کے اندر داخل کر لیا۔

پھر آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا:

﴿اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا﴾

اے اہلِ بیت اللہ صرف یہ چاہتا ہے کہ تم سے پلیدی دور کر دے اور تمھیں خوب پاک صاف کر دے۔ [الاحزاب:۳۳] (صحیح مسلم:۶۱/۲۴۲۴ودارالسلام:۶۲۶۱)

سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''نساؤه من أهل بيته ولكن أهل بيته من حرم الصدقة بعده''

آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بیویاں آپ کے اہلِ بیت میں سے ہیں لیکن (اس حدیث میں) اہلِ بیت سے مراد وہ ہیں جن پر آپ کے بعد صدقہ (لینا) حرام ہے یعنی آلِ علی، آلِ عقیل، آلِ جعفر اور آلِ عباس۔ (صحیح مسلم:۲۴۰۸وترقیم دارالسلام:۶۲۲۵)

سیدنا واثلہ بن الاسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دائیں طرف فاطمہ کو اور بائیں طرف علی کو بٹھایا اور اپنے سامنے حسن و حسین (رضی اللہ عنہم) کو بٹھایا (پھر) فرمایا:

﴿اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا﴾

اے اہلِ بیت! اللہ صرف یہ چاہتا ہے کہ تم سے پلیدی دُور کر دے اور تمھیں خوب پاک و صاف کر دے۔ (الاحزاب:۳۳) اے اللہ یہ میرے اہلِ بیت ہیں۔

(صحیح ابن حبان، الاحسان: ۶۹۳۷/۶۹۷۶، الموارد: ۲۲۴۵، ومسند احمد ۱۰۷/۴ وصححہ البیہقی ۱۵۲/۲ والحاکم ۱۴۷/۳ ح ۴۷۰۶ علیٰ شرط الشیخین ووافقہ الذہبی علیٰ شرط مسلم والحدیث سندہ صحیح)

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے علی، فاطمہ، حسن اور حسین رضی اللہ عنہم کے بارے میں فرمایا: ((اللهم هؤلاء أهل بيتي)) اے میرے اللہ! یہ میرے اہلِ بیت

ہیں۔ (المستدرک ۲/۴۱۶ ح ۳۵۵۸ وسندہ حسن وصححہ الحاکم علیٰ شرط البخاری)

مسند احمد (۲۹۲/۶ ح ۲۶۵۰۸ ب) میں صحیح سند سے اس حدیث کا شاہد (تائیدی روایت) موجود ہے۔ سیدنا علی، سیدہ فاطمہ، سیدنا حسن اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہم کے اہلِ بیت میں ہونے کے بیان والی ایک حدیث عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ (ترمذی: ۳۷۸۷ وسندہ حسن) سے بھی مروی ہے۔ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی ایک روایت میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام سلمہ کو فرمایا: ((أنت من أهلي)) تو میرے اہل (بیت) سے ہے۔

(مشکل الآثار للطحاوی رتحفۃ الاخیار ۴۷۱/۸ ح ۶۱۴۷ وسندہ حسن)

مختصر یہ کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ، سیدنا حسن رضی اللہ عنہ اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کا اہلِ بیت میں سے ہونا صحیح قطعی دلائل میں سے ہے، اس کے باوجود بعض بدنصیب حضرات ناصبیت کا جھنڈا اُٹھائے ہوئے یہ کہہ دیتے ہیں کہ ''یہ اہلِ بیت میں سے نہیں ہیں''!!

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((الحسن والحسين سيدا شباب أهل الجنة))

حسن اور حسین جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں۔

(مسند احمد ۳/۳ ح ۱۰۹۹۹ عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ وسندہ صحیح، النسائی فی الکبریٰ: ۸۵۲۵ وفی خصائص علی: ۱۴۰)

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس فرشتے (جبریل علیہ السلام) نے مجھے خوش خبری دی کہ ''**وأن الحسن والحسين سيّدا شباب أهل الجنة**'' اور بے شک حسن و حسین (رضی اللہ عنہما) اہلِ جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں۔

(ترمذی: ۳۷۸۱ واسنادہ حسن، وقال الترمذی: ''حسن غریب'' وصححہ ابن حبان، الموارد: ۲۲۲۹ وابن خزیمہ: ۱۱۹۴ والذہبی فی تلخیص المستدرک ۳۸۱/۳)

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((الحسن والحسين سيدا شباب أهل الجنة وأبوهما خير منهما))

حسن اور حسین اہلِ جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں اور ان کے ابا (سیدنا علی رضی اللہ عنہ)

ان دونوں سے بہتر ہیں۔

(المستدرک للحاکم ۳/۱۶۷ ح ۴۷۷۹ وسندہ حسن، وصححہ الحاکم ووافقہ الذہبی)

((سیدا شباب أهل الجنة)) والی حدیث متواتر ہے۔ (نظم المتناثر من الحدیث المتواتر ص ۲۰۷ ح: ۲۳۵، قطف الازہار المتناثرہ فی الاخبار المتواترہ للسیوطی ص ۲۸۶ ح ۱۰۵، لقط اللآلی المتناثرہ فی الاحادیث المتواترہ للزبیدی ص ۱۴۹ ح ۴۵)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((هذان ابناي وابنا ابنتي، اللهم إنّي أحبهما فأحبهما وأحبّ من يحبّهما))

یہ دونوں (حسن وحسین) میرے بیٹے اور نواسے ہیں، اے میرے اللہ! میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں تُو بھی ان دونوں سے محبت کر اور جو اِن سے محبت کرے تُو اس سے محبت کر۔

(الترمذی: ۳۷۶۹ وسندہ حسن وقال: ''هذا حديث حسن غريب'' فیہ موسیٰ بن یعقوب الزمعی حسن الحدیث وثقہ الجمہور)

عطاء بن یسار (تابعی) رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ انھیں ایک آدمی (صحابی) نے بتایا: انھوں نے دیکھا کہ نبی ﷺ حسن اور حسین (رضی اللہ عنہما) کو سینے سے لگا کر فرما رہے تھے: ((اللهم إني أحبهما فأحبهما)) اے اللہ! میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں تو (بھی) ان دونوں سے محبت کر۔ (مسند احمد ۵/۳۶۹ ح ۲۳۱۳۳ وسندہ صحیح)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((أحبوا الله لما يغذوكم من نعمه، وأحبوني بحب الله، وأحبوا أهل بيتي لحبي))

اللہ تمھیں جو نعمتیں کھلاتا ہے اُن کی وجہ سے اللہ سے محبت کرو، اور اللہ کی محبت کی وجہ سے مجھ سے محبت کرو، اور میری محبت کی وجہ سے میرے اہلِ بیت سے محبت کرو۔

(الترمذی:۳۷۸۹ وسندہ حسن، وقال الترمذی: ''حسن غریب'' وصححہ الحاکم ۳/ ۱۵۰ ح ۴۷۱۶ ووافقہ الذہبی وقال المزی: ''هذا حديث حسن غريب'' / تہذیب الکمال ۱۰/ ۱۹۹، عبداللہ بن سلیمان النوفلی وثقہ الترمذی والحاکم والذہبی فھو حسن الحدیث)

سیدنا الامام ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''ارقبوا محمدًا ﷺ في أهل بيته''

محمد ﷺ کے اہلِ بیت (سے محبت) میں آپ کی محبت تلاش کرو۔ (صحیح بخاری: ۳۷۵۱)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((من أحبهما فقد أحبني ومن أبغضهما فقد أبغضني))

جس شخص نے ان (حسن اور حسین رضی اللہ عنہما) سے محبت کی تو یقیناً اُس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے ان دونوں سے بُغض کیا تو یقیناً اس نے مجھ سے بُغض کیا۔

(مسند احمد ۲/ ۴۴۰ ح ۹۶۷۳ وفضائل الصحابۃ لاحمد: ۱۳۷۶ وسندہ حسن، وصححہ الحاکم ۳/ ۱۶۶ ح ۴۷۷۷ ووافقہ الذہبی/ عبدالرحمٰن بن مسعود الیشکری وثقہ ابن حبان ۵/ ۱۰۶ والحاکم والذہبی وقال الہیثمی فی مجمع الزوائد ۵/ ۲۴۰: ''وهو ثقة'' فحدیثہ لا ینزل عن درجۃ الحسن)

اس روایت کو دوسری جگہ حافظ ذہبی نے قوی قرار دیا ہے۔ (دیکھئے تاریخ الاسلام ۵/ ۹۵ وقال: ''وفي المسند بإسناد قوي'')

ایک دفعہ نبی ﷺ خطبہ دے رہے تھے کہ حسن اور حسین (رضی اللہ عنہما) تشریف لے آئے تو آپ منبر سے اُتر گئے اور انھیں پکڑ کر اپنے سامنے لے آئے، پھر آپ نے خطبہ شروع کر دیا۔

(الترمذی: ۳۷۷۴ وسندہ حسن، ابوداود: ۱۱۰۹، النسائی ۳/ ۱۰۸ ح ۱۴۱۴، وقال الترمذی: ''هذا حديث حسن غريب'' وصححہ الطبری فی تفسیرہ ۲۸/ ۸۱ وابن خزیمہ: ۱۴۵۶، ۱۸۰۱ وابن حبان، موارد الظمآن: ۲۲۳۰ والحاکم ۱/ ۲۸۷، ۴/ ۱۸۹ ووافقہ الذہبی، وقال الذہبی فی تاریخ الاسلام ۵/ ۹۷: ''إسناده صحيح'')

سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کعبے کے سائے تلے بیٹھے ہوئے تھے کہ حسین بن علی رضی اللہ عنہ کو آتے ہوئے دیکھا تو انھوں نے فرمایا:

"هٰذا أحب أهل الأرض إلى أهل السماء اليوم"

یہ شخص آج آسمان والوں کے نزدیک زمین والوں میں سب سے زیادہ محبوب ہے۔

(تاریخ دمشق ۱۴/۱۸۱ وسندہ حسن، یونس بن ابی اسحاق بریٔ من التدلیس کما فی الفتح المبین فی تحقیق طبقات المدلسین ۲/۶۶ ص ۴۸)

مظلومِ کربلا کی شہادت کا المیہ

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا تو (دیکھا) آپ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے ہیں۔ میں نے کہا: اے اللہ کے نبی! کیا کسی نے آپ کو ناراض کردیا ہے؟ آپ کی آنکھوں سے آنسو کیوں بہہ رہے ہیں؟

آپ نے فرمایا: بلکہ میرے پاس سے ابھی جبریل (علیہ السلام) اُٹھ کر گئے ہیں، انھوں نے مجھے بتایا کہ حسین کو فرات کے کنارے قتل (شہید) کیا جائے گا۔

(مسند احمد ۱/۸۵ ح ۶۴۸ وسندہ حسن، عبداللہ بن نجی وابوہ صدوقان وثقہما الجمہور ولا ینزل حدیثہما عن درجۃ الحسن، انظر نیل المقصود فی تحقیق سنن ابی داود: ۲۲۷)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے ایک دن دوپہر کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا، آپ کے بال بکھرے ہوئے اور گرد آلود تھے، آپ کے ہاتھ میں خون کی ایک بوتل تھی۔ میں نے پوچھا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، یہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: یہ حسین (رضی اللہ عنہ) اور اُن کے ساتھیوں کا خون ہے، میں اسے صبح سے اکٹھا کر رہا ہوں۔ (مسند احمد ۱/۲۴۲ وسندہ حسن، دیکھئے ماہنامہ الحدیث حضرو: ۱۰ ص ۱۴ تا ۱۶، اور شمارہ: ۲۰ ص ۱۸ تا ۲۳)

اس سے معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت پر سخت غمگین تھے۔

ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حسین بن علی (رضی اللہ عنہ) موجود تھے اور آپ رو رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: مجھے جبریل (علیہ السلام) نے بتایا کہ میری امت اسے میرے بعد قتل کرے گی۔

(مشیخۃ ابراہیم بن طہمان: ۳ وسندہ حسن ومن طریق ابن طہمان رواہ ابن عساکر فی تاریخ دمشق ۱۴/۱۹۲، ولہ طریق

آخرعند الحاکم ۳۹۸/۴ ح ۸۲۰۲ وصححہ علیٰ شرط الشیخین ووافقہ الذہبی)

شہر بن حوشب (صدوق حسن الحدیث، وثقہ الجمہور) سے روایت ہے کہ جب (سیدنا) حسین بن علی (رضی اللہ عنہما) کی شہادت کی خبر عراق سے آئی تو ام سلمہ (رضی اللہ عنہا) نے فرمایا: عراقیوں پر لعنت ہو، عراقیوں نے آپ کو قتل کیا ہے، اللہ انھیں (عراقیوں کو) قتل کرے۔ انھوں نے آپ سے دھوکا کیا اور آپ کو ذلیل کیا، اللہ انھیں ذلیل کرے۔

(فضائل الصحابۃ، زوائد القطیعی ۷۸۲/۲ ح ۱۳۹۲ وسندہ حسن، ومسند احمد ۲۹۸/۶ ح ۲۶۵۵۰ وسندہ حسن)

ہلال بن اساف (ثقہ تابعی) سے روایت ہے کہ (سیدنا) حسین (رضی اللہ عنہ) شام کی طرف یزید (بن معاویہ بن ابی سفیان) کی طرف جا رہے تھے، کربلا کے مقام پر انھیں عمر بن سعد، شمر بن ذی الجوشن اور حصین بن نمیر وغیرہم کے لشکر ملے۔ (امام) حسین نے فرمایا: مجھے یزید کے پاس جانے دو تاکہ میں اس کے ہاتھ میں ہاتھ دے دوں (بیعت کرلوں) انھوں نے کہا: نہیں، ابن زیاد کے فیصلے پر اپنے آپ کو ہمارے حوالے کردو۔

(کتاب جمل من انساب الاشراف للبلاذری ۱۳۴۹/۳ واسنادہ صحیح إلی ہلال بن اساف رحمہ اللہ)

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو جب شہید کیا گیا تو آپ کا سر مبارک عبید اللہ بن زیاد (ابن مرجانہ، ظالم مبغوض) کے سامنے لایا گیا تو وہ ہاتھ کی چھڑی کے ساتھ آپ کے سر کو کُرید نے لگا۔ یہ دیکھ کر سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حسین (رضی اللہ عنہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے زیادہ مشابہ تھے۔ (دیکھئے صحیح بخاری: ۳۷۴۸)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کسی (عراقی) نے مچھر (یا مکھی) کے (حالتِ احرام میں) خون کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: اسے دیکھو، یہ (عراقی) مچھر کے خون کے بارے میں پوچھ رہا ہے اور انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے (نواسے) کو قتل (شہید) کیا ہے۔

(صحیح بخاری: ۵۹۹۴، ۳۷۵۳)

سعد بن عبیدہ (ثقہ تابعی) بیان کرتے ہیں کہ میں نے (سیدنا) حسین (رضی اللہ عنہ) کو دیکھا، آپ ایک کپڑے (برود) کا جُبہ (چوغہ) پہنے ہوتے تھے۔ عمرو بن خالد الطہوی نامی ایک

شخص نے آپ کو تیر مارا جو آپ کے چوغے سے لٹک رہا تھا۔ (تاریخ دمشق لابن عساکر ۲۱۴/۱۴ وسندہ صحیح)

شہر بن حوشب سے روایت ہے کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ اُم سلمہ (رضی اللہ عنہا) کے پاس موجود تھا۔ میں نے (سیدنا) حسین (رضی اللہ عنہ) کی شہادت کی خبر سنی تو اُم سلمہ کو بتایا۔ (کہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے ہیں) انھوں نے فرمایا: ان لوگوں نے یہ کام کر دیا ہے، اللہ ان کے گھروں یا قبروں کو آگ سے بھر دے اور وہ (غم کی شدت سے) بے ہوش ہو گئیں۔

(تاریخ دمشق ۲۲۹/۱۴ وسند حسن)

سیدہ اُم المومنین اُم سلمہ رضی اللہ عنہا (وفات سنہ ۶۲ھ) نے فرمایا: میں نے جنوں کو (امام) حسین (رضی اللہ عنہ کی شہادت) پر روتے ہوئے سُنا ہے۔

(المعجم الکبیر للطبرانی ۱۲۱/۳ ح ۲۸۶۲، ۱۲۲/۳ ح ۲۸۶۷، فضائل الصحابۃ لاحمد ۷۷۶/۲ ح ۱۳۷۳ وسندہ حسن)

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ (۱۰) محرم (عاشوراء کے دن) اکسٹھ (۶۱) ہجری میں شہید ہوئے۔

(دیکھئے تاریخ دمشق لابن عساکر ۲۳۷/۱۴ وھو قول اکثر اہل التاریخ)

یہ ہفتے (سبت) کا دن تھا (تاریخ ابی زرعہ الدمشقی: ۲۴۳ بسند صحیح عن ابی نعیم الفضل بن دکین الکوفی رحمہ اللہ)

بعض کہتے ہیں کہ سوموار کا دن تھا۔ (دیکھئے تاریخ دمشق ۲۳۶/۱۴)

بہت سے کفار اپنے کفر کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کو بُرا کہتے رہتے ہیں مگر رب رحیم انھیں دنیا میں مہلت دیتا رہتا ہے مگر جسے وہ پکڑ لے تو اسے چھڑانے والا کوئی نہیں۔

مشہور جلیل القدر ثقہ تابعی ابو رجاء عمران بن ملحان العطاردی رحمہ اللہ نے جاہلیت کا زمانہ پایا ہے مگر صحابیت کا شرف حاصل نہ ہو سکا۔ وہ ایک سو بیس (۱۲۰) سال کی عمر میں، ایک سو پانچ (۱۰۵ھ) میں فوت ہوئے۔

ابو رجاء العطاردی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

علی اور اہلِ بیت کو بُرا نہ کہو، ہمارے بلہجیم کے ایک پڑوسی نے (سیدنا) حسین رضی اللہ عنہ کو بُرا کہا تو اللہ تعالیٰ نے اسے اندھا کر دیا۔ (المعجم الکبیر للطبرانی ۱۱۲/۳ ح ۲۸۳۰ ملخصاً وسندہ صحیح)

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بارے میں بہت سی ضعیف و مردود اور عجیب

وغریب روایات مروی ہیں جنھیں میں نے جان بوجھ کر یہاں ذکر نہیں کیا۔ دین کا دارومدار صحیح وثابت روایات پر ہے، ضعیف ومردود روایات پر نہیں۔

صد افسوس ہے ان لوگوں پر جو غیر ثابت اور مردود تاریخی روایات پر اپنے عقائد اور عمل کی بنیاد رکھتے ہیں بلکہ ببانگ دہل ان مردود روایات کو "مسلّم تاریخی حقائق" کے طور پر متعارف کرانے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں۔

تابعی صغیر ابراہیم بن یزید النخعی نے فرمایا:

اگر میں ان لوگوں میں ہوتا جنھوں نے حسین بن علی (رضی اللہ عنہ) کو قتل (شہید) کیا تھا، پھر میری مغفرت کر دی جاتی، پھر میں جنت میں داخل ہوتا تو میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گزرنے سے شرم کرتا کہ کہیں آپ میری طرف دیکھ نہ لیں۔

(المعجم الکبیر للطبرانی ۳/۱۱۲ ح ۲۸۲۹ وسندہ حسن)

آخر میں ان لوگوں پر لعنت ہے جنھوں نے سیدنا ومحبوبنا وامامنا الحسین بن علی رضی اللہ عنہما کو شہید کیا یا شہید کرایا یا اس کے لئے کسی قسم کی معاونت کی۔ اے اللہ! ہمارے دلوں کو سیدنا الامام المظلوم الشہید حسین بن علی، تمام اہلِ بیت اور تمام صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کی محبت سے بھر دے۔ آمین

سیدنا علی، سیدنا حسین اور اہلِ بیت سے نواصب حضرات بُغض رکھتے ہیں جبکہ شیعہ حضرات ان کے دعویِ محبت میں صحابۂ کرام سے بُغض رکھتے ہیں، اہلِ بیت کی محبت میں غلو کرتے اور ضروریاتِ دین کا انکار کرتے ہیں۔ یہ دونوں فریق افراط وتفریط والے راستوں پر گامزن ہیں۔ اہلِ سنت کا راستہ اعتدال اور انصاف والا راستہ ہے۔ والحمدللہ

اہلِ سنت کے ایک جلیل القدر امام ابوجعفر محمد بن جریر بن یزید الطبری رحمہ اللہ نے شہادتِ حسین وغیرہ تاریخی واقعات کو ابومخنف وغیرہ کذابین ومتروکین کی سندوں سے اپنی تاریخ طبری میں نقل کر رکھا ہے۔ یہ واقعات وتفاصیل موضوع اور من گھڑت وغیرہ ہونے کی وجہ سے مردود ہیں لیکن امام طبری رحمہ اللہ بری ہیں کیونکہ انھوں نے سندیں بیان کر دی

ہیں۔ صحیح بخاری و صحیح مسلم کے علاوہ حدیث کی ہر کتاب سے صرف وہی روایت پیش کرنی چاہئے جس کی سند اصولِ حدیث اور اسماء الرجال کی روشنی میں صحیح لذاتہ یا حسن لذاتہ ہو ورنہ پھر خاموشی ہی بہتر ہے۔ صحیح بخاری و صحیح مسلم کی مُسنَد متصل مرفوع تمام احادیث صحیح ہیں۔

وما علینا إلا البلاغ

[الحدیث:۲۶، ۲۷]

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے محبت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چار آدمیوں سے قرآن پڑھو: عبداللہ بن مسعود، سالم مولیٰ ابی حذیفہ، ابی بن کعب اور معاذ بن جبل (رضی اللہ عنہم) سے۔ (صحیح بخاری: ۳۷۶۰، صحیح مسلم: ۲۴۶۴)

جب یہ آیت کریمہ ﴿ لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِيْمَا طَعِمُوْآ اِذَا مَا اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا ﴾ ان لوگوں پر کوئی گناہ نہیں جو ایمان لائے اور اعمالِ صالحہ کیے، اس میں جو انھوں نے کھایا، جب انھوں نے تقویٰ اختیار کیا اور ایمان لائے۔ (المائدہ: ۹۳)

نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ((قيل لي أنت منهم .)) مجھے بتایا گیا ہے کہ تم ان میں سے ہو۔ (صحیح مسلم: ۲۴۵۹)

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی پنڈلیاں پتلی تھیں۔ ایک دفعہ ہوا کے ساتھ آپ کا ازار تھوڑا سا ہٹا تو پنڈلیاں نظر آنے لگیں۔ لوگ یہ پنڈلیاں دیکھ کر ہنس پڑے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((والذي نفسي بيده ! لهما أثقل في الميزان من أحد)) اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! یہ دونوں (پنڈلیاں) میزان میں اُحد (پہاڑ) سے زیادہ بھاری ہیں۔ (دیکھئے مسند احمد ۱/۴۲۰، ۴۲۱ ح ۳۹۹۱ وسندہ حسن، طبقات ابن سعد ۳/۱۵۵)

یہ روایت سیدنا علی رضی اللہ عنہ (مسند احمد ۱/۱۱۴ ح ۹۲۰ وسندہ حسن) اور سیدنا قرہ بن ایاس رضی اللہ عنہ (المستدرک ۳/۳۱۷ ح ۵۳۸۵ وصححہ ووافقہ الذہبی) سے بھی مروی ہے۔

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں عقبہ بن ابی معیط (ایک کافر) کی بکریاں چراتا تھا تو (ایک دن) میرے پاس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر (رضی اللہ عنہ) گزرے۔ آپ نے فرمایا: اے لڑکے! کیا کچھ دودھ ہے؟ میں نے کہا: جی ہاں! لیکن یہ میرے پاس امانت ہے۔ آپ نے فرمایا: کیا کوئی ایسی بکری بھی ہے جو دودھ ہی نہیں دیتی؟ میں ایک بکری لے

آیا تو آپ نے اس کے تھنوں پر ہاتھ پھیرا۔ پھر اس بکری کا دودھ اُتر آیا تو آپ نے ایک برتن میں دوھا پھر خود پیا اور ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کو پلایا۔ پھر آپ نے بکری کے تھنوں کو کہا: سکڑو (کر پہلے کی طرح ہو) جاؤ۔ تھن پہلے کی طرح ہو گئے۔ پھر میں (یہ معجزہ دیکھنے کے بعد) آپ کے پاس آیا تو کہا: یارسول اللہ! مجھے یہ کلام سکھا دیں۔ آپ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا: ((یرحمك الله فإنك غليم معلم.)) اللہ تجھ پر رحم کرے، تم پڑھے سکھلائے لڑکے ہو۔ (مسند احمد ۱/۳۷۹ ح ۳۵۹۸ ملخصاً نحو المعنیٰ وسندہ حسن، طبقات ابن سعد ۳/۱۵۰، ۱۵۱ وسندہ حسن، دلائل النبوۃ للبیہقی ۶/۸۴ وسندہ حسن)

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان (مبارک) سے ستر سورتیں یاد کی ہیں۔ (ابن سعد ۳/۱۵۱ وسندہ حسن)

سیدنا ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "أ وليس عند كم ابن أم عبد ؟ صاحب النعلين والوسادة والمطهرة" کیا تمھارے پاس آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے جوتے اٹھانے والے، سرہانہ اُٹھانے والے اور وضو کا پانی اُٹھانے والے ابن اُم عبد (عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) نہیں ہیں؟ (صحیح بخاری: ۳۷۴۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے راز دان سیدنا حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے اخلاق، اتباعِ سنت اور سیرت و عادات میں ابن ام عبد (ابن مسعود) سے زیادہ کوئی بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب ترین نہیں دیکھا۔ (صحیح بخاری: ۳۷۶۲)

سیدنا ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم یہ سمجھتے تھے کہ عبداللہ بن مسعود نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اہلِ بیت میں سے ہیں، کیونکہ وہ اور ان کی والدہ آپ کے پاس بہت زیادہ آتے جاتے تھے۔ (صحیح بخاری: ۳۷۶۳ وصحیح مسلم: ۲۴۶۰)

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہمیشہ محبت کرتے تھے۔ (دیکھئے صحیح مسلم: ۲۴۶۴)

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ صحابہ میں سے باقی رہ جانے والے جانتے ہیں کہ ابن مسعود کو سب سے زیادہ اللہ کا تقرب حاصل ہے۔ (ابن سعد ۳/۱۵۴ ملخصاً وسندہ صحیح)

سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے اپنی وفات کے وقت گواہی دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے تشریف لے گئے اور آپ دو آدمیوں: عمار بن یاسر اور ابن مسعود (رضی اللہ عنہما) سے محبت کرتے تھے۔ (مسند احمد ۴/۱۹۹، ۲۰۰ ح ۱۷۸۱۷، وسندہ صحیح)

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے فضائل بے شمار ہیں۔ آپ بدری صحابی اور السابقون الاولون میں سے ہیں۔ جو بدنصیب لوگ معوذتین وغیرہ کی وجہ سے آپ پر کلام کرتے ہیں انھیں خود اپنے ایمان کی فکر کرنی چاہئے۔

نام نہاد جماعت المسلمین رجسٹرڈ (فرقۂ مسعودیہ) کے امیر دوم محمد اشتیاق نے بغیر کسی شرم کے لکھا ہے کہ ''اور ویسے بھی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے حافظہ میں بھول واقع ہوگئی تھی، جس کی وجہ سے یہ مسئلہ اور بھی بے حقیقت ہو جاتا ہے''

(نماز کے سلسلہ میں یوسف لدھیانوی صاحب کے چند اعتراضات اور ان کے جوابات ص ۳۸)

اشتیاق کی یہ جرح بالکل باطل اور مردود ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمارے دل سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور تمام صحابہ کی محبت سے بھر دے۔ آمین

فقۂ ابن مسعود رضی اللہ عنہ میں سے دو اہم مسئلے

① سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آسمانِ دنیا اور قریب والے آسمان کے درمیان پانچ سو سال کا فاصلہ ہے اور ہر دو آسمانوں کے درمیان پانچ سو سال کا فاصلہ ہے۔ ساتویں آسمان اور کرسی کے درمیان پانچ سو سال کا فاصلہ ہے۔ کرسی اور پانی کے درمیان پانچ سو سال کا فاصلہ ہے۔ عرش پانی پر ہے اور اللہ تعالیٰ عرش پر ہے اور جس حالت میں تم ہو وہ جانتا ہے۔ (کتاب الرد علی الجہمیہ لعثمان بن سعید الدارمی: ۸۱ وسندہ حسن، التوحید لابن خزیمہ ص ۱۰۵، ۱۰۶، الطبرانی فی الکبیر ۹/ ۲۲۸، الاسماء والصفات للبیہقی ص ۴۰۱)

② سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''لَا تُقَلِّدُوْا دِيْنَكُمُ الرِّجَالَ'' إلخ تم اپنے دین میں لوگوں کی تقلید نہ کرو۔ الخ (السنن الکبریٰ للبیہقی ۲/ ۱۰ وسندہ صحیح، دین میں تقلید کا مسئلہ ص ۳۵)

[الحدیث: ۳۸]

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے محبت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((استقرؤا القرآن من أربعة :من ابن مسعود وسالم مولٰی أبي حذيفة وأبي ومعاذ بن جبل)) چار آدمیوں سے قرآن پڑھو: ابن مسعود، سالم مولیٰ ابی حذیفہ، ابی (بن کعب) اور معاذ بن جبل سے۔ (صحیح بخاری: ۳۸۰۶، صحیح مسلم: ۲۴۶۴)

سیدنا معاذ بن جبل الانصاری رضی اللہ عنہ بدری صحابہ میں سے ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: '' اعملوا ما شئتم فقد غفرت لكم ''

جو چاہے اعمال کرو، میں نے تمھیں بخش دیا ہے۔ (صحیح بخاری: ۳۰۰۷، صحیح مسلم: ۲۴۹۴)

سیدنا انس بن مالک الانصاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((وأعلمهم بالحلال والحرام معاذبن جبل)) اور ان (میری امت) میں حلال و حرام کے بارے میں سب سے زیادہ جاننے والے معاذ بن جبل ہیں۔

(سنن الترمذی: ۳۷۹۱ وسندہ صحیح وقال الترمذی: ''حسن صحیح'' وصححہ ابن حبان: ۲۲۱۸ والحاکم ۴۲۲/۳ علی شرط الشیخین ووافقہ الذہبی، طبقات ابن سعد ۳۸۸/۷، ۵۸۶/۳)

سیدنا ابو ہریرہ الدوسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((نعم الرجل معاذ بن جبل)) معاذ بن جبل اچھے آدمی ہیں۔

(سنن الترمذی: ۳۷۹۵ وقال: ''هذا حديث حسن'' وسندہ صحیح)

جلیل القدر تابعی ابوادریس الخولانی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں دمشق کی مسجد میں داخل ہوا تو دیکھا کہ سفید دانتوں والا ایک نوجوان ہے اور لوگ اس کے پاس ہیں، جب لوگوں کا کسی چیز میں اختلاف ہوتا ہے تو اس کی طرف رجوع کرتے ہیں اور اس کے قول پر ٹھہر جاتے ہیں۔ میں نے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ تو بتایا گیا کہ یہ معاذ بن جبل (رضی اللہ عنہ) ہیں۔ الخ

(موطا امام مالک ۹۵۳/۲، ۹۵۴ ح ۱۸۴۳ وسندہ صحیح وصححہ ابن حبان، الموارد: ۲۵۱۰/۱، والحاکم علی شرط

الشیخین ۴/۱۶۸، ۱۶۹ ووافقہ الذہبی) ایک روایت میں ہے کہ ابو ادریس الخولانی نے فرمایا: میں بیس صحابہ کی مجلس میں بیٹھا ہوا تھا جن میں خوبصورت چہرے اور خوبصورت دانتوں والا ایک نوجوان (بھی) تھا جس کی سیاہ وسفید بڑی بڑی آنکھیں تھیں (اور) چمکتے سفید دانت تھے۔

(مسند احمد ۵/۲۲۹ وسندہ صحیح وصححہ الحاکم ۴/۲۷۰ ح ۷۳۱۶ علی شرط الشیخین ووافقہ الذہبی)

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بے شک معاذ بن جبل (رضی اللہ عنہ ابراہیم علیہ السلام کی طرح) امت کے قانت للہ حنیف تھے اور مشرکین میں سے نہیں تھے۔ امت اسے کہتے ہیں جو لوگوں کو خیر کی تعلیم دے اور اللہ ورسول کی اطاعت کرنے والے کو قانت کہتے ہیں، اسی طرح معاذ (بن جبل رضی اللہ عنہ) لوگوں کو خیر کی تعلیم دیتے اور اللہ ورسول کی اطاعت کرنے والے تھے۔ (طبقات ابن سعد ۲/۳۴۹ وسندہ صحیح) مسروق تابعی نے کہا کہ صحابہ کرام کا علم چھ اشخاص پر ختم ہے: عمر، علی، عبداللہ، معاذ، ابوالدرداء اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہم۔ (طبقات ابن سعد ۲/۳۵۱ وسندہ صحیح)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ((یا معاذ! واللہ! إني لأحبك)) اے معاذ! اللہ کی قسم! میں تجھ سے محبت کرتا ہوں۔

(سنن ابی داود: ۱۵۲۲ وسندہ صحیح وصححہ ابن خزیمہ: ۷۵۱ وابن حبان: ۲۳۴۵ والحاکم ۱/۲۷۳، ۳/۲۷۳، ۲۷۴ ووافقہ الذہبی)

امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ (سیدنا) معاذ بن جبل (رضی اللہ عنہ) اٹھائیس سال کی عمر میں فوت ہوئے اور وہ علماء کے سامنے بلند مقام پر ہیں۔

(المستدرک ۳/۲۶۹ ح ۵۱۷۵ وسندہ صحیح، تاریخ دمشق لابن عساکر ۶۱/۲۹۹)

بعض علماء کہتے ہیں کہ سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ (۱۸ ہجری کو شام میں) ۳۴ سال کی عمر میں فوت ہوئے۔ رضي الله عنه.

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''وأما زلة عالم فإن اهتدى فلا تقلدوه دينكم'' رہا عالم کی غلطی کا مسئلہ تو (سنو) اگر وہ سیدھے راستے (ہدایت) پر بھی ہو تو اپنے دین میں اس کی تقلید نہ کرو۔ (کتاب الزہد للامام وکیع ۱/۳۰۰ ح ۷۱ وسندہ حسن، دین میں تقلید کا مسئلہ ص ۳۶)

[الحدیث: ۳۹]

سیدنا ابوطلحہ الانصاری رضی اللہ عنہ سے محبت

غزوۂ احد کے دن سیدنا ابوطلحہ زید بن سہل الانصاری رضی اللہ عنہ ڈھال بنے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع کر رہے تھے۔ آپ بہت ماہر تیر انداز تھے اور پوری قوت سے کمان کھینچ کر تیر چلایا کرتے تھے۔ تیز تیر اندازی کی وجہ سے انھوں نے اُس (احد کے) دن دو یا تین کمانیں توڑ ڈالی تھیں۔ اس دن جو صحابی بھی ترکش لئے ہوئے گزرتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے: اس کے تیر ابوطلحہ کو دے دو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب جنگی حالات دیکھنے کے لئے اپنا سر مبارک بلند فرماتے تو سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ عرض کرتے: اے اللہ کے نبی! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، آپ اوپر دیکھنے کی کوشش نہ کریں، کہیں کوئی تیر آپ کو نہ لگ جائے۔ میں آپ کی ڈھال ہوں اور میرا سینہ آپ کے سینے کی ڈھال ہے۔ (دیکھئے صحیح بخاری: ۳۸۱۱، صحیح مسلم: ۱۸۱۱)

سبحان اللہ! صحابۂ کرام نے اپنے محبوب سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت اور عظیم جان نثاری کی وہ مثالیں پیش کیں جن سے زیادہ ممکن ہی نہیں۔ اسی وجہ سے رب العالمین نے رحمت للعالمین کے صحابہ کے بارے میں فرمایا: ﴿رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ﴾

اللہ ان سے راضی ہو گیا اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے۔ (التوبۃ: ۱۰۰)

انھی کے بارے میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ ﴿وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَزَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَكَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ﴾ اور لیکن اللہ نے تمھارے لئے ایمان کو محبوب بنایا اور اسے تمھارے دلوں میں مزین کر دیا اور کفر، فسوق اور نافرمانی کو تمھارے لئے ناپسندیدہ بنا دیا۔ (الحجرات: ۷)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابوطلحہ کی آواز، ایک جماعت کے مقابلے میں مشرکوں پر بہت زیادہ بھاری ہے۔ (مسند احمد ۲۰۳/۳ ح ۱۳۱۰۵، وسندہ صحیح)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوطلحہ نے اسلام قبول کرنے سے پہلے ام سلیم کی طرف شادی کا پیغام بھیجا تو ام سُلیم نے فرمایا: ''میں آپ کو پسند کرتی ہوں اور آپ جیسے انسان کی منگنی رد نہیں ہوسکتی لیکن آپ کافر ہیں اور میں مسلمان عورت ہوں (لہٰذا یہ نکاح نہیں ہوسکتا) لہٰذا اگر آپ مسلمان ہوجائیں تو میرا یہی حق مہر ہے، میں اس کے سوا اور کچھ بھی نہیں مانگتی۔ پھر ابوطلحہ (رضی اللہ عنہ) مسلمان ہو گئے اور انھوں نے ام سلیم (رضی اللہ عنہا) سے شادی کرلی۔ (مصنف عبدالرزاق ۶/۱۷۹ح ۱۰۴۱۷، وسندہ حسن، سنن النسائی ۶/۱۱۴ح ۳۳۴۳ وسندہ حسن)

یہ وہی ام سُلیم ہیں جو سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی والدہ ہیں اور غزوۂ حنین میں کفار کے مقابلے میں خنجر لئے پھر رہی تھیں۔ (دیکھئے صحیح مسلم:۱۸۰۹)

انھوں نے شادی سے پہلے ابوطلحہ سے کہا تھا: کیا آپ جانتے ہیں کہ جن خداؤں کی آپ عبادت کرتے ہیں، انھیں آلِ فلاں کا غلام کارپینٹر بناتا ہے اور اگر تم ان معبودوں کو آگ لگادو تو وہ جل جائیں؟ یہ ایسی دعوت تھی جس نے سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے دل و دماغ پر اثر کیا اور وہ دینِ توحید: دینِ اسلام قبول کرنے پر مجبور ہوگئے۔

(دیکھئے طبقات ابن سعد ۸/۴۲۷ وسندہ صحیح)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوطلحہ اور ابوعبیدہ رضی اللہ عنہما کے درمیان رشتۂ اُخوت (بھائی چارہ) قائم فرمایا تھا۔ (صحیح مسلم:۲۵۲۸)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کے پاس ایک پیالہ تھا جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی دفعہ (پانی یا دودھ) پیا تھا۔ اس میں لوہے کا ایک حلقہ تھا جس کے بارے میں سیدنا انس رضی اللہ عنہ چاہتے تھے کہ سونے یا چاندی کا حلقہ بنوالیں۔ جب سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا تو انھوں نے فرمایا: ''لَا تُغَیِّرَنَّ شَیْئًا صَنَعَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم '' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کیا ہے، تم اس میں سے کچھ نہ بدلو تو انس رضی اللہ عنہ نے اسے تبدیل کرنے کا خیال چھوڑ دیا۔ (دیکھئے صحیح بخاری:۵۶۳۸)

معلوم ہوا کہ دوسرے صحابۂ کرام کی طرح سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے والہانہ پیار کرتے تھے۔

انصارِ مدینہ میں ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کھجور کے باغات کی وجہ سے سب سے زیادہ مالدار تھے اور ان باغات میں سے بیرحاء سب سے زیادہ پسند تھا جو کہ مسجد نبوی کے سامنے تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس باغ میں داخل ہوتے اور اس کا میٹھا پانی پیا کرتے تھے۔

جب یہ آیت نازل ہوئی ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ﴾
تم نیکی کو اس وقت تک نہیں پاسکتے جب تک اپنی محبوب ترین چیز کو (اللہ کے راستے میں) خرچ نہ کر دو۔ (آل عمران: ۹۲)

(یہ سن کر) ابوطلحہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا: میرا محبوب ترین مال بیرحاء کا باغ ہے اور اسے میں اللہ کے لئے صدقہ کر رہا ہوں۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ یہ میرے لئے نیکی اور توشۂ آخرت ثابت ہو۔ یا رسول اللہ! آپ جس طرح مناسب سمجھتے ہیں اسے استعمال کریں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((بخ، ذلك مال رابح، ذلك مال رابح .)) الخ واہ! یہ نفع بخش مال ہے، یہ نفع بخش مال ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ تم اسے اپنے قریبی رشتہ داروں میں صرف (خرچ) کرو۔ (دیکھئے صحیح بخاری: ۱۴۶۱، وصحیح مسلم: ۹۹۸)

ایک دفعہ سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی ﴿اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا﴾ نکلو (اللہ کے راستے میں) ہلکے ہو یا بوجھل۔ (التوبہ: ۴۱)

تو انھوں نے فرمایا: میں سمجھتا ہوں کہ میرا رب یہ چاہتا ہے کہ ہم بوڑھے ہوں یا جوان، اس کے راستے میں نکلیں۔ میرے بچو! میرا زادِ سفر تیار کرو۔ آپ کے بیٹوں نے کہا: آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ مل کر جہاد کیا ہے اور (اب) ہم آپ کی طرف سے جہاد کرتے ہیں تو انھوں نے فرمایا: میرا زادِ سفر تیار کرو۔ پھر وہ بحری بیڑے میں (جہاد کے لئے) سوار ہوئے اور سمندر میں فوت ہو گئے۔ مجاہدین کو کوئی جزیرہ نہیں مل رہا تھا جہاں انھیں دفن کیا جائے لہٰذا میت (جہاز میں ہی) پڑی رہی۔ سات دنوں کے بعد جب جزیرہ ملا تو انھیں وہاں دفن کیا گیا اور ان کا جسم (ذرہ برابر) خراب نہیں ہوا تھا۔ (طبقات ابن سعد ۳/۵۰۷ وسندہ صحیح، وصححہ الحاکم علی شرط مسلم ۳/۳۵۳ ح ۵۵۰۸، علی بن زید بن جدعان تابعہ ثابت البنانی)

سیدنا ابوطلحہ الانصاری رضی اللہ عنہ کے بارے میں حافظ ذہبی لکھتے ہیں: ”صاحب رسول الله ﷺ ومن بني أخواله و أحد أعيان البدريين و أحد النقباء الإثني عشر ليلة العقبة .)) آپ رسول اللہ ﷺ کے صحابی، آپ کے ماموؤں کے قبیلے سے اور مشہور بدری صحابہ میں سے تھے۔ عقبہ والی رات ان بارہ نقیبوں (مبلغین) میں سے تھے جنھیں ہجرت سے پہلے مدینہ طیبہ میں تبلیغ کے لئے مقرر کیا گیا تھا۔ (سیر اعلام النبلاء ۲/۲۷)

آپ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں چونتیس ہجری (۳۴ھ) کو فوت ہوئے۔ آپ نے بیس سے زیادہ حدیثیں بیان کی ہیں جن میں سے دو حدیثیں صحیحین (صحیح بخاری و صحیح مسلم) میں ہیں۔ آپ کی بیان کردہ احادیث میں سے ایک حدیث درج ذیل ہے:

سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور آپ کے چہرے پر خوشی کے آثار تھے۔ ہم نے پوچھا: ہم آپ کے چہرے پر خوشی کے آثار دیکھتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ((إنّه أتاني الملك فقال :يا محمد !إن ربك يقول :أما يرضيك أنه لا يصلّي عليك أحد إلا صلّيت عليه عشرًا ولا يسلّم عليك أحد إلا سلّمت عليه عشرًا .))

ایک فرشتے نے آکر مجھے بتایا کہ اے محمد! (ﷺ) آپ کا رب فرماتا ہے: کیا آپ اس پر خوش نہیں کہ اگر کوئی آدمی آپ پر (ایک مرتبہ) درود پڑھے تو میں اس پر دس رحمتیں نازل فرما دوں اور اگر کوئی شخص آپ پر (ایک مرتبہ) سلام پڑھے تو میں اس پر دس سلامتیاں نازل فرما دوں؟

(سنن النسائی ۳/۴۴ ح ۱۲۸۴، وسندہ حسن وصححہ ابن حبان/ الموارد: ۲۳۹۱ والحاکم ۲/۴۲۰، ۴۲۱ ووافقہ الذہبی)

اے اللہ! ہمارے دل سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ اور تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کی محبت سے بھر دے۔ (آمین)

[الحدیث: ۴۰، ۴۱]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے محبت

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم! ہر مومن جو میرے بارے میں سُن لیتا ہے، مجھ سے محبت کرتا ہے۔ ابو کثیر یحییٰ بن عبدالرحمٰن السحیمی نے پوچھا: آپ کو یہ کیسے معلوم ہوا؟

انھوں نے فرمایا: میری ماں مشرکہ تھی، میں اسے اسلام (لانے) کی دعوت دیتا تھا اور وہ اس کا انکار کرتی تھی۔ ایک دن میں نے اسے دعوت دی تو اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ایسی باتیں کر دیں جنھیں میں ناپسند کرتا تھا۔ پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور روتے ہوئے آپ کو سارا قصہ بتا دیا۔ میں نے آپ سے درخواست کی کہ آپ میری ماں کی ہدایت کے لئے دعا کریں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! ابو ہریرہ کی ماں کو ہدایت دے۔ میں اس دعا کی خوشخبری کے لئے بھاگتا ہوا نکلا اور اپنے گھر کے پاس پہنچا تو دروازہ بند تھا اور نہانے والے پانی کے گرنے کی آواز آ رہی تھی۔ میری ماں نے جب میری آواز سُنی تو کہا: باہر ٹھہرے رہو۔ پھر اس نے لباس پہن کر دروازہ کھولا تو (ابھی) دوپٹہ اوڑھ نہ سکی اور کہا: "أشهد أن لا إله إلا الله و أن محمدًا عبده و رسوله" میں اس کی گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے اور بے شک محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: پھر میں اس حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا کہ میں خوشی سے رو رہا تھا۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! خوش ہو جایئے اللہ نے آپ کی دعا قبول فرمائی اور ابو ہریرہ کی ماں کو ہدایت عطا کر دی ہے۔ (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے) اللہ کی حمد و ثنا بیان کی اور خیر کی بات کہی، میں نے کہا: آپ اللہ سے دعا کریں کہ وہ مجھے اور میری ماں کو مومنوں کا محبوب بنا دے تو آپ نے فرمایا: ((اللهم حبّب عبيدك هذا و أمه إلى عبادك المؤمنين وحبب إليهم المؤمنين .)) اے اللہ! اپنے اس بندے (ابو ہریرہ)

اور اس کی ماں کو مومنوں کا محبوب بنا دے اور ان کے دل میں مومنوں کی محبت ڈال دے۔

(صحیح مسلم:۲۴۹۱)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو اس بات کا پورا یقین تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا مقبول ہوتی ہے لہٰذا وہ بصیغۂ جزم یہ فرماتے تھے کہ ہر مومن مجھ سے محبت کرتا ہے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں مسکین آدمی تھا، پیٹ بھر کھانے پر ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لگا رہتا تھا جبکہ مہاجرین تو بازاروں میں اور انصار اپنے اموال (اور زمینوں) کی نگہداشت میں مصروف رہتے تھے۔ پھر (ایک دن) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((من بسط ثوبه فلن ينسى شيئًا سمعه مني)) جو شخص (اب) اپنا کپڑا اچھائے تو وہ مجھ سے سُنی ہوئی کوئی بات کبھی نہیں بھولے گا۔

پھر میں نے کپڑا اچھایا حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حدیثیں بیان کرنے سے فارغ ہوئے پھر میں نے اس کپڑے کو اپنے سینے سے لگا کر بھینچ لیا تو میں نے آپ سے (اس مجلس میں اور اس کے بعد) جو سُنا اسے کبھی نہیں بھولا۔ (صحیح بخاری:۲۰۴۷ و صحیح مسلم:۲۴۹۲)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: آپ ہم میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس زیادہ رہتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کو سب سے زیادہ یاد کرنے والے تھے۔ (سنن الترمذی:۳۸۳۶ وسندہ صحیح، ماہنامہ الحدیث:۳۲ ص ۱۰، ۱۱)

سیدنا ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ نے حجۃ الوداع کے موقع پر سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو منادی کرنے والا مقرر کر کے بھیجا تھا۔ (صحیح بخاری:۳۶۹)

ایک دفعہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ایک حدیث بیان کی تو ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ”صدق أبو هريرة“ ابو ہریرہ نے سچ کہا ہے۔

(طبقات ابن سعد ۳۳۲/۴ وسندہ صحیح، الحدیث:۳۲ ص ۱۱)

امام بخاری نے حسن سند سے روایت کیا ہے کہ

”عن أبي سلمة عن أبي هريرة عبدشمس“ إلخ (التاریخ الکبیر ۱۳۲/۶ ت ۱۹۳۸)

معلوم ہوا کہ قبولِ اسلام سے پہلے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا نام عبد شمس تھا۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تین سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہا ہوں۔

(کتاب المعرفۃ والتاریخ ۱۶۱/۳ وسندہ صحیح)

مشہور تابعی حمید بن عبدالرحمٰن الحمیری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ (سیدنا) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ چار سال نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہے۔

(سنن ابی داود: ۸۱ وسندہ صحیح، سنن النسائی ۱۳۰/۱ ح ۲۳۹ وصححہ الحافظ ابن حجر فی بلوغ المرام: ۶)

ان دونوں روایتوں میں تطبیق یہ ہے کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکمل تین سال تک اور چوتھے سال کا کچھ حصہ رہے، جسے راویوں نے اپنے اپنے علم کے مطابق بیان کر دیا ہے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خیبر میں حاضر تھا۔

(تاریخ ابی زرعۃ الدمشقی: ۲۳۲ وسندہ صحیح)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رات کے ایک تہائی حصے میں قیام کرتے (تہجد پڑھتے) تھے اور ان کی زوجہ محترمہ ایک تہائی حصے میں قیام کرتیں اور ان کا بیٹا ایک تہائی حصے میں قیام کرتا تھا۔

(کتاب الزہد للامام احمد ص ۱۷۷ ح ۹۸۶، کتاب الزہد لابی داود: ۲۹۸ وسندہ صحیح، حلیۃ الاولیاء ۳۸۲/۱، ۳۸۳)

یعنی انھوں نے رات کے تین حصے مقرر کر رکھے تھے جن میں ہر آدمی باری باری نوافل پڑھتا تھا۔ اس طریقے سے سارا گھر ساری رات عبادت میں مصروف رہتا تھا۔ سبحان اللہ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اپنے دورِ امارت کے دوران میں بھی خود لکڑیاں اُٹھا کر بازار سے گزرا کرتے تھے۔ (دیکھئے الزہد لابی داود: ۲۹۷ وسندہ صحیح، حلیۃ الاولیاء ۳۸۴/۱، ۳۸۵)

عبداللہ بن رافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے پوچھا: آپ کو ابو ہریرہ کیوں کہتے ہیں؟ انھوں نے فرمایا: کیا تم مجھ سے نہیں ڈرتے؟

ابن رافع نے کہا: جی ہاں، اللہ کی قسم! میں آپ سے ضرور ڈرتا ہوں۔ انھوں نے فرمایا: میں اپنے گھر والوں کے لئے بکریاں چراتا تھا اور میری ایک چھوٹی سی بلی تھی۔ رات کو میں اسے

ایک درخت پر چھوڑ دیتا اور دن کو اس کے ساتھ کھیلتا تھا تو لوگوں نے میری کنیت ابو ہریرہ مشہور کردی۔ (طبقات ابن سعد ۴/۳۲۹ وسندہ حسن)

محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں پوچھا گیا تو انھوں نے فرمایا: آپ کا رنگ سفید تھا اور آپ خوش مزاج نرم دل تھے۔ آپ سرخ رنگ کا خضاب یعنی مہندی لگاتے تھے۔ آپ کاٹن کا کھردرا پھٹا ہوا لباس پہنتے تھے۔ (طبقات ابن سعد ۴/۳۳۳، ۳۳۴ وسندہ صحیح)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہر اُس شخص کے دشمن تھے جو اللہ اور اس کے رسول کا دشمن تھا۔
(طبقات ابن سعد ۴/۳۳۵ وسندہ صحیح)

مشہور تابعی ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن رحمہ اللہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی بیماری کے دوران میں اُن کے پاس گئے تو کہا: اے اللہ! ابو ہریرہ کو شفا دے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے اللہ! مجھے واپس نہ کر...... اے ابو سلمہ! اگر مر سکتے ہو تو مر جاؤ، اس ذات (اللہ) کی قسم جس کے ہاتھ میں ابو ہریرہ کی جان ہے! علماء پر ایسا وقت آئے گا کہ اُن کے نزدیک سُرخ خالص سونے سے زیادہ موت پسندیدہ ہوگی اور قریب ہے کہ لوگوں پر ایسا وقت آجائے کہ آدمی جب کسی مسلمان کی قبر کے پاس سے گزرے تو کہے کہ کاش میں اس قبر میں ہوتا۔
(طبقات ابن سعد ۴/۳۳۷، ۳۳۸ وسندہ صحیح)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی وفات کا جب وقت آیا تو انھوں نے فرمایا:
مجھ (میری قبر) پر خیمہ نہ لگانا اور میرے ساتھ آگ لے کر نہ جانا اور مجھے (قبرستان کی طرف) جلدی لے کر جانا کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب نیک انسان یا مومن کو چارپائی پر رکھا جاتا ہے تو وہ کہتا ہے: مجھے (جلدی) آگے لے چلو اور کافر یا فاجر کو چارپائی پر رکھا جاتا ہے تو وہ کہتا ہے: ہائے میری تباہی مجھے کہاں لے کر جا رہے ہو؟ (مسند احمد ۲/۲۹۲ ح ۷۹۱۴ وسندہ حسن، طبقات ابن سعد ۴/۳۳۸)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب میں مر جاؤں تو مجھ پر نوحہ (آواز کے ساتھ ماتم) نہ کرنا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نوحہ نہیں کیا گیا۔ (تاریخ دمشق لابن عساکر ۷۱/۲۸۲ وسندہ حسن)

اللہ تعالیٰ نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی وجہ سے عظیم حافظہ عطا فرمایا تھا۔ ایک دفعہ مروان بن الحکم الاموی نے ان سے کچھ حدیثیں لکھوائیں اور اگلے سال کہا کہ وہ کتاب گم ہوگئی ہے، وہی حدیثیں دوبارہ لکھوادیں۔

انھوں نے وہی حدیثیں دوبارہ لکھوادیں۔ جب دونوں کتابوں کو ملایا گیا تو ایک حرف کا فرق نہیں تھا۔ (المستدرک للحاکم ۳/۵۱۰ وسندہ حسن، الحدیث: ۳۲ ص ۱۳، ۱۴)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جب حدیثیں بیان کرنا شروع کرتے تو سب سے پہلے فرماتے:

ابوالقاسم الصادق المصدوق (سچے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((من كذب عليّ متعمدًا فليتبوأ مقعده من النار .)) جس نے جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ بولا تو وہ اپنا ٹھکانا (جہنم کی) آگ میں بنالے۔ (مسند احمد ۲/۴۱۳ ح ۹۳۵۰ وسندہ صحیح)

آپ اللہ کی قسم کھا کر فرماتے تھے کہ میں بھوک کی شدت کی وجہ سے زمین پر لیٹ جاتا تھا اور بھوک کی شدت کی وجہ سے اپنے پیٹ پر پتھر باندھ لیتا تھا۔ (صحیح بخاری: ۶۴۵۲)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اپنی بیٹی سے فرمایا کرتے تھے: "لاتلبسي الذهب فإني أخشى عليك اللهب" سونا نہ پہنو کیونکہ مجھے تم پر (آگ کے) شعلوں کا ڈر ہے۔

(حلیۃ الاولیاء ۱/۳۸۰ وسندہ صحیح)

امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا: پوری دنیا میں حدیث کے سب سے بڑے حافظ ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) تھے۔ (تاریخ دمشق لابن عساکر ۷۱/۳۵۳ وسندہ صحیح)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: "......اللّٰهم لا تدركني سنة ستين" اے میرے اللہ! مجھے ساٹھ ہجری تک زندہ نہ رکھ۔ (تاریخ دمشق لابی زرعۃ الدمشقی: ۲۳۴ وسندہ صحیح)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے: "اللهم لاتدركني إمارة الصبيان" اے میرے اللہ! مجھے بچوں کی حکومت تک زندہ نہ رکھ۔ (دلائل النبوۃ للبیہقی ۶/۴۶۶ وسندہ صحیح)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کچھ کھجوریں لے کر حاضر ہوئے اور کہا: یارسول اللہ! میرے لئے ان میں برکت کی دعا فرمائیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کھجوروں کو اکٹھا کر کے برکت کی دعا فرمائی اور ان سے کہا:
ان کھجوروں کو لے کر اپنے اس توشہ دان (تھیلی) میں ڈال لو، اس میں سے جب بھی کھجوریں لینا چاہو تو ہاتھ ڈال کر نکال لینا اور انھیں (ساری باہر نکال کر) نہ بکھیرنا۔
سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ان کھجوروں میں سے اتنے اتنے وسق اللہ کے راستے میں خرچ کئے۔ ہم ان میں سے کھاتے بھی تھے اور کھلاتے بھی تھے۔
یہ توشہ دان ہر وقت میری کمر سے بندھا رہتا تھا حتیٰ کہ (سیدنا) عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے تو یہ پھٹ (کر گم ہو) گیا۔

(سنن الترمذی: ۳۸۳۹ وقال: ''حسن غریب'' وسندہ حسن، وصححہ ابن حبان، الاحسان: ۶۴۹۸)
ساٹھ صاع یعنی ۱۵۰ کلو کو ایک وسق کہتے ہیں۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے فضائل بہت زیادہ ہیں۔ سات سو سے زیادہ تابعین نے آپ سے علمِ حدیث حاصل کیا اور جلیل القدر صحابۂ کرام بشمول سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے آپ پر اعتماد کیا۔
آپ اپنی دعا کے مطابق ساٹھ ہجری سے پہلے ۵۷، ۵۸ یا ۵۹ھ میں فوت ہوئے۔ رضی اللہ عنہ
آپ کے بارے میں امام ابوبکر محمد بن اسحاق الامام رحمہ اللہ نے بہترین کلام فرمایا جس کا خلاصہ درج ذیل ہے:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ پر چار طرح کے آدمی کلام (جرح) کرتے ہیں:
۱: معطل جہمی (جو صفاتِ باری تعالیٰ کا منکر ہے)
۲: خارجی (تکفیری جو مسلمان حکمرانوں کے خلاف خروج کا قائل ہے)
۳: قدری (معتزلی جو تقدیر اور احادیثِ صحیحہ کا منکر ہے)
۴: جاہل (جو فقیہ بنا بیٹھا ہے اور بغیر دلیل کے تقلید کی وجہ سے صحیح احادیث کا مخالف ہے)
دیکھئے المستدرک للحاکم (۳/۵۱۳ ح ۶۱۷۶ وسندہ صحیح)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ " يبصر أحدكم القذاة في عين أخيه وينسى الجذع أو الجذل في عينه " تم میں سے ہر شخص دوسرے کی آنکھ کا تنکا دیکھ لیتا

ہے لیکن اپنی آنکھ کا شہتیر بھی نظر انداز کر دیتا ہے۔ (کتاب الزہد للامام احمد ص ۱۷۸ ح ۹۹۲ وسندہ صحیح)

یہ روایت مرفوعاً بھی مروی ہے۔

(زوائد زہد ابن المبارک لابن صاعد: ۲۱۲ وسندہ حسن، صحیح ابن حبان، الموارد: ۱۸۴۸)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی فقہ میں سے دو اہم مسئلے

۱: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فاتحہ خلف الامام کے بارے میں اپنے ایک شاگرد سے فرمایا:

"اقرأ بها في نفسك" اسے اپنے دل میں (سراً) پڑھو۔ (صحیح مسلم: ۳۹۵)

سائل نے پوچھا: جب امام جہری قراءت کر رہا ہو تو کیا کروں؟

انھوں نے فرمایا: اسے اپنے دل میں (سراً) پڑھو۔ (جزء القراءۃ للبخاری: ۷۳ وسندہ حسن)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب امام سورۂ فاتحہ پڑھے تو تُو بھی اسے پڑھ اور اسے امام سے پہلے ختم کر لے۔ (جزء القراءۃ: ۲۸۳ وسندہ صحیح، نصر الباری فی تحقیق جزء القراءۃ للبخاری ص ۲۷)

معلوم ہوا کہ دل میں پڑھنے سے مراد ہونٹ بند کر کے خیالی طور پر پڑھنا نہیں ہے بلکہ ہونٹ ہلاتے ہوئے آہستہ آواز میں پڑھنا ہے۔

۲: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ شروع نماز، رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد (تینوں مقامات پر) رفع یدین کرتے تھے۔

(دیکھئے جزء رفع الیدین للبخاری: ۲۲ وسندہ صحیح، نور العینین فی اثبات مسئلۃ رفع الیدین ص ۱۶۰)

آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمارے دل سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور تمام صحابہ وتابعین اور اہلِ ایمان کی محبت سے بھر دے۔ آمین

[الحدیث: ۳۵، ۳۶]

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے محبت

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

((أَوَّلُ جَيْشٍ مِنْ أُمَّتِي يَغْزُونَ الْبَحْرَ قَدْ أَوْجَبُوا))

میری اُمت کا پہلا لشکر جو سمندر میں جہاد کرے گا، ان (مجاہدین) کے لئے (جنت) واجب ہے۔ [صحیح البخاری:۲۹۲۴]

یہ جہاد سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما (کی خلافت) کے زمانے میں ہوا تھا۔

[دیکھئے صحیح البخاری:۶۲۸۲، ۶۲۸۳]

اور اس جہاد میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ شامل تھے۔ [دیکھئے صحیح بخاری:۲۷۹۹، ۲۸۰۰]

آپ فتحِ مکہ سے کچھ پہلے یا فتح مکہ کے دن مسلمان ہوئے۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میں بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا کہ اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ میں یہ سمجھا کہ آپ میرے لئے تشریف لائے ہیں لہٰذا میں دروازے کے پیچھے چھپ گیا تو آپ نے میری کمر پر تھپکی دے کر فرمایا:

((اذهب فادع لي معاوية)) وكان يكتب الوحي.. إلخ

جاؤ اور معاویہ کو بُلا لاؤ، وہ (معاویہ رضی اللہ عنہ) وحی لکھتے تھے۔ الخ [دلائل النبوۃ للبیہقی ۲/۲۴۳ وسندہ حسن]

معلوم ہوا کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کاتبِ وحی تھے۔ حافظ ابن عساکر لکھتے ہیں:

"خال المؤمنين و كاتب وحي رب العالمين، أسلم يوم الفتح"

مومنوں کے ماموں اور رب العالمین کی وحی لکھنے والے، آپ فتح مکہ کے دن مسلمان ہوئے۔ [تاریخ دمشق ۶۲/۳۸]

جلیل القدر تابعی عبداللہ بن عبیداللہ بن ابی ملیکہ المکی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ معاویہ

(رضی اللہ عنہ) نے عشاء کے بعد ایک رکعت وتر پڑھا، پھر ابن عباس (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا:
"أصاب إنه فقيه" انھوں نے صحیح کیا ہے، وہ فقیہ ہیں۔ [صحیح بخاری: ۳۷۶۵]
اس روایت کے مقابلے میں طحاوی حنفی نے "مالك بن يحيىٰ الهمداني (وثقه ابن حبان وحده): ثنا عبدالوهاب بن عطاء قال: أنا عمران بن حدير" کی سند سے ایک منکر روایت بیان کی ہے۔ [دیکھئے شرح معانی الآثار ۲۸۹/۱]
یہ روایت صحیح بخاری کے مخالف ہونے کی وجہ سے مردود ہے اور طحاوی کا یہ کہنا کہ ابن عباس (رضی اللہ عنہ) نے "انھوں نے صحیح کیا ہے" بطورِ تقیہ کہا تھا، غلط ہے۔
صحابی عبدالرحمٰن بن ابی عمیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے معاویہ (رضی اللہ عنہ) کے لئے فرمایا: ((اللهم اجعله هادياً مهدياً واهدِ به))
اے اللہ! اسے ہادی مہدی بنا دے اور اس کے ذریعے لوگوں کو ہدایت دے۔
[سنن الترمذی: ۳۸۴۲ وقال: "هذا حديث حسن غريب" التاریخ الکبیر للبخاری: ۲۴۰/۵، طبقات ابن سعد ۴۸۷/۷، الآحاد والمثانی لابن ابی عاصم ۳۵۸/۲ ح ۱۱۲۹، مسند احمد ۲۱۶/۴ ح ۱۷۸۹۵، وهو حديث صحيح]
یہ روایت مروان بن محمد وغیرہ نے سعید بن عبدالعزیز سے بیان کر رکھی ہے اور مروان کی سعید سے روایت صحیح مسلم میں ہے۔ [دیکھئے ۱۰۸/۱۰۴۳ او ترقیم دارالسلام: ۲۴۰۳]
لہٰذا ثابت ہوا کہ سعید بن عبدالعزیز نے یہ روایت اختلاط سے پہلے بیان کی ہے۔ نیز دیکھئے الصحیحۃ (۱۹۶۹)
اُم علقمہ (مرجانہ) سے روایت ہے کہ معاویہ بن ابی سفیان (رضی اللہ عنہما) مدینہ تشریف لائے تو (سیدہ) عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر اور بال مانگا۔ پھر انھوں نے چادر اوڑھ لی اور بال پانی میں ڈبو کر وہ پانی پیا اور اپنے جسم پر بھی ڈالا۔
[تاریخ دمشق ۱۰۶/۶۲ وسندہ حسن، مرجانہ وثقها العجلی وابن حبان]
مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ ایک وفد کے ساتھ معاویہ بن ابی سفیان (رضی اللہ عنہما) کے پاس گئے تو انھوں (معاویہ رضی اللہ عنہ) نے ان (مسور رضی اللہ عنہ) کی ضرورت پوری کی پھر تخلیے

میں بُلا کر کہا: تمھارا حکمرانوں پر طعن کرنا کیا ہوا؟ مسور نے کہا: یہ چھوڑیں اور اچھا سلوک کریں جو ہم پہلے بھیج چکے ہیں۔ معاویہ نے کہا: نہیں، اللہ کی قسم! تمھیں اپنے بارے میں بتانا پڑے گا اور تم مجھ پر جو تنقید کرتے ہو۔ مسور نے کہا: میں نے اُن کی تمام قابلِ عیب باتیں (غلطیاں) انھیں بتا دیں۔ معاویہ نے کہا: کوئی بھی گناہ سے بَری نہیں ہے۔ اے مسور! کیا تمھیں پتا ہے کہ میں نے عوام کی اصلاح کی کتنی کوشش کی ہے، ایک نیکی کا اجر دس نیکیوں کے برابر ملے گا۔ یا تم گناہ ہی گنتے رہتے ہو اور نیکیاں چھوڑ دیتے ہو؟ مسور نے کہا: نہیں، اللہ کی قسم! ہم تو انھی گناہوں کا ذکر کرتے ہیں جو ہم دیکھتے ہیں۔ معاویہ نے کہا: ہم اپنے ہر گناہ کو اللہ کے سامنے تسلیم کرتے ہیں۔ اے مسور! کیا تمھارے ایسے گناہ ہیں جن کے بارے میں تمھیں یہ خوف ہے کہ اگر بخشے نہ گئے تو تم ہلاک ہو جاؤ گے؟ مسور نے کہا: جی ہاں۔ معاویہ نے کہا: کس بات نے تمھیں اپنے بارے میں بخشش کا مستحق بنا دیا ہے اور میرے بارے میں تم یہ امید نہیں رکھتے؟ اللہ کی قسم! میں تم سے زیادہ اصلاح کی کوشش کر رہا ہوں لیکن اللہ کی قسم! دو باتوں میں صرف ایک ہی بات کو اختیار کرتا ہوں۔ اللہ اور غیر اللہ کے درمیان صرف اللہ ہی کو چُنتا ہوں۔ میں اس دین پر ہوں جس میں اللہ عمل قبول فرماتا ہے، وہ نیکیوں اور گناہوں کا بدلہ دیتا ہے سوائے اس کے کہ وہ جسے معاف کر دے۔ میں ہر نیکی کے بدلے یہ اُمید رکھتا ہوں کہ اللہ مجھے کئی گنا اجر عطا فرمائے گا۔ میں ان عظیم اُمور کا سامنا کر رہا ہوں جنھیں میں اور تم دونوں گن نہیں سکتے۔ میں نے اقامتِ صلوٰۃ کا نظام، جہاد فی سبیل اللہ اور اللہ کے نازل کردہ احکامات کا نظام قائم کر رکھا ہے اور ایسے بھی کام ہیں اگر میں تمھیں وہ بتا دوں تو تم انھیں شمار نہیں کر سکتے، اس بارے میں فکر کرو۔

مسور (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ میں جان گیا کہ معاویہ (رضی اللہ عنہ) مجھ پر اس گفتگو میں غالب ہو گئے۔ عروہ بن الزبیر فرماتے ہیں کہ اس کے بعد کبھی نہیں سنا گیا کہ مسور (رضی اللہ عنہ) نے معاویہ (رضی اللہ عنہ) کی کبھی مذمت کی ہو۔ وہ تو اُن کے لئے دعائے مغفرت ہی کیا کرتے تھے۔

[تاریخ بغداد ج ۱ ص ۲۰۸، ۲۰۹ ت ۴۸ وسندہ صحیح]

امام جعفر الصادق نے "قاسم بن محمد قال قال معاوية بن أبي سفيان" کی سند سے ایک حدیث بیان کی ہے جس میں آیا ہے کہ قاسم بن محمد (بن ابی بکر) نے فرمایا: فتعجب الناس من صدق معاوية "پس لوگوں کو معاویہ (رضی اللہ عنہ) کی سچائی پر بڑا تعجب ہوا۔

[تاریخ دمشق ۶۲/۱۱۵ وسندہ حسن]

اس روایت سے معلوم ہوا کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ لوگوں کے نزدیک سچے تھے۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: "ما رأيت رجلاً كان أخلق يعني للملك من معاوية" میں نے معاویہ سے زیادہ حکومت کے لئے مناسب (خلفائے راشدین کے بعد) کوئی نہیں دیکھا۔ [تاریخ دمشق ۶۲/۱۲۱ وسندہ صحیح، مصنف عبدالرزاق ۱۱/۴۵۳ ح ۲۰۹۸۵]

عرباض بن ساریہ السلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اللهم علّم معاوية الكتاب والحساب، وقه العذاب))

اے میرے اللہ! معاویہ کو کتاب و حساب سکھا اور اُسے عذاب سے بچا۔

[مسند احمد ۴/۱۲۷ ح ۱۷۱۵۲، وسندہ حسن، صحیح ابن خزیمہ: ۱۹۳۸]

(حارث بن زیاد و یونس بن سیف صدوقان لا ینزل حدیثہما عن درجۃ الحسن والجرح فیہما مردود)

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ساٹھ ہجری (۶۰ھ) میں فوت ہوئے۔

صحابۂ کرام کے درمیان اجتہادی وجوہ سے جو جنگیں ہوئیں اُن میں سکوت اختیار کرنا چاہئے۔

امام اہلِ سنت احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے فرمایا: جب تم کسی ایسے شخص کو دیکھو جو رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کو بُرا کہتا ہے تو اس کے اسلام پر تہمت لگاؤ۔

[مناقب احمد لابن الجوزی ص ۱۶۰ وسندہ صحیح، تاریخ دمشق ۶۲/۱۴۴]

امام معافی بن عمران الموصلی رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۵ھ) سے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں پوچھا گیا تو انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کے ساتھ کسی کو بھی برابر قرار نہیں دیا جا سکتا۔ معاویہ (رضی اللہ عنہ) آپ کے صحابی، ام المومنین ام حبیبہ (رضی اللہ عنہا) کے بھائی، آپ کے کاتب اور اللہ کی وحی (لکھنے) کے امین ہیں۔

[تاریخ بغداد ۲۰۹/۱ وسندہ صحیح، الحدیث: ۱۹ ص ۵۷، تاریخ دمشق ۱۴۳/۶۲]

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے فرمایا:

"من تنقص أحداً من أصحاب رسول الله ﷺ فلا ينطوي إلا على بلية، وله خبيئة سوء إذا قصد إلى خير الناس وهم أصحاب رسول الله ﷺ"

جو شخص رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں سے کسی ایک کی تنقیص کرے تو وہ اپنے اندر مصیبت چھپائے ہوئے ہے۔ اس کے دل میں بُرائی ہے جس کی وجہ سے وہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ پر حملہ کرتا ہے حالانکہ وہ (انبیاء کے بعد) لوگوں میں سب سے بہترین تھے۔ [السنۃ للخلال ۴۷۷/۲ ح ۷۵۸ وقال المحقق: إسنادہ صحیح]

ابراہیم بن میسرہ الطائفی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے کسی انسان کو نہیں مارا سوائے ایک انسان کے جس نے معاویہ (رضی اللہ عنہ) کو گالیاں دی تھیں، انھوں نے اسے کئی کوڑے مارے۔ [تاریخ دمشق ۱۴۵/۶۲ وسندہ صحیح]

نیز دیکھئے ماہنامہ الحدیث: ۲۶ ص ۲۷، ۲۸

مسند بقی بن مخلد میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ ایک سو تریسٹھ (۱۶۳) حدیثیں موجود ہیں۔ دیکھئے سیر اعلام النبلاء (۱۶۲/۳)

امیر معاویہ سے جریر بن عبداللہ البجلی، السائب بن یزید الکندی، عبداللہ بن عباس، معاویہ بن حدیج اور ابو سعید الخدری وغیرہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین

ابو الشعثاء جابر بن زید، حسن بصری، سعید بن المسیب، سعید المقبری، عطاء بن ابی رباح، محمد بن سیرین، محمد بن علی بن ابی طالب المعروف بابن الحنفیہ، ہمام بن منبہ اور ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف وغیرہ تابعین رحمہم اللہ نے روایت بیان کی ہے۔

[دیکھئے تہذیب الکمال ۲۰۱/۱۸، ۲۰۲]

اہل السنۃ والجماعۃ کے نزدیک تمام صحابہ عادل (روایت میں سچے) ہیں۔

[اختصار علوم الحدیث لابن کثیر ۲/۴۹۸]

ان کے درمیان جو اجتہادی اختلافات اور جنگیں ہوئی ہیں، ان میں وہ معذور و ماجور ہیں اور ہمیں اس بارے میں مکمل سکوت اختیار کرنا چاہئے۔ اے اللہ! ہمارے دلوں کو تمام صحابہ کی محبت سے بھر دے اور اُن کی توہین و تنقیص سے بچا۔ آمین

رضي الله عنهم أجمعين

[الحدیث:۲۹]

تابعین عظام رحمہم اللہ اجمعین سے محبت

﴿ وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴾

اور مہاجرین وانصار میں سے سابقین اولین اور وہ جنھوں نے احسان کے ساتھ ان کی اتباع کی، ان سب سے اللہ راضی ہے اور وہ اللہ سے راضی ہیں، اللہ نے ان کے لئے ایسی جنتیں تیار کی ہیں جن میں نہریں بہہ رہی ہیں، وہ ان (جنتوں) میں ہمیشہ رہیں گے۔ یہی سب سے بڑی کامیابی ہے۔ (التوبہ:۱۰۰)

یہاں اتباع کرنے والوں سے مراد صحابہ کے تابعین ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین وتابعین عظام سے راضی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہیں، یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان عظیم لوگوں کو (جنت کی صورت میں) عظیم کامیابی سے ہمکنار کیا ہے۔ رحمت للعالمین سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ، صحابۂ کرام کی عظمت، تابعین عظام کی رفعت اور تبع تابعین کی شان وشوکت کو اپنی زبانِ مبارک سے اس طرح بیان فرماتے ہیں:

((خير الناس قرني ، ثم الذين يلونهم ، ثم الذين يلونهم))

لوگوں میں سب سے بہترین زمانہ میرا زمانہ ہے، پھر وہ جو اِن (صحابہ) کے نزدیک ہیں۔ (تابعین) پھر وہ جو اِن (تابعین) کے نزدیک ہیں (تبع تابعین)

(صحیح البخاری: ح ۲۶۵۲، وصحیح مسلم: ح ۲۵۳۳)

ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((يأتي على الناس زمان ، يغزو فئام من الناس ، فيقال لهم ، فيكم

من رأى رسول الله ﷺ ؟ فيقولون :نعم ، فيفتح لهم ، ثم يغزو فئام من الناس ، فيقال لهم :فيكم من رأى من صحب النبي ﷺ ؟ فيقولون :نعم ، فيفتح لهم ، ثم يغزو فئام من الناس ،فيقال لهم :هل فيكم من رأى من صحب من صحب رسول الله ﷺ ؟ فيقولون : نعم ، فيفتح لهم))

ایک زمانہ آئے گا جس میں لوگ فوجیں بنا کر جہاد کریں گے، تو ان سے پوچھا جائے گا: کیا تم میں کوئی ایسا آدمی (صحابی) موجود ہے جس نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے؟ تو وہ کہیں گے: جی ہاں، تو انھیں (اللہ کی طرف سے) فتح حاصل ہو گی۔ پھر کچھ لوگ فوجیں بنا کر جہاد کریں گے تو ان سے پوچھا جائے گا: کیا تم میں کوئی ایسا شخص (تابعی) موجود ہے جس نے صحابہ کو دیکھا ہے؟ تو وہ کہیں گے: جی ہاں، تو انھیں فتح نصیب ہو گی۔ پھر کچھ لوگ فوجیں ترتیب دے کر جہاد کریں گے تو ان سے کہا جائے گا: کیا تم میں کوئی ایسا شخص (تبع تابعی) موجود ہے جس نے تابعین کو دیکھا ہے؟ تو وہ کہیں گے: جی ہاں، تو انھیں فتح حاصل ہو گی۔

(صحیح البخاری: ح ۲۸۹۷، وصحیح مسلم: ح ۲۵۳۲)

اس حدیث پاک سے دو باتیں ثابت ہوتی ہیں:

① صحابہ کے بعد تابعین کی جماعت، انتہائی مقدس جماعت ہے۔

② نبی ﷺ کی یہ پیشین گوئی من وعن پوری ہوئی اور صحابہ، تابعین و تبع تابعین کے دور میں اسلام غالب رہا۔ والحمد للہ

لہٰذا ہم پر واجب ہے کہ ہم تمام صحابہ، تابعین، تبع تابعین، محدثین، ائمۂ دین اور تمام صحیح العقیدہ مسلمانوں سے محبت کریں، اللہ تعالیٰ اس محبت کی وجہ سے سارے گناہ معاف کر کے ان مقدس جماعتوں کے ساتھ شامل کر دے گا۔ ان شاء اللہ

واضح رہے محبت کا تقاضا ہے: ﴿ فَإِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ ﴾

نی صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے نقشِ قدم پر چلنے کی حتی الوسع کوشش کی جائے۔

اللہ تعالیٰ نے امت مسلمہ میں صحابۂ کرام کے بعد، تابعین عظام جیسے عظیم لوگ پیدا
رمائے جو اسلام کے آسمان پر اپنی بیان کردہ احادیث کی وجہ سے، سورج، چاند اور ستاروں
ل صورت میں مسلسل جگمگا رہے ہیں۔ کہیں سعید بن المسیب، حسن بصری، عروہ بن زبیر اور
عید بن جبیر ہیں تو کہیں زین العابدین، محمد بن سیرین، شعبی، سالم بن عبداللہ، مجاہد اور عطاء
ن ابی رباح کتاب وسنت کی روشنیاں پھیلا رہے ہیں۔

ان کے تفصیلی حالات کے لئے حافظ ذہبی کی کتاب تذکرۃ الحفاظ، سیر اعلام النبلاء اور
افظ مزی کی تہذیب الکمال کا مطالعہ کریں، اس عظیم الشان جماعت کے فضائل پڑھنے اور
ننے سے دل ودماغ دنگ رہ جاتے ہیں۔

اے اللہ، ہمارے دلوں کو اپنی اور اپنے پیارے نبی کریم ﷺ، نبی ﷺ کے پیارے
حابہ، تابعین، تبع تابعین، ائمۂ کرام اور تمام محدثین کی محبت سے بھر دے اور رسول اللہ ﷺ
ے فرمان: ((المرء مع من أحب))
دمی اس کے ساتھ ہے جس سے وہ محبت کرتا ہے۔ (بخاری: ۶۱۷۰)
مصداق بنا دے۔ آمین ثم آمین

[الحدیث: ۳]

امام ابن شہاب الزہری رحمہ اللہ سے محبت

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ ((طوبٰی لمن رآني وطوبٰی لمن رأی من رآني : طوبٰی لهم وحسن مآب)) اس شخص کے لئے خوش خبری ہے جس نے (حالتِ ایمان میں) مجھے دیکھا اور اس کے لئے (بھی) خوش خبری ہے جس نے (حالتِ ایمان میں) اُسے دیکھا جس نے مجھے دیکھا، ان سب کے لئے خوش خبری اور بہترین ٹھکانا ہے۔

(الاحادیث المختارۃ للضیاء المقدسی ۹/۹۹ ح ۸۷ وسندہ حسن)

اس حدیث میں صحیح العقیدہ سچے تابعین کی عظیم الشان فضیلت بیان کی گئی ہے۔ ان تابعین میں سے مدینہ طیبہ کے رہنے والے امام محمد بن مسلم بن عبیداللہ بن عبداللہ بن شہاب الزہری رحمہ اللہ کو دس صحابۂ کرام کے دیدار کا شرف حاصل ہے جن میں سیدنا انس بن مالک، سیدنا سہل بن سعد، سیدنا محمود بن ربیع اور سیدنا سائب بن یزید رضی اللہ عنہم بہت مشہور ہیں۔
امام ابن شہاب الزہری کی بیان کردہ احادیث صحیح بخاری، صحیح مسلم، صحیح ابن خزیمہ، صحیح ابن الجارود، صحیح ابی عوانہ، صحیح ابن حبان، سنن اربعہ، موطأ امام مالک، کتاب الام للامام الشافعی اور مسند احمد وغیرہ میں کثرت سے موجود ہیں۔
امام زہری کو امام عجلی وحافظ ابن حبان وغیرہما نے صراحتاً ثقہ قرار دیا ہے۔

(دیکھئے تاریخ العجلی: ۱۵۰۰ اوقال: ''مدني تابعي ثقة'' الثقات لابن حبان ۵/۳۴۹)

امام بخاری، امام مسلم، امام ابن خزیمہ اور امام ابن الجارود وغیرہم نے تصحیحِ حدیث کے ذریعے سے انھیں ثقہ وصحیح الحدیث قرار دیا ہے۔
امام زہری کے جلیل القدر شاگرد امام مالک بن انس المدنی رحمہ اللہ نے فرمایا: ابن شہاب ایسے دور میں باقی رہے جب دنیا میں ان جیسا کوئی بھی نہیں تھا۔

(الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم ج ۸ ص ۷۲ وسندہ صحیح)

امام ایوب بن ابی تمیمہ السختیانی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۱ھ) نے فرمایا: میں نے زہری سے بڑا کوئی عالم نہیں دیکھا۔

(الجرح والتعدیل ۳/۸ ۷، العلل للامام احمد: ۱۰۳/۱۰۷، تاریخ ابی زرعۃ الدمشقی: ۹۶۱ وسندہ صحیح)

اہلِ سنت کے جلیل القدر امام عبداللہ بن المبارک المروزی رحمہ اللہ نے فرمایا:

ہمارے نزدیک زہری کی حدیث اس طرح ہے جیسے (براہِ راست) ہاتھ سے کوئی چیز لی جائے۔ (الجرح والتعدیل ۱/۴۷/۱۲۰ وسندہ صحیح)

امیر المومنین عمر بن عبدالعزیز الاموی الخلیفہ نے فرمایا: "ما أتاك به الزهري يسنده فاشدد به يديك" "تمھارے پاس زہری جو کچھ سند کے ساتھ لے کر آئیں تو اسے مضبوطی سے پکڑ لو۔ (تاریخ ابی زرعۃ الدمشقی: ۹۶۰ وسندہ صحیح)

مشہور تابعی عمرو بن دینار المکی (متوفی ۱۲۶ھ) نے فرمایا: میں نے زہری سے زیادہ بہترین حدیثیں بیان کرنے والا (تابعین میں سے) کوئی بھی نہیں دیکھا۔

(الجرح والتعدیل ۳/۸ ۷ وسندہ صحیح، کتاب المعرفۃ والتاریخ للامام یعقوب بن سفیان الفارسی ج ۱ ص ۶۳۴ وسندہ صحیح)

امام سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ لوگوں میں زہری سے زیادہ (ان کے زمانے میں) سنت کا عالم دوسرا کوئی نہیں تھا۔ (الجرح والتعدیل ۳/۸ ۷، ۴ ۷ وسندہ صحیح)

انھوں نے مزید فرمایا کہ میں نے زہری، حماد اور قتادہ سے زیادہ فقیہ کوئی نہیں دیکھا۔

(الجرح والتعدیل ۴/۸ ۷ وسندہ صحیح، نیز دیکھئے المعرفۃ والتاریخ ۱/۶۲۱، ۶۳۵ و تاریخ ابی زرعۃ الدمشقی: ۱۴۵۰)

اسماء الرجال کے جلیل القدر امام یحییٰ بن معین نے امام زہری کی بیان کردہ ایک حدیث کو صحیح کہا۔ (تاریخ ابن معین روایۃ الدوری: ۳۹۶۴) اور زہری کو ثقہ کہا۔ (تاریخ عثمان بن سعید الدارمی: ۱۷)

اسماء الرجال اور عللِ حدیث کے ماہر امام علی بن المدینی نے فرمایا کہ کبار تابعین کے بعد مدینہ میں زہری، یحییٰ بن سعید (الانصاری)، ابو الزناد اور بکیر بن عبداللہ بن الاشج سے بڑا عالم کوئی نہیں تھا۔ (الجرح والتعدیل ۴/۸ ۷ وسندہ حسن) اور کہا: لوگوں کی حدیثیں اور اقوال سب سے زیادہ زہری جانتے تھے۔ (المعرفۃ والتاریخ ۱/۳۵۳ وسندہ صحیح، ۱/۱۴/۱۷)

ابو حاتم رازی نے فرمایا: زہری کی بیان کردہ حدیث حجت ہے اور (سیدنا) انس (رضی اللہ عنہ) کے شاگردوں میں سب سے زیادہ ثقہ زہری ہیں۔ (الجرح والتعدیل ۸/۷۴ وھو صحیح)

ابوزرعہ الرازی نے زہری کو عمرو بن دینار سے بڑا حافظ قرار دیا۔ (الجرح والتعدیل ۸/۷۴ وسندہ صحیح)

مشہور تابعی اور جمہور محدثین کے نزدیک ثقہ وصدوق امام مکحول الشامی نے فرمایا: میرے علم میں سنتِ گذشتہ کو زہری سے زیادہ کوئی نہیں جانتا۔ (العلل لاحمد: ۱۰۲/۶ و ۱۰۶ وسندہ صحیح)

مختصر یہ کہ امام زہری کے ثقہ وصدوق اور صحیح الحدیث ہونے پر اجماع ہے۔ حافظ ابن حجر العسقلانی لکھتے ہیں: ''الزهري أبوبكر الفقيه الحافظ ، متفق على جلالته و اتقانه'' یعنی زہری فقیہ حافظ تھے اور ان کی جلالت واتقان (ثقہ ہونے) پر اتفاق ہے۔

(تقریب التہذیب: ۶۲۹۶)

حافظ ابن عساکر الدمشقی نے فرمایا: ''أحد الأعلام من أئمة الإسلام'' وہ ائمۂ اسلام کے بڑے علماء میں سے ہیں۔ (تاریخ دمشق ج ۵۸ ص ۲۲۰)

امام زہری کے شاگردوں میں عمر بن عبدالعزیز ، عطاء بن ابی رباح ، قتادہ ، عمرو بن شعیب، عمرو بن دینار، ایوب سختیانی ، امام مالک ، سفیان بن عیینہ اور ابوجعفر محمد بن علی بن الحسین الباقر وغیرہم جیسے عظیم الشان وجلیل القدر علمائے حق بھی تھے۔ رحمہم اللہ اجمعین

چودھویں پندرھویں صدی ہجری میں بعض منکرینِ حدیث اور شیعہ حضرات نے امام زہری پر طعن وتشنیع کرنے کی ناکام کوشش کی ہے۔ اہلِ بدعت کے ان حملوں اور ان کے جوابات کے لئے دیکھئے ماہنامہ الحدیث: ۳ ص ۴۱۔ ۴۶، شمارہ: ۴ ص ۳۵، ۳۶

امام عمرو بن دینار المکی فرماتے ہیں: میں نے زہری جیسا کوئی نہیں دیکھا کہ جس کے نزدیک درہم ودینار کی کوئی حیثیت نہیں۔ (المعرفۃ والتاریخ ۱/۶۳۲ وسندہ صحیح، سنن الترمذی: ۵۲۳)

یعنی آپ دولت سے ذرا بھی محبت نہیں کرتے تھے۔ جمہور محدثین کے نزدیک ثقہ وصدوق امام سلیمان بن موسیٰ الدمشقی نے فرمایا: اگر ہمارے پاس علم بذریعہ اہل الحجاز عن الزہری آئے تو ہم اسے قبول کرتے ہیں۔ (المعرفۃ والتاریخ ۲/۴۰۲، ۴۱۰ وسندہ صحیح)

جدید منکرینِ حدیث کا امام زہری پر تشیع کا الزام سرے سے باطل ومردود ہے۔ امام بخاری نے امام زہری سے تعلیقاً نقل کیا ہے کہ "مِنَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ الرِّسَالَةُ وَعَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الْبَلَاغُ وَعَلَيْنَا التَّسْلِيْمُ" رسالت (کا بیان) اللہ کی طرف سے ہے، رسول اللہ ﷺ کا کام اسے آگے پہنچا دینا ہے اور ہمارا کام سرِ تسلیم خم کرنا ہے۔ (صحیح بخاری قبل ح ۷۵۳۰)

امام زہری نے فرمایا: "الإعتصام بالسنة نجاة" سنت (احادیث) کو مضبوطی سے پکڑنے میں نجات ہے۔ (تاریخ دمشق لابن عساکر ج ۵۸ ص ۲۶۵ وسندہ حسن)

امام شافعی کے چچا محمد بن علی بن شافع فرماتے ہیں کہ (ناصبی خلیفہ) ہشام (بن عبدالملک اموی) نے (امام) زہری سے پوچھا کہ ﴿وَالَّذِيْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ مِنْهُمْ﴾ سے کون مراد ہے؟ تو انھوں نے فرمایا: عبداللہ بن اُبی۔ ہشام نے کہا: تم نے جھوٹ بولا ہے۔ زہری نے جواب دیا: "میں جھوٹ بولتا ہوں؟ تیرا باپ نہ رہے، اللہ کی قسم اگر آسمان سے کوئی منادی کرنے والا منادی کرے کہ اللہ نے جھوٹ کو حلال کر دیا ہے تو میں پھر بھی جھوٹ نہیں بولوں گا۔" پھر انھوں نے اسے اس کے بارے میں احادیث سنائیں۔

(تاریخ دمشق ۵۸/۳۷۲ وسندہ صحیح، تاریخ میں عمی کے بجائے غلطی سے عمر لکھا ہوا ہے۔)

آخر میں عرض ہے کہ امام ابن شہاب زہری اور تمام صحیح العقیدہ سچے تابعین سے محبت کرنا ایمان کی نشانی ہے۔ جو بدنصیب شخص ان ثقہ وصدوق علماء پر طعن وتشنیع کے تیر چلانے کی کوشش کرے، اس کا مقابلہ پوری قوت اور شدید جذبۂ ایمانی سے کرنا چاہئے۔

حافظ ابن حبان فرماتے ہیں: "وكان من أحفظ أهل زمانه وأحسنهم سياقًا لمتون الأخبار وكان فقيهًا فاضلاً، روى عنه الناس" زہری اپنے زمانے میں سب سے بڑے حافظ اور متونِ احادیث کو سب سے اچھے طریقے سے بیان کرنے والے تھے اور فقیہ فاضل تھے۔ آپ سے لوگوں نے روایتیں بیان کی ہیں۔ (الثقات ۵/۳۴۹)

اے اللہ! ہمارے دل امام زہری اور سچے صحیح العقیدہ تابعین کی محبت سے بھر دے۔

آمین یارب العالمین [الحدیث: ۳۷]

علمائے حق سے محبت

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ﴾

تم میں سے ایمان والوں اور علم والوں کے درجے، اللہ بلند فرمائے گا۔ (المجادلۃ: ۱۱)

معلوم ہوا کہ اہل ایمان علماء (علمائے حق) کو عام مومنین و مسلمین پر برتری و فضیلت حاصل ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا﴾

اللہ سے اس کے بندوں میں صرف علماء ہی (سب سے زیادہ) ڈرتے ہیں (فاطر: ۲۸)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((إن الله يرفع بهٰذا الكتاب أقواماً ويضع به آخرين))

اس کتاب (قرآن) کے (علم و عمل کے) ساتھ، اللہ تعالیٰ کچھ لوگوں کو (فضیلت کے ساتھ) اٹھائے گا اور کچھ کو گرا دے گا۔ (صحیح مسلم: ۲۶۹ / ۸۱۷ و ترقیم دارالسلام: ۱۸۹۷)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((فضل العالم على العابد كفضلي على أدناكم))

جس طرح مجھے تم لوگوں پر فضیلت حاصل ہے، اسی طرح (ہر) عالم کو (ہر) عابد پر فضیلت حاصل ہے۔ (سنن الترمذی ح: ۲۶۸۵ وقال: "حسن غریب صحیح" أضواء المصابیح: ۲۱۳ وقال: اسنادہ حسن)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

((ليس منامن لم يجل كبيرنا ويرحم صغيرنا ويعرف لعالمنا حقه))

جو شخص ہمارے بڑوں کی عزت نہ کرے، چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور ہمارے (اہلِ حق) عالم کا حق نہ پہچانے، وہ ہم میں (اہل حق میں) سے نہیں ہے۔

(مشکل الآثار للطحاوی: ۲/ ۱۳۲ ح ۱۸۰ و سندہ حسن)

آپ ﷺ کا ارشاد ہے: ((البرکة مع أکابرکم)) برکت تمھارے اکابر کے ساتھ ہے۔

(المستدرک للحاکم ۱/۶۲ ح ۲۱۰، واتحاف المھرة ۷/۶۰۱ ح ۸۵۶۳، وشعب الایمان: ۱۱۰۰۵، وسندہ صحیح)

ان دلائل سے معلوم ہوا کہ اہلِ حق (اہلِ سنت: اہلِ حدیث) علماء کو عام مسلمانوں پر فضیلت حاصل ہے لہٰذا ان کا احترام کرنا ضروری ہے۔

طاؤس تابعی فرماتے ہیں:

"من السنة أن یوقر أربعة: العالم وذو الشیبة والسلطان والوالد، قال: ویقال: إن من الجفاء أن یدعو الرجل والده باسمه"

سنت یہ ہے کہ چار آدمیوں کی عزت واحترام (خاص طور پر) کرنا چاہئے (۱) عالم (۲) عمر رسیدہ بزرگ (۳) حاکم (۴) اور والد، کہا جاتا ہے کہ یہ ظلم (اور گناہ) میں سے ہے کہ بیٹا اپنے باپ کا نام لے کر پکارے۔

(مصنف عبدالرزاق ۱۱/۱۳۷ ح ۲۰۱۴۳ وسندہ صحیح)

صحابۂ کرام نبی ﷺ کا بہت زیادہ احترام کرتے تھے، وہ آپ کے سامنے اس طرح بیٹھتے گویا ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوئے ہیں۔

(سنن ابی داود: ۳۸۵۵، إسنادہ صحیح، وصححہ الترمذی: ۲۰۳۸ والحاکم ۴/۳۹۹ ووافقہ الذہبی)

قاضی فضیل بن عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

" عالم عامل معلم یدعٰی کبیرًا في ملکوت السمٰوات "

عالم باعمل، معلم آسمانوں کی مملکت میں بڑا سمجھا جاتا ہے۔ (الترمذی: ۳۶۸۵ وسندہ صحیح)

درج بالا و دیگر نصوص شرعیہ کو مدنظر رکھتے ہوئے عوام کے لئے چند اہم باتیں پیش خدمت ہیں:

① ہر عامی لاعلم پر ضروری ہے کہ وہ صحیح العقیدہ علمائے حق میں سے، عالم باعمل کا انتخاب کرکے، اس کے پاس جائے اور مسئلہ پوچھے۔

② علمائے سوء سے بچنا واجب ہے کیونکہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((من وقر صاحب بدعة فقد أعان علٰی هدم الإسلام))

جس نے کسی بدعتی کی تعظیم (وعزت) کی تو اس نے اسلام کے گرانے میں مدد کی۔
(کتاب الشریعہ للآجری ص ۹۶۲ ح ۲۰۴۰ وسندہ صحیح)

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"إنكم في زمان: الصلوٰة فيه طويلة والخطبة فيه قصيرة وعلماء ه كثير و خطباء ه قليل، وسيأتي عليك زمان: الصلوٰة فيه قصيرة والخطبة فيه طويلة، خطباء ه كثير وعلماء ه قليل"

تم ایسے زمانے میں ہو کہ (جمعہ کی) نماز لمبی اور خطبہ چھوٹا (مختصر) ہوتا ہے، علماء زیادہ ہیں اور (قصہ گو) خطیب حضرات کم ہیں اور تجھ پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ (جمعہ کی) نماز مختصر اور خطبہ لمبا ہوگا، (قصہ گو) خطیب حضرات زیادہ ہوں گے اور (حقیقی) علماء کم ہوں گے۔ الخ (المعجم الکبیر للطبرانی ج ۹ ص ۱۱۳ ح ۸۵۶۷ وسندہ صحیح)

③ عالم سے انتہائی احترام اور ادب سے سوال کیا جائے کہ کتاب وسنت اور دلیل سے جواب دیں۔

④ عالم کا نام لے کر پکارنے کے بجائے "شیخ صاحب" وغیرہ کے الفاظِ ادب استعمال کئے جائیں۔ یحییٰ بن یعمر (تابعی) نے جب سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مسئلہ پوچھا تھا تو فرمایا: "یاأبا عبد الرحمٰن" اے ابوعبدالرحمٰن (صحیح مسلم: ۸/۹۳)
یعنی آپ کا نام لینے سے اجتناب کیا۔

⑤ عالم کے سامنے ہنسنے، آنکھ مارنے اور شور مچانے سے مکمل اجتناب کیا جائے۔
عبدالرحمٰن بن مہدی کی مجلس میں ایک آدمی ہنس پڑا تو انھوں نے فرمایا: "لا حدثتكم شهراً" میں تمھیں ایک مہینہ حدیثیں نہیں سناؤں گا۔

(الجامع لأخلاق الراوی وآداب السامع للخطیب ج ۱ ص ۱۹۳ ح ۳۲۵ وسندہ صحیح)

⑥ علمائے حق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحیح وارث اور اولیاء اللہ ہیں۔
امیر المومنین فی الحدیث امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

" وأن العلماء هم ورثة الأنبياء ، ورثوا العلم " اور بے شک علماء: انبیاء کے وارث ہیں، انھوں نے علم کا ورثہ پایا ہے۔ (صحیح البخاری، کتاب العلم باب ۱۰ قبل ح ۶۸)

⑦ علمائے حق سے دشمنی اور بغض نہیں رکھنا چاہئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إن الله قال : من عادیٰ لي ولياً فقد آذنته بالحرب))

بے شک اللہ نے فرمایا: جس شخص نے میرے کسی ولی (دوست) سے دشمنی رکھی تو میں اس شخص کے خلاف اعلانِ جنگ کرتا ہوں۔ (صحیح البخاری: ۶۵۰۲)

امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ چار آدمیوں سے علم حاصل نہیں کرنا چاہئے:
(۱) بے وقوف، جس کی بے وقوفی علانیہ ہو (۲) کذاب (۳) بدعتی جو اپنی بدعت کی طرف دعوت دیتا ہو (۴) نیک آدمی جسے حدیث کا کچھ بھی پتا نہ ہو۔

(کتاب الضعفاء للعقیلی ۱/۱۳ وسندہ صحیح)

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں میں علمائے حق کی محبت بھر دے۔ آمین

تنبیہ: ان مضامین میں احادیث کی تحقیق میرے استاد محترم شیخ حافظ زبیر علی زئی حفظہ اللہ کی ہوتی ہے۔

[الحدیث: ۴]

اللہ کے مومن بندوں سے محبت

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ﴾

مومنین (آپس میں) بھائی بھائی ہیں۔ (الحجرات:۱۰)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لا تدخلون الجنة حتّى تؤمنوا ولا تؤمنوا حتّى تحابوا ، أو لا أدلكم على شيً إذا فعلتموه تحاببتم ؟ أفشوا السلام بينكم))

تم جنت میں داخل نہیں ہو سکتے حتیٰ کہ ایمان لے آؤ، اور تم ایمان (مکمل) نہیں لا سکتے جب تک ایک دوسرے سے محبت نہ کرو، کیا تمھیں وہ چیز نہ بتا دوں، اگر تم اسے کرو تو آپس میں محبت کرنے لگو گے؟ السلام (السلام علیکم) کو اپنے درمیان پھیلا دو۔ (صحیح مسلم:۵۴/۹۳ دارالسلام:۱۹۴)

آپ ﷺ فرماتے ہیں:

((لا يؤمن أحدكم حتّى يحب لأخيه ما يحب لنفسه))

تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک (پورا) مومن نہیں ہو سکتا جب تک وہ اپنے بھائی کے لئے (خیر میں سے) وہی چیز پسند نہ کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔

(صحیح بخاری:۱۳ و صحیح مسلم:۴۵ والنسائی ۱۱۵/۸ ح ۵۰۲۰)

ایک مشہور حدیث میں آیا ہے:

((المسلم أخو المسلم ، لا يظلمه ولا يسلمه ، ومن كان في حاجة أخيه كان الله في حاجته ومن فرّج عن مسلم كربة فرّج الله

عنه كربة من كربات يوم القيامة ، ومن ستر مسلماً ستره الله يوم القيامة))

مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ وہ اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ وہ اس پر ظلم ہونے دیتا ہے، جو آدمی اپنے بھائی کی (جائز) ضرورت پوری کرے گا، اللہ اس کی ضرورت پوری کرے گا، اور جس نے کسی مسلمان کی مصیبت دور کرنے میں مدد کی، اللہ اس کی مصیبت دور کرے گا اور جس نے کسی مسلمان (کی غلطی) پر پردہ ڈالا، اللہ قیامت کے دن اس پر پردہ ڈالے گا۔ (صحیح بخاری:۲۴۴۲ وصحیح مسلم:۲۵۸۰)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((سبعة يظلهم الله في ظله يوم لاظل إلا ظله :الإمام العادل ، وشاب نشأ في عبادة ربه ورجل قلبه معلق في المساجد ، ورجلان تحابا في الله اجتمعا علىٰ ذلك وتفرقا عليه ، ورجل طلبته ذات منصب و جمال فقال: إني أخاف الله ، ورجل تصدق أخفىٰ حتّى لا تعلم شماله ماتنفق يمينه ورجل ذكر الله خالياً ففاضت عيناه))

سات آدمیوں کو اللہ اپنے (عرش کے) سائے میں رکھے گا جس دن اس کے سائے کے بغیر کوئی سایہ نہیں ہوگا۔ (۱) عادل حکمران (۲) اپنے رب کی عبادت میں پلا ہوا نوجوان (۳) وہ آدمی جس کا دل مسجدوں (کے خیال) میں ہی لٹکا رہتا ہے۔ (۴) وہ دو آدمی جو ایک دوسرے سے اللہ کے لئے محبت کرتے ہیں، اسی پر اکٹھے ہوتے ہیں اور اسی پر جدا ہوتے ہیں (۵) وہ آدمی جسے خوبصورت اور اونچے درجے والی (عورت) بلائے (زنا کے لئے) تو کہہ دے: میں اللہ سے ڈرتا ہوں (۶) وہ آدمی جو (اتنے خفیہ طور پر غریب کو) صدقہ دے کہ بائیں ہاتھ کو دائیں ہاتھ کی خبر نہ لگے یعنی لوگوں کو پتا ہی نہ چلے (۷) اور وہ آدمی جو اکیلا ہو تو اللہ کو یاد کرے تو اس کی آنکھیں

ہمارا پیارا رب فرماتا ہے: " حقت محبتي على المتحابين فيّ"
جو لوگ میری وجہ سے ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں، ان کے لئے میری محبت واجب ہوگئی۔ (مسند احمد/زوائد عبداللہ بن احمد ۳۲۸/۵ وسندہ صحیح)

اس قدسی حدیث میں یہ بھی ہے کہ یہ لوگ نور کے منبروں پر تشریف فرما ہوں گے اور انھیں دیکھ کر انبیاء اور صدیقین خوشی کا اظہار کر رہے ہوں گے۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((ثلاث من كن فيه وجد حلاوة الإيمان :أن يكون الله ورسوله أحب إليه مما سواهما وأن يحب المرء لا يحبه إلا لله وأن يكره أن يعود في الكفر كما يكره أن يقذف في النار))

جس شخص میں تین (صفتیں) ہوں اس نے ایمان کی مٹھاس پالی (۱) اس کے نزدیک اللہ اور اس کا رسول سب سے زیادہ محبوب ہوں (۲) وہ جس آدمی سے محبت کرے صرف اللہ کے لئے محبت کرے (۳) اسے کفر میں لوٹ جانا اس طرح ناپسند ہو جیسے آدمی آگ میں گرنا ناپسند کرتا ہے۔ (البخاری:۱۶، مسلم:۴۳)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

((المؤمن للمؤمن كالبنيان يشد بعضه بعضاً، ثم شبك بين أصابعه))

(ہر) مومن دوسرے مومن کے لئے عمارت (کی دیواروں) کی طرح ہے جس کا ہر حصہ دوسرے حصے کو مضبوط رکھتا ہے، آپ نے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو ایک دوسرے میں پھنسا کر سمجھایا۔ (البخاری:۶۰۲۶ ومسلم:۲۵۸۵)

ایک صحیح حدیث میں آیا ہے:

((مثل المؤمنين في توادهم وتراحمهم وتعاطفهم مثل الجسد، إذا اشتكىٰ من عضو، تداعىٰ له سائر الجسد بالسهر والحمىٰ))

ایک دوسرے کے ساتھ محبت، جذبۂ رحم اور ہمدردی میں مومنوں کی مثال ایک جسم کی طرح ہے۔ جب جسم کے کسی حصہ میں درد ہوتا ہے تو سارا جسم بے آرامی اور بخار کے ساتھ پریشان رہتا ہے۔ (مسلم: ۲۵۸۶ واللفظ لہ، البخاری: ۶۰۱۱)

ایک دوسری روایت میں ہے:

((المسلمون کرجل واحد، إن اشتکیٰ عینه اشتکیٰ کله وإن اشتکیٰ رأسه اشتکیٰ کله))

تمام مسلمان ایک آدمی کی طرح ہیں۔ اگر اس کی آنکھ میں درد ہوتا ہے تو وہ سارا (جسم) بیمار رہتا ہے اور اگر اس کے سر میں درد ہوتا ہے تو سارا (جسم) بیمار رہتا ہے۔

(مسلم: ۲۵۸۶ دارالسلام: ۶۵۸۹)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لا یحل لمسلم أن یهجر أخاه فوق ثلاث لیال))

کسی مسلمان کے لئے حلال نہیں ہے کہ اپنے بھائی سے، تین (دن) راتوں سے زیادہ بائیکاٹ کرے۔ (البخاری: ۶۰۷۳۔۶۰۷۵)

انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لا تباغضوا ولا تحاسدوا ولا تدابروا و کونوا عباداللہ إخواناً، ولا یحل لمسلم أن یهجر أخاه فوق ثلاثة أیام))

نہ ایک دوسرے سے بغض کرو اور نہ حسد کرو، اور نہ قطع تعلق کر کے ایک دوسرے کے دشمن بنو، اور (تم سب) اللہ کے بندے اور آپس میں بھائی بھائی بن جاؤ، کسی مسلمان کے لئے یہ حلال نہیں ہے کہ وہ اپنے (مسلمان) بھائی سے تین دن سے زیادہ بائیکاٹ کرے۔ (البخاری: ۶۰۶۵ و مسلم: ۲۵۵۹)

محدث فضیل بن غزوان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

(امام) ابو اسحاق (السبیعی) کے نابینا ہو جانے کے بعد، میں ان سے ملا تو انھوں نے مجھے

سینے سے لگا لیا۔ میں نے پوچھا: آپ مجھے جانتے ہیں؟ انھوں نے فرمایا: جی ہاں، اللہ کی قسم میں تجھے جانتا ہوں اور تجھ سے محبت کرتا ہوں۔ الخ

(کتاب الاخوان لابن ابی الدنیا ص ۱۰۰ ح ۱۴۲ و إسنادہ حسن)

ایک روایت میں آیا ہے:

((تعرض أعمال الناس في كل جمعة مرتين ، يوم الإثنين و يوم الخميس، فيغفر لكل عبد مؤمن إلا عبداً بينه وبين أخيه شحناء، فيقال: اتركوا أو اركوا هٰذين حتّى يفيئا))

لوگوں کے اعمال (اللہ پر) ہر ہفتے دو دفعہ پیش کئے جاتے ہیں، سوموار اور جمعرات کے دن، پس ہر مومن بندے کی مغفرت کر دی جاتی ہے سوائے اس بندے کے جس کے (مسلمان) بھائی اور اس کے درمیان دشمنی (اور بائیکاٹ) ہے۔ کہا جاتا ہے: انھیں (اس وقت تک) چھوڑ دو جب تک یہ دونوں صلح کر لیں۔

(مسلم: ۳۶/۲۵۶۵ و دار السلام: ۶۵۴۷)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((كل المسلم على المسلم حرام، دمه وماله و عرضه))

ہر مسلمان کا خون، مال اور عزت دوسرے مسلمان پر حرام ہے۔

(مسلم: ۲۵۶۴ دار السلام: ۶۵۴۱)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

((المؤمن مرآة المؤمن ، والمؤمن أخوا لمؤمن ، يكف عليه ضيعته ويحوطه من ورائه))

مومن مومن کا آئینہ ہے، مومن مومن کا بھائی ہے، وہ اس کا نقصان نہیں ہونے دیتا اور اس کی غیر حاضری میں اس (کے مال، عزت اور حقوق) کی حفاظت کرتا ہے۔

(سنن ابی داود: ۴۹۱۸ و إسنادہ حسن)

ایک دفعہ ایک آدمی نبی ﷺ کے پاس آیا۔آپ نے اپنے گھر میں (کھانا لانے کے لئے) پیغام بھیجا تو بتایا گیا کہ پانی کے سوا گھر میں کچھ بھی نہیں ہے۔

پھر رسول اللہ ﷺ نے (اپنے صحابہ کو) فرمایا: اس آدمی کی کون میزبانی کرتا ہے؟

ایک انصاری نے کہا: میں۔

وہ (انصاری) اس آدمی کو لے کر اپنے گھر چلا گیا (ان دنوں پردے کے احکام نہیں ہوں گے) انصاری صحابی نے اپنی بیوی سے کہا: رسول اللہ ﷺ کے مہمان کی (عزت و تکریم کرو، وہ کہنے لگیں: ہمارے پاس صرف ہمارے بچوں کا ہی کھانا ہے، اس پر انصاری نے کہا: لے آؤ، چراغ جلاؤ اور بچوں کو، اگر کھانا مانگیں تو سلا دو (آہستہ سے) پس اس (انصاری کی بیوی) نے کھانا تیار کیا، چراغ جلایا اور اپنے بچوں کو سلا دیا۔پھر وہ چراغ ٹھیک کرنے کے لئے اٹھیں تو اسے بجھا دیا۔وہ دونوں اپنے مہمان کو (ہاتھوں کی حرکت سے) یہ دکھا رہے تھے کہ وہ (بھی) کھانا کھا رہے ہیں۔(مہمان نے کھانا کھایا) اور وہ دونوں ساری رات بھوکے رہے۔

جب صبح ہوئی تو وہ (انصاری) رسول اللہ ﷺ کے پاس (مہمان کو لے کر) گیا۔آپ ﷺ نے فرمایا: آج رات اللہ تعالیٰ تمھارے (اس) اس کام کی وجہ سے ہنسا، پس اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿اور اگرچہ وہ بھوکے بھی ہوں تو اپنے آپ پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں اور جس نے اپنے آپ کو بخل سے بچا لیا تو یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں﴾

[سورۃ الحشر: ۹] (صحیح البخاری، کتاب مناقب الأنصار باب ۱۰ ح ۳۷۹۸)

رضی اللہ عنہم اجمعین

ان دلائل شرعیہ سے معلوم ہوا:

① ہر مسلمان پر دوسرے مسلمان کا احترام کرنا لازم ہے۔

② اللہ کے مومن بندوں کو ایک دوسرے سے محبت کرنی چاہئے۔

③ ظلم، قتل، چوری، ڈاکہ، غیبت، چغلی، تکبر اور دوسرے کو حقیر و ذلیل سمجھنا حرام ہے۔

④ بغیر شرعی عذر کے ایک دوسرے سے بائیکاٹ کرنا حرام ہے۔

⑤ اپنے مسلمان بھائیوں کے لئے ہر وقت قربانی اور ایثار کے لئے تیار رہنا چاہیے۔

بھائیو!

ایک دوسرے سے محبت کرو، کسی پر ظلم نہ کرو، ایک دوسرے کا مذاق نہ اڑاؤ، پیار و محبت سے بھائی بھائی بن کر دنیا میں رہو، ایک دوسرے کا احترام کرو، کسی بھائی سے اگر غلطی ہو جائے تو اس کی اصلاح کے ساتھ ساتھ اس پر پردہ ڈالو۔ وما علینا إلا البلاغ

[الحدیث:۵]

والدین سے محبت

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا﴾

اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور (اپنے) والدین سے احسان (نیک سلوک) کرو۔ (النسآء:۳۶)

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ اِحْسَانًا﴾

اور ہم نے انسان کو اپنے والدین کے ساتھ احسان (نیک سلوک) کا حکم دیا ہے۔

(الاحقاف:۱۵)

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اللہ کے نزدیک کون سا کام سب سے زیادہ پسندیدہ ہے؟ فرمایا: نماز اپنے (اول) وقت پر پڑھنا (میں نے) پوچھا: پھر کون سا عمل (پسندیدہ) ہے؟ فرمایا: والدین سے نیکی کرنا، پوچھا: پھر کیا ہے؟ فرمایا: اللہ کے راستے میں جہاد کرنا۔

(صحیح البخاری:۵۲۷ وصحیح مسلم:۸۵)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَاِنْ جَاهَدَاكَ عَلٰٓى اَنْ تُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا﴾

اگر وہ (تیرے والدین) میرے ساتھ شرک کرنے کے لئے جس کا تیرے پاس علم نہیں تجھے مجبور کریں تو اُن کی اطاعت نہ کر اور دنیا میں اُن کے ساتھ اچھے طریقے سے رہ ﴾ (لقمان:۱۵)

اس آیت سے تین مسئلے معلوم ہوئے:

① شرک کرنا حرام ہے۔

④ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی میں والدین کی کوئی اطاعت نہیں ہے۔
⑤ جو بات کتاب وسنت کے خلاف نہیں ہے اُس میں والدین کی اطاعت کرنی چاہئے۔
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کو حکم دیا تھا:

((أطع أباك مادام حياً و لا تعصه))

جب تک تمھارا باپ زندہ ہے اُس کی اطاعت کرو اور اُس کی نافرمانی نہ کرنا۔

(مسند احمد ۲/۱۶۵ ح ۶۵۳۸ وسندہ صحیح)

ان تمام دلائل کے خلاف منکرِ حدیث پرویز صاحب لکھتے ہیں: ''تیسرا افسانہ: ماں باپ کی اطاعت فرض ہے۔
اسی سلسلہ میں ایک افسانہ یہ بھی ہے کہ ماں باپ کی اطاعت فرض ہے''

(عالمگیر افسانے ص ۷۱ مطبوعہ ادارہ طلوع اسلام گلبرگ لاہور)

پرویز کی اس بات کا باطل ہونا ہر مسلمان پر واضح ہے۔ والحمدللہ
تنبیہ: کتاب وسنت کی مخالفت میں والدین ہوں یا حکمران یا کوئی بھی، کسی کی اطاعت نہیں کرنی چاہئے۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لاطاعة في معصية الله ، إنما الطاعة في ا لمعروف))

اللہ کی نافرمانی میں (کسی کی) کوئی اطاعت نہیں ہے۔اطاعت تو معروف (کتاب وسنت کے مطابق کام) میں ہے۔(صحیح مسلم: ۱۸۴۰ ادار السلام: ۴۷۶۵ وصحیح البخاری: ۷۲۵۷)

ایک روایت میں آیا ہے:

((رضى الرب في رضى الوالدوسخط الرب في سخط الوالد))

رب کی رضا والد کی رضا میں ہے اور رب کی ناراضی، والد کی ناراضی میں ہے۔

(الترمذی: ۱۸۹۹ وسندہ صحیح، ابن حبان، الموارد: ۲۰۲۶، الحاکم فی المستدرک ۴/۱۵۱، ۱۵۲ ح ۷۲۴۹ وصححہ علی شرط مسلم ووافقہ الذہبی)

ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ میں کس کے ساتھ اچھا برتاؤ کروں؟

فرمایا: اپنی ماں کے ساتھ، پوچھا: پھر کس کے ساتھ؟ فرمایا: اپنی ماں کے ساتھ، پوچھا: پھر کس کے ساتھ؟ فرمایا: اپنی ماں کے ساتھ، اس نے پوچھا: پھر کس کے ساتھ؟ آپ نے فرمایا: پھر اپنے باپ کے ساتھ۔ (صحیح البخاری: ۵۹۷۱ وصحیح مسلم: ۲۵۴۸)

جاہمہ السلمی رضی اللہ عنہ کو آپ ﷺ نے حکم دیا: ((فالزمها فإن الجنة تحت رجليها))

پس اپنی ماں کی خدمت لازم پکڑو، کیونکہ جنت اُس کے قدموں کے نیچے ہے۔

(سنن النسائی ۶/۱۱ ح ۳۱۰۶ واسنادہ صحیح)

ماں باپ کی، معروف (کتاب وسنت کے مطابق باتوں) میں نافرمانی کبیرہ گناہ ہے۔

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ سے کبیرہ گناہوں کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا:

((الإشراك بالله وعقوق الوالدين وقتل النفس وشهادة الزور))

اللہ کے ساتھ شرک کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا، کسی (بے گناہ) انسان کو قتل کرنا اور جھوٹی گواہی دینا۔ (البخاری: ۲۶۵۳، مسلم: ۸۸)

ابی بن مالک العامری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((من أدرك والديه أو أحدهما ثم دخل النار من بعد ذلك فأبعده الله وأسحقه))

جو شخص اپنے والدین یا ان میں سے ایک (والد یا والدہ) کو (زندہ) پائے پھر اس کے بعد (ان کی خدمت نہ کرنے کی وجہ سے) جہنم میں داخل ہو جائے تو اللہ نے اسے اپنی رحمت سے دور کر دیا ہے اور وہ اس پر ناراض ہے۔

(مسند احمد ۴/۳۴۴ ح ۱۹۲۳۶ وسندہ صحیح)

خلاصہ: والدین کے ساتھ حسنِ سلوک اور معروف میں ان کی اطاعت فرض ہے۔ اپنے رب کو راضی کرنے کے لئے اپنے والدین سے محبت کریں، جہاد اگر فرض عین نہ ہو تو والدین کے لئے چھوڑا جا سکتا ہے۔ وما علينا إلا البلاغ

(الحدیث: ۸)

اولاد سے محبت

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اقرع بن حابس (رضی اللہ عنہ) نے دیکھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم (اپنے نواسے) حسن (بن علی رضی اللہ عنہما) کا بوسہ لے رہے تھے تو اقرع (رضی اللہ عنہ) نے کہا: میرے دس بیٹے ہیں مگر میں کسی کا بھی بوسہ نہیں لیتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ لَا یَرْحَمُ لَا یُرْحَمُ))

جو رحم نہیں کرتا، اس پر رحم نہیں کیا جائے گا۔ (صحیح البخاری: ۵۹۹۷ و صحیح مسلم: ۶۵/۲۳۱۸)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اپنے بیٹے) ابراہیم کو (گود میں) لیا اور اس کا بوسہ لیا (اور پیار سے) اس کی خوشبو سونگھی۔

(صحیح البخاری: ۱۳۰۳، و صحیح مسلم: ۲۳۱۵)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک اعرابی (دیہاتی) آیا اور کہا: کیا آپ بچوں کا بوسہ لیتے ہیں؟ ہم تو بچوں کا بوسہ نہیں لیتے! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر اللہ نے تمھارے دل سے رحمت نکال دی ہے تو میں کیا کر سکتا ہوں؟ (صحیح البخاری: ۵۹۹۸ و صحیح مسلم: ۲۳۱۷)

سیدنا یعلیٰ بن مرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وہ کھانے کی ایک دعوت پر جا رہے تھے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ (راستے میں) ایک گلی میں (سیدنا) حسین رضی اللہ عنہ کھیل رہے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے درمیان سے آگے بڑھ کر اپنے دونوں بازو پھیلا لیے۔ (سیدنا) حسین رضی اللہ عنہ اِدھر اُدھر بھاگنے لگے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہنستے ہنساتے ہوئے انھیں (سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو) پکڑ لیا۔ آپ نے اپنا ایک ہاتھ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی ٹھوڑی کے نیچے اور دوسرا ان کے سر پر رکھا۔ آپ نے (معانقہ کرتے ہوئے) اُن کا بوسہ لیا اور فرمایا:

((حُسَیْنٌ مِنِّي وَأَنَا مِنْ حُسَیْنٍ ، أَحَبَّ اللّٰہُ مَنْ أَحَبَّ حُسَیْناً ، حُسَیْنٌ

سِبطٌ مِّنَ الْاَسْبَاطِ))

حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں ۔ اللہ اس شخص سے محبت کرے جو حسین سے محبت کرتا ہے، حسین نواسوں میں سے ایک (جلیل القدر) نواسا ہے۔

(سنن ابن ماجہ: ۱۴۴ وإسنادہ حسن وحسنہ الترمذی: ۳۷۷۵ وصححہ ابن حبان، موارد الظمآن: ۲۲۴۰ والحاکم ۳ / ۱۷۷ والذہبی وقال البوصیری: ''ھذا إسناد حسن رجالہ ثقات'' / تسہیل الحاجۃ فی التعلیق علی سنن ابن ماجہ لشیخنا حافظ زبیر علی زئی حفظہ اللہ ص ۱۰، وحسنہ الشیخ الالبانی رحمہ اللہ)

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی) فاطمہ رضی اللہ عنہا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتیں تو آپ اٹھ کر ان کے پاس جاتے اور اُن (فاطمہ رضی اللہ عنہا) کا ہاتھ پکڑ لیتے پھر ان کا بوسہ لیتے اور اپنی جگہ بٹھاتے۔ (سنن ابی داود: ۵۲۱۷ وإسنادہ حسن وحسنہ الترمذی: ۳۸۷۲)

ایک صحیح حدیث میں آیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص ہمارے بڑوں کی عزت نہ کرے، ہمارے چھوٹوں (بچوں) پر رحم نہ کرے اور ہمارے (اہل حق) عالم کا حق نہ پہچانے، وہ ہم میں (اہلِ حق میں) سے نہیں ہے۔ (مشکل الآثار ۲ / ۱۳۳ ح ۱۸۵، الحدیث: ۴ ص ۴۵)

ان احادیث اور دیگر دلائل سے ثابت ہوا کہ والدین کو اپنی اولاد سے محبت کرنی چاہیے۔ یاد رہے کہ محبت کا تقاضا یہ ہے کہ دنیاوی سہولتیں مہیا کرنے کے ساتھ ساتھ اپنی اولاد کی اچھی تربیت کرنی چاہیے۔ انھیں قرآن و حدیث اور تمام بہترین اخلاق سکھانے چاہئیں۔ توحید و سنت کی دعوت اور سنتِ مطہرہ کے مطابق نماز پڑھنے کا حکم دینا چاہیے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِيْكُمْ نَارًا﴾

اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو (جہنم کی) آگ سے بچالو۔ (التحریم: ۶)

((کلکم راع و کلکم مسئول عن رعیته)) تم میں سے ہر آدمی نگران ہے اور اس کی زیر نگرانی لوگوں کے بارے میں (قیامت کے دن) پوچھا جائے گا (البخاری: ۸۹۳ و مسلم: ۱۸۲۹) کی رو سے ہر آدمی سے اس کی اہل و اولاد کے بارے میں سوال ہوگا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ والدین اور ان کی اولاد دونوں کو کتاب و سنت کا متبع اور نیک بنادے۔ آمین

[الحدیث: ۱۱]

ہمسایوں سے محبت

دین اسلام میں ہمسایوں، پڑوسیوں کے بڑے حقوق ہیں۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اللہ کی عبادت کرو، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو، والدین، رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں، رشتہ دار پڑوسیوں، اجنبی پڑوسیوں، پہلو کے ساتھ (بیوی)، مسافر اور غلاموں سے اچھا سلوک کرو۔ (النسآء:۳۶)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((مازال جبريل يوصيني بالجار حتّى ظننت أنه سيورثه)) مجھے جبریل (علیہ السلام) لگاتار، پڑوسی کے ساتھ (اچھے سلوک کا) حکم دیتے رہے یہاں تک کہ میں نے یہ خیال کیا کہ وہ اسے (پڑوسی کو) وراثت کا حق دار قرار دے دیں گے۔

(صحیح البخاری:۶۰۱۵ وصحیح مسلم:۲۶۲۵ عن ابن عمر رضی اللہ عنہما)

ایک حدیث میں آیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((والله لا يؤمن ..... الذي لا يأمن جاره بوائقه))

اللہ کی قسم وہ شخص (پورا) مومن نہیں ہوسکتا.... جس کا پڑوسی اس کے شر وفساد سے محفوظ نہ رہے۔(صحیح البخاری:۶۰۱۶)

ایک حدیث میں آیا ہے کہ وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا جس کی ایذا رسانی اور شر سے اس کا پڑوسی محفوظ نہ رہے۔(مسلم:۴۶)

سیدنا ابوشریح العدوی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((من كان يؤمن بالله واليوم الآخر فليكرم جاره))

جو شخص اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے تو اسے چاہئے کہ اپنے پڑوسی کی عزت (اور اس سے اچھا سلوک) کرے۔(بخاری:۶۰۱۹، مسلم:۴۸)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((من كان يؤمن بالله واليوم الآخر فلا يؤذ جاره))

جو شخص اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے تو وہ اپنے پڑوسی کو (کوئی) تکلیف نہ دے۔

(البخاری:۶۰۱۸ ومسلم:۴۷)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو حکم دیا:

((يا نساء المسلمات ، لا تحقرن جارة لجارتها ولو فرسن شاة))

اے مسلمان عورتو! کوئی پڑوسن اپنی پڑوسن کو (تحفہ میں) ہلکی چیز (تک) دینے میں حقارت محسوس نہ کرے اگرچہ یہ بکری کا کھر ہی کیوں نہ ہو۔

(البخاری:۶۰۱۷ ومسلم:۱۰۳۰)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا:

فلاں عورت (ہر) رات تہجد پڑھتی اور ہر دن روزہ رکھتی ہے، (اچھے) کام کرتی اور صدقہ دیتی ہے لیکن وہ اپنی زبان سے اپنے پڑوسیوں کو تکلیف دیتی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:((لا خير فيها، هي من أهل النار))

اس عورت میں کوئی خیر نہیں ہے......وہ جہنمیوں میں سے ہے۔

کہا گیا کہ فلاں عورت فرض نماز پڑھتی ہے اور (کبھی کبھار) پنیر کے ٹکڑے صدقہ کر دیتی ہے اور کسی کو تکلیف نہیں دیتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:((هي من أهل الجنة))

وہ جنتیوں میں سے ہے۔ (الادب المفرد للبخاری:۱۱۹ وسندہ صحیح ابن حبان ۱۳/ ۷۶،۷۷ ح ۵۷۳۴)

ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میرا پڑوسی مجھے تکلیف دیتا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جاؤ اور اپنا (گھر کا) سامان باہر نکال کر راستے میں رکھ دو۔ وہ چلا گیا اور اپنا سامان باہر نکال کر رکھ دیا۔ لوگ اکٹھے ہو گئے اور پوچھنے لگے: تجھے کیا ہو گیا ہے؟ اس نے کہا: میرا پڑوسی مجھے تکلیف دیتا ہے لہٰذا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جاؤ اور اپنا سامان باہر نکال کر راستے میں رکھ دو۔

لوگ اس (پڑوسی) کو بددعائیں دینے لگے: اے اللہ تو اُس پر لعنت کر، اے اللہ تو اسے ذلیل کردے۔

اس شخص کو جب معلوم ہوا تو آیا اور اپنے پڑوسی سے کہا: گھر میں واپس چلے جاؤ۔ اللہ کی قسم میں تمھیں کبھی تکلیف نہیں دوں گا۔

(البخاری فی الادب المفرد: ۱۲۴ وسندہ صحیح، ابوداود: ۵۱۵۳ وصححہ الحاکم علی شرط مسلم ۴/۱۶۵، ۱۶۶)

آپ ﷺ سے دو پڑوسیوں کے بارے میں پوچھا گیا کہ کس سے (زیادہ) حسنِ سلوک کیا جائے!

تو آپ ﷺ نے فرمایا: ((إلٰی أقرب بھما منك باباً))

جس کا دروازہ تمھارے گھر کے زیادہ قریب ہو۔ (البخاری: ۶۰۲۰)

ہر مسلمان پر یہ لازم ہے کہ وہ اپنے پڑوسیوں کا خیال رکھے، ان سے حسنِ سلوک کرے اور کسی قسم کی تکلیف نہ دے۔

پیارے نبی ﷺ نے اپنے صحابی (سیدنا) ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

((یا أبا ذر! إذا طبخت مرقة فأکثر ماء ھا و تعاھد جیرانك))

اے ابوذر! جب تم شوربے والی کوئی چیز پکاؤ تو اس میں پانی ڈال کر شوربا زیادہ کردو اور اپنے پڑوسی کا خیال رکھو۔ (مسلم: ۱۴۲/۲۶۲۵، اسلامی طرز زندگی ص ۲۰۴)

[الحدیث: ۱۲]

محبت ہی محبت

الحمد لله رب العالمين و الصلوٰة و السلام علٰى رسوله الأمين، أما بعد:

اللہ اور رسول سے محبت کرنا اور ان پر ایمان لانا دینِ اسلام کا بنیادی رکن ہے جس کے بغیر دائرۂ اسلام میں داخل ہونا ناممکن و محال ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسانوں پر بے شمار احسانات فرمائے لیکن اس کا سب سے بڑا احسان یہ ہے کہ اس نے مومنوں کے لئے اپنے محبوب اور آخری رسول سیدنا محمد ﷺ کو بھیجا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ

﴿ لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ج ﴾

یقیناً اللہ نے مومنوں پر احسان کیا جب اس نے انھی میں سے ایک رسول اُن میں بھیجا جو اُن پر اس کی آیتیں تلاوت کرتا ہے اور ان کا تزکیہ کرتا ہے اور انھیں کتاب و حکمت سکھاتا ہے۔ (آل عمران:۱۶۴)

ایک عورت نے اپنے بچے کو (پیار سے) اپنے سینے سے لگا رکھا تھا تو پیارے رسول ﷺ نے فرمایا:

((لله أرحم بعباده من هٰذه بولدها))

اللہ اپنے بندوں پر اس سے زیادہ رحم کرنے والا ہے جتنی یہ عورت اپنے بچے پر (مہربان) ہے۔ (صحیح البخاری:۵۹۹۹ و صحیح مسلم:۲۷۵۴)

اللہ غفور رحیم فرماتا ہے: ﴿ وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ ط ﴾

اور میری رحمت ہر چیز سے زیادہ وسیع ہے۔ (الاعراف:۱۵۶)

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿ نَبِّئْ عِبَادِيْٓ اَنِّيْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ لا ﴾

میرے بندوں کو بتا دو کہ بے شک میں غفور رحیم ہوں۔ (الحجر:۴۹)

اللہ تعالیٰ کے صفاتی ناموں میں ایک نام اَلْوَدُوْدُ (محبت کرنے والا) ہے۔ دیکھئے سورۃ البروج (۱۴)

محبت کرنے والے رب العالمین نے رسول اللہ ﷺ کو رحمت للعالمین بنا کر بھیجا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴾

اور ہم نے آپ کو صرف رحمت للعالمین (سارے جہانوں کے لئے رحمت) بنا کر ہی بھیجا ہے۔ (الانبیآء:۱۰۷)

رحمت للعالمین آپ ﷺ کی صفتِ خاصہ ہے جس میں دوسری کوئی مخلوق آپ کی شریک نہیں۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ((وَإِنّما بُعِثْتُ رَحمَةً))

اور مجھے تو صرف رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے۔ (صحیح مسلم:۲۵۹۹)

رحمت للعالمین ﷺ نے فرمایا:

((لا تدخلون الجنة حتّى تؤمنوا ولا تؤمنوا حتّى تحابوا، أولا أدلكم على شئ إذا فعلتموه تحاببتم؟ أفشوا السلام بينكم.))

تم جنت میں داخل نہیں ہو سکتے حتیٰ کہ ایمان لے آؤ اور تم (مکمل) ایمان نہیں لا سکتے جب تک ایک دوسرے سے محبت نہ کرو۔ کیا تمھیں وہ چیز نہ بتادوں اگر تم اسے کرو تو آپس میں محبت کرنے لگو گے؟ سلام (السلام علیکم) کو اپنے درمیان پھیلا دو۔

(صحیح مسلم:۹۳/۵۴ وترقیم دارالسلام:۱۹۴)

دو آدمی جو ایک دوسرے سے اللہ کے لئے محبت کرتے ہیں انھیں اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اپنے (عرش کے) سائے میں رکھے گا۔ دیکھئے صحیح بخاری (۶۶۰) وصحیح مسلم (۱۰۳۱)

ہمارا پیارا رب فرماتا ہے: ((حقت محبتي على المتحابين فيّ.))

جو لوگ میری وجہ سے ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں ان کے لئے میری محبت واجب ہو گئی۔ (مسند احمد، زوائد عبداللہ بن احمد ۳۲۸/۵ وسندہ صحیح)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لا تباغضوا ولا تحاسدوا ولا تدابروا وكونوا عباد الله إخواناً ولا

يحل لمسلم أن يهجر أخاه فوق ثلاث ليا ل.))

ایک دوسرے سے بغض نہ کرو اور حسد نہ کرو اور پیٹھ نہ پھیرو (یا غیبت نہ کرو) اور آپس میں اللہ کے بندے بھائی بھائی بن جاؤ اور کسی مسلمان کے لئے حلال نہیں ہے کہ وہ تین راتوں سے زیادہ اپنے بھائی سے بائیکاٹ کرے۔

(الموطأ روایۃ عبدالرحمٰن بن القاسم:۴ وسندہ صحیح، البخاری:۶۰۷۶ ومسلم:۲۵۵۹)

ان نصوصِ شرعیہ ودیگر دلائل کو مدِ نظر رکھتے ہوئے ماہنامہ الحدیث حضرو میں ''محبت ہی محبت'' کا ایک سلسلہ اول یوم سے شروع کیا گیا ہے اور جاری ہے۔ اسلام دینِ محبت ہے۔ میدانِ جنگ میں کفار سے شرعی جہاد کے دوران میں کئی احکام پر عمل کرنا ضروری ہے مثلاً:

۱) بچوں کو قتل نہ کیا جائے۔ (صحیح مسلم:۱۷۳۱ و صحیح بخاری:۳۰۱۴)

۲) عورتوں کو قتل نہ کیا جائے۔ (صحیح بخاری:۳۰۱۴ و صحیح مسلم:۱۷۴۴)

۳) آگ کا عذاب نہ دیا جائے۔ (صحیح بخاری:۳۰۱۶)

٤) عسیف یعنی کمزور خدمت گار کو قتل نہ کیا جائے۔ (سنن ابی داود:۲۶۶۹ وسندہ صحیح)

مکہ اور مدینہ دینِ اسلام اور مسلمانوں کے دو مقدس ترین مقامات ہیں۔ مکہ و مدینہ میں حلال جانوروں کے شکار سے منع کر دیا گیا ہے بلکہ عام درختوں کو کاٹنا بھی ممنوع ہے۔ مکہ اور مدینہ میں جنگ اور قتل وقتال حرام ہے اِلا یہ کہ تخصیص کی کوئی شرعی دلیل ہو۔

قرآن وحدیث میں جن لوگوں سے محبت کرنے کا حکم یا اشارہ دیا گیا ہے اُن سے محبت کرنا رکنِ ایمان ہے۔

ہم نے اس سلسلہ ''محبت ہی محبت'' میں دو اہم باتوں کو مدنظر رکھا ہے:

۱) صرف اُن روایات واقوال سے استدلال کیا ہے جن کی سندیں صحیح یا حسن لذاتہ ہیں۔ جب صحیح وحسن روایتیں ذخیرۂ حدیث میں موجود ہیں تو پھر ضعیف وغیر ثابت: روایات اور اقوال سے استدلال کیا معنی رکھتا ہے؟ حافظ ابن حبان البستی رحمہ اللہ نے کیا خوب فرمایا ہے کہ ''**كأن ماروى الضعيف ومالم يروفي الحكم سيان**''

گویا کہ ضعیف جو روایت بیان کرے اور جس کی روایت ہی (سرے سے) نہ ہو، حکم میں برابر ہیں۔ (کتاب المجروحین ۱/۳۲۸ ترجمۃ سعید بن زیاد)

یعنی ضعیف روایت کا وجود اور عدمِ وجود برابر ہے۔

یہ منہج اگرچہ بہت مشکل اور صبر آزما ہے لیکن بحمد اللہ ہم اسی پر گامزن ہیں۔

۲) محبت اور بغض کی وجہ سے بہت سے لوگ افراط و تفریط کا شکار ہو جاتے ہیں۔

سیدنا ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"حبك الشئ يعمي ويصم"

تیرا کسی چیز سے محبت کرنا اندھا اور بہرا بنا دیتا ہے۔

(شعب الایمان للبیہقی ۱/۳۶۸ ح ۴۱۲ وسندہ صحیح)

نصرانیوں نے سیدنا عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کی محبت میں اندھا دھند غلو کرتے ہوئے انھیں اللہ تعالیٰ کا بیٹا بنالیا۔ تعالی الله عما یقولون علواً کبیراً.

بیت اللہ کی طرف نماز پڑھنے والے بہت سے لوگوں نے انبیاء و صالحین اور شہداء کو عملاً رب و معبود اور مشکل کشا بنالیا۔ اماموں کا درجہ نبیوں سے بلند کیا اور طرح طرح کے غلو اور افراط و تفریط کا شکار ہوئے حالانکہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((یا أیها الناس إیاکم والغلو فی الدین ، فإنما أهلك من کان قبلکم الغلو فی الدین.))

اے لوگو! دین میں غلو سے بچو، کیونکہ بے شک تم سے اگلے لوگوں کو دین میں غلو نے ہلاک کیا۔

(سنن ابن ماجہ: ۳۰۲۹ وسندہ صحیح واللفظ لہ، سنن النسائی ۵/۲۶۸ ح ۳۰۵۹ وسندہ صحیح، وصححہ ابن خزیمہ: ۲۸۶۷ وابن حبان، الموارد: ۱۰۱۱ والحاکم ۱/۴۶۶ والذہبی)

ہم نے پوری کوشش کی ہے کہ اہلِ حق سے محبت میں افراط و تفریط اور غلو کا شکار ہونے سے مکمل طور پر بچا جائے۔ والله هو الموفق (اور اللہ ہی توفیق دینے والا ہے۔)

(۴/شوال ۱۴۲۷ھ) [الحدیث: ۳۲]